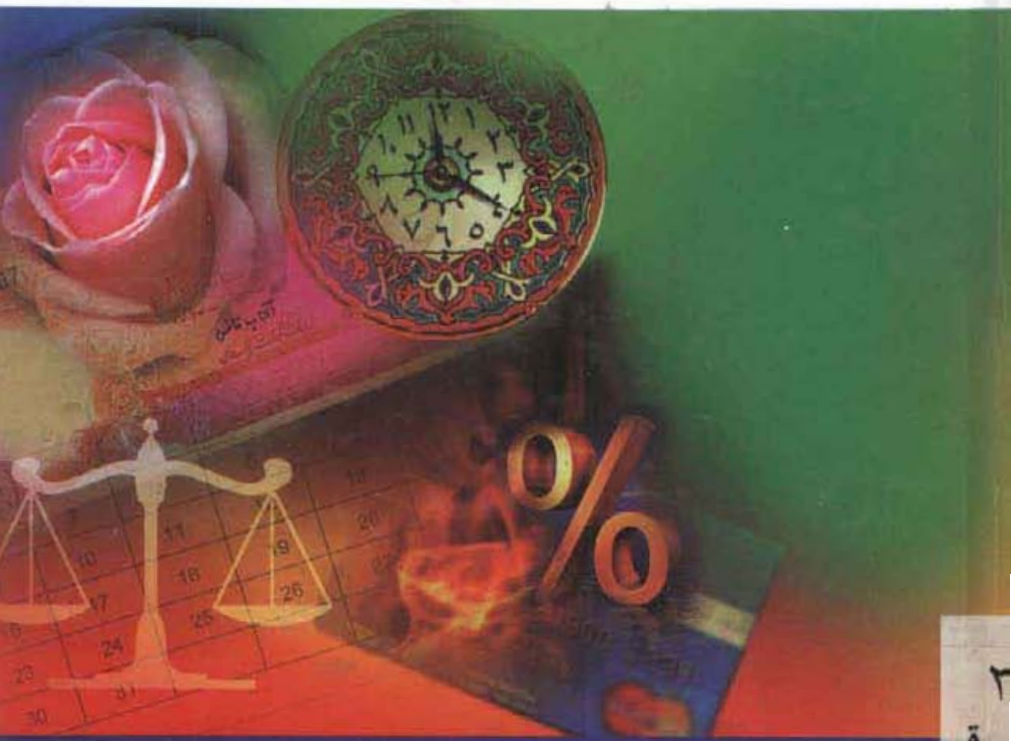


# قرض ۷ فضائل و مسائل



دَارُ النُّورِ اسلام آباد

پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی

۳  
ق

# قرض فضائل و مسائل

پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی

دار النور اسلام آباد

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

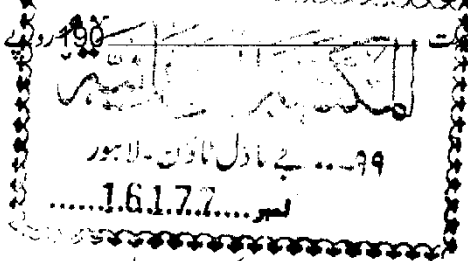
253، 3  
وضوح - ق

اشاعت \_\_\_\_\_ مئی 2008ء

تعداد \_\_\_\_\_ 1100

مطبع \_\_\_\_\_ انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس

36، کورنگی لاہور



پاکستان میں ملنے کا پتہ

**مکتبہ قدوسیہ**

رحمن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 7351124 - 7230585

## فہرست مضامین

### پیش لفظ

- ۲۹ ..... تمہید ①  
 ۳۰ ..... کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں ①  
 ۳۱ ..... خاکہ کتاب ①  
 ۳۱ ..... شکر و دعا ①

### مبحث اول

## قرض اور اس کی شرعی حیثیت

(۱)

### قرض کا مفہوم

- ۳۳ ..... لغوی معنی  
 ۳۴ ..... شرعی معنی:  
 ۳۴ ..... امام ابن حزم کا قول  
 ۳۴ ..... شیخ شربنی کا قول  
 ۳۴ ..... سبب تسمیہ:  
 ۳۴ ..... شیخ شربنی کا بیان  
 ۳۴ ..... قرض کا ایک دوسرا نام:  
 ۳۵ ..... شیخ شربنی کا بیان  
 ۳۵ ..... علامہ قرطبی کا بیان

(۲)

### قرض کی شرعی حیثیت

- ۳۶ ..... ۱: قرض لینے کے متعلق روایات:

- ۳۶ نبی کریم ﷺ کا قرض لینا:
- ۳۶ ..... ابن ابی ربیعہ سے
- ۳۷ عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کا قرض لینا:
- ۳۷ ..... ابن ابی حدرد کا کعب بنی النجہا سے قرض لینا
- ۳۸ عہد نبوی ﷺ کے بعد صحابہ کا قرض لینا:
- ۳۸ ..... ۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قرض لیتے رہنا
- ۳۹ ..... ۲۔ عمر کا ابن عوف رضی اللہ عنہما سے قرض مانگنا
- ۴۰ ب: قرض کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق روایات:
- ۴۰ ..... ۱: دعائے نبوی ﷺ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ  
الْمَآئِمْ وَالْمَغْرَمِ ..... الحدیث
- ۴۱ ..... حدیث پر امام بخاری کا تحریر کردہ عنوان
- ۴۱ ..... شرح حدیث میں علامہ عینی کا بیان
- ۴۱ ..... ۲: ایک دوسری دعائے نبوی ﷺ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ  
اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ ..... الحدیث
- ۴۱ ..... ۳: ایک تیسری دعائے نبوی ﷺ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ  
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلْبَةِ الدَّيْنِ ..... الحدیث
- ۴۲ ..... ۴: فرمان نبوی ﷺ: ”اپنی جانوں کو نہ ڈراؤ..... الحدیث  
شرح حدیث میں شیخ البنا کا بیان
- ۴۲ ..... ۵: فرمان عمر رضی اللہ عنہ: ”قرض سے دُور رہو..... الخ
- ۴۳ ..... بعض سلف کا قول: ”قرض کا غم کسی دل..... الخ
- ۴۵ ..... علامہ قرطبی کا قول: ”بلاشبہ قرض عیب ہے..... الخ
- ۴۵ ج: قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟
- ۴۵ ..... ۱: حافظ ابن حجر کا قول

- ۴۵ ..... ۲: حافظ ابن حجر کا ایک اور قول
- ۴۶ ..... ۳: علامہ عینی کا قول
- ۴۶ ..... د: قرض لینے کی شرائط:
- ۴۷ ..... ا: قرض لینے کا معقول اور جائز سبب:
- ۴۷ ..... حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما
- ۴۷ ..... حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ
- ۴۹ ..... ۲: ادائیگی کی سچی نیت:
- ۴۹ ..... حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
- ۵۰ ..... شرح حدیث میں حافظ ابن حجر کا بیان
- ۵۰ ..... حدیث ابو میمون کردی رضی اللہ عنہ
- ۵۱ ..... بد نیت قرض لینے والے کا بُرا انجام:
- ۵۱ ..... ۳: مستقبل میں ادائیگی کے امکانات:
- ۵۱ ..... ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا قول
- ۵۲ ..... شرح قول میں علامہ ابن قدامہ کا بیان

(۳)

### قرض کا دائرہ

- ۵۳ ..... امام ابن حزم کا قول
- ۵۳ ..... شیخ شیرازی کا قول
- ۵۳ ..... ا: سونا چاندی قرض لینے کے متعلق حدیث:
- ۵۳ ..... آنحضرت ﷺ کا ابن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے قرض لینا
- ۵۳ ..... ب: ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں کا بطور قرض لینا:
- ۵۴ ..... ا- آنحضرت ﷺ کا ایک انصاری سے قرض لینا:
- ۵۴ ..... ۲- آنحضرت ﷺ کا خویلدہ رضی اللہ عنہ سے قرض لینا:

- ۵۷ ..... ان چیزوں کے بطور قرض لینے کے متعلق اجماع:
- ۵۷ ..... علامہ ابن قدامہ کا قول
- ۵۷ ..... علامہ ابن المنذر کا قول
- ۵۸ ..... حیوانات کو بطور قرض لینا:
- ۵۸ ..... آنحضرت ﷺ کا اونٹ بطور قرض لینا
- ۵۸ ..... شرح حدیث میں علامہ نووی کا قول
- ۵۹ ..... صحیح بخاری کے ایک باب کا عنوان
- ۵۹ ..... اس باب میں بیان کردہ حدیث
- ۵۹ ..... حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر کا قول

مبحث دوئم

قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین

۶۱ ..... تمہید

(۱)

قرض دینے کی ترغیب

- ۶۲ ..... امام شوکانی کا قول
- ۶۲ ..... ا: عام دلائل:
- ۶۲ ..... ا: آیت شریفہ: "وَأَفْعَلُوا الْخَيْرَ" ..... الآية
- ۶۲ ..... ۲: حدیث شریفہ: "مَنْ يَسَّرَ عَلَيَّ مُعْسِرٍ ..... الحديث
- ۶۳ ..... امام ابن حبان کا حدیث پر تحریر کردہ عنوان
- ۶۳ ..... حافظ منذری کا حدیث پر تحریر کردہ عنوان
- ۶۳ ..... ب: ترغیب قرض کے متعلق خصوصی احادیث:
- ۶۳ ..... ا: حدیث شریفہ: "إِنَّ السَّلْفَ يَجْرِي ..... الحديث

- ۶۳ ابن ماجہ کی روایت: ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا  
 ۶۳ حدیث پر یقین رکھنے والے ایک تاجر کا واقعہ.....  
 ۶۵ ۲: حدیث شریف: ”كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ..... الحدیث .....  
 ۶۶ ۳: حدیث شریف: ”دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ..... الحدیث .....  
 ۶۶ ۴: حدیث شریف: ”مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا..... الحدیث .....  
 ۶۷ ۵: حدیث شریف: ”مَنْ مَنَحَ مَنِحَةً..... الحدیث .....  
 ۶۸ احادیث میں ظاہر تعارض اور اس کا حل:  
 ۶۸ شیخ عبدالغنی کا قول.....

(۲)

### مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین

- ۶۹ ۱: مطالبہ میں احتیاط اور نرمی:  
 ۶۹ ۱: مطالبہ میں ناجائز طریقہ سے بچنے کا حکم:  
 ۶۹ i: حدیث شریف: ”مَنْ طَلَبَ حَقًّا..... الحدیث .....  
 ۶۹ ii: حدیث شریف: ”خُذْ حَقَّكَ فِي..... الحدیث .....  
 ۷۰ ۲: تقاضا میں آسانی بہترین مومنوں کی ایک صفت:  
 ۷۰ حدیث شریف: ”أَفْضَلُ الْمُؤْمِنِينَ..... الحدیث .....  
 ۷۰ ۳: تقاضا میں آسانی حصول آسانی کی چابی:  
 ۷۱ حدیث شریف: ”اسْمَعْ يُسْمَعْ لَكَ..... الحدیث .....  
 ۷۱ ۴: تقاضا میں آسانی حصول مغفرت کا ایک سبب:  
 ۷۱ حدیث شریف: ”عَفَرَ اللَّهُ لِرَجُلٍ كَانَ..... الحدیث .....  
 ۷۲ ۵: مطالبہ میں آسانی رحمت الہیہ کے حصول کا ایک سبب:  
 ۷۲ حدیث شریف: ”رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمِعًا..... الحدیث .....  
 ۷۲ شرح حدیث میں حافظ ابن حجر کا قول.....



- ۷۳ ..... حدیث پر امام بخاری کا تحریر کردہ عنوان
- ۷۳ ..... حدیث پر امام حبان کا تحریر کردہ عنوان
- ۷۳ : ۶: تقاضا میں آسانی، دخولِ جنت کا ایک سبب:
- ۷۳ ..... الحدیث حدیث شریف: ”أَدْخَلَ اللَّهُ.....“
- ۷۴ ب: تنگ دست کو مہلت دینا:
- ۷۴ ج: قرض کی کلی یا جزوی معافی:
- ۷۴ ا: تنگ دست کو مہلت دینے کا حکم اور معاف کرنے کی ترغیب:
- ۷۴ ارشادِ بانی: ﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ﴾ ..... الآية
- ۷۴ آیت شریفہ کے پہلے حصہ کی تفسیر:
- ۷۴ حافظ ابوالقاسم کا بیان
- ۷۵ آیت شریفہ کے دوسرے حصہ کی تفسیر:
- ۷۵ قاضی ابوسعود کا بیان
- ۷۵ ۲: دعاؤں کی قبولیت:
- ۷۵ ۳: مصیبت سے نجات:
- ۷۵ حدیث شریف: ”مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ.....“ الحدیث
- ۷۵ ۴: روزِ محشر کی مصیبتوں سے نجات:
- ۷۶ ۵: عرش کا سایہ پانا:
- ۷۶ حدیث شریف: ”مَنْ سَرَّهُ.....“ الحدیث
- ۷۶ ۶: سب سے پہلے سایہ عرش پانے والوں میں شمولیت:
- ۷۶ حدیث شریف: ”إِنَّ أَوْلَ النَّاسِ.....“ الحدیث
- ۷۷ ۷: گناہوں کی معافی:
- ۷۷ ۸: جنت کا داخلہ:

- ۷۷ حدیث شریف: ”رَجُلٌ لَقِيَ رَبَّهُ..... الْحَدِيثُ
- ۷۸ امام ابن حبان کا اسی مفہوم کی حدیث پر تحریر کردہ عنوان
- ۷۸ ایک دوسری روایت: ”فَغُفِرَ لَهُ“.....
- ۷۹ ایک تیسری روایت: ”فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ“

(۳)

صحابہ کا نادار مقروضوں کے ساتھ عمدہ معاملہ

- ۷۹ ا: کعب بن العلاءؓ کا آدھا قرض معاف کرنا.....
- ب: ایک صحابی کی مقروض کے حسبِ منشا قرض میں کمی اور تقاضا میں نرمی پر آمادگی.....
- ۸۰ ج: ابو قتادہؓ کی اپنے مکمل قرض سے دست برداری.....
- ۸۰ د: ابو ایسرؓ کی اپنے مکمل قرض سے دست برداری.....

مبحث سوئم

## ادائیگی قرض کی تلقین

۸۷

تمہید:

(۱)

## ادائیگی قرض کا حکم

- ۸۷ ارشادِ ربانی: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ..... الْآيَةَ.....
- ۸۷ آیت شریفہ کی تفسیر:
- ۸۷ علامہ سیوطی کا بیان.....
- ۸۷ صحیح بخاری کے ایک باب کا عنوان.....
- ۸۷ قاضی شریع کا آیت شریفہ کے ساتھ مقروض کو ادائیگی کا حکم.....

(۲)

## ادائیگی قرض کے فضائل

- ۸۹ ا: ادائیگی قرض کے سچے ارادے کی برکات:
- ۸۹ ا: اللہ تعالیٰ کا قرض کو ادا کروادینا:
- ۹۰ حدیث شریف: ”مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ ..... الْحَدِيثِ
- ۹۰ حافظ ابن حجر کا قول
- ۹۰ ایک اور حدیث: ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدَانِ ..... الْحَدِيثِ
- ۹۰ سچے ارادے پر توفیق الہی میسر آنے کا واقعہ:
- ۹۰ صحیح بخاری کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
- ۹۳ ۲: اللہ تعالیٰ کی مدد کا پانا:
- ۹۳ ۳: اللہ تعالیٰ کی طرف سے محافظ کا ملنا:
- ۹۳ ۴: رزق کا میسر آنا:
- ۹۳ حدیث شریف: ”مَا مِنْ عَبْدٍ كَانَتْ لَهُ ..... الْحَدِيثِ
- ۹۳ ایک اور روایت: كَانَ مَعَهُ مِنَ اللَّهِ ..... الْحَدِيثِ
- ۹۴ ایک اور روایت: كَانَ لَهُ مِنَ اللَّهِ ..... الْحَدِيثِ
- ۹۴ ب: بہترین لوگوں کا ایک وصف ادائیگی میں بہترین:
- ۹۴ حدیث شریف: ”إِنَّ خِيَارَ النَّاسِ ..... الْحَدِيثِ
- ۹۴ ج: ادائیگی میں آسانی کرنے والوں سے محبت الہی:
- ۹۵ حدیث شریف: ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ سَمَّحَ الْبَيْعِ ..... الْحَدِيثِ
- ۹۵ ایک اشکال اور اس کا حل:
- ۹۵ افراط زر کی صورت میں قرض کی واپسی کے لیے معیار:
- ۹۶ بعض لوگوں کی تجویز:
- ۹۶ قرض خواہ کو دی ہوئی رقم سے زیادہ کا مستحق ٹھہرانا

۹۶

تبصرہ:

- ۱: قرض خواہ کا رضائے الہی کی خاطر اس نقصان کو برداشت کرنا  
۲: برداشت نہ کرنے کی صورت میں حرام سے بچنے کی خاطر قرض

۹۶

..... نہ دینا

(۳)

ادائیگی قرض کے لیے قبل از وقت تیاری

۹۷ حدیث شریف: ”مَا أَحْبَبُّ أَنَّهُ تَحَوَّلَ لِي“ ..... الحدیث

۹۷

شرح حدیث:

۹۷

..... علامہ عینی کا قول

(۴)

قرض کی ادائیگی کروانے والی دعاؤں کی تعلیم

۹۸ ا: دعا: ”اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ“ ..... الخ

۹۹

ب: دعا: ”اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ“ ..... الخ

۱۰۰

ج: دعا: ”اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ“ ..... الخ

(۵)

قرض کی عدم ادائیگی سے اخلاقی طور پر روکنا

۱۰۱

ا: عدم ادائیگی اور اس میں تاخیر دونوں کا ظلم ہونا:

۱۰۱

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَإِنْ تُبْتِغُوا فَالْكُمُ﴾ ..... الآية

۱۰۱

تفسیر آیت شریفہ:

۱۰۲

..... امام الکلیا الہراس کا بیان

۱۰۳

حدیث شریف: ”مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ“ ..... الحدیث

۱۰۳

شرح حدیث:

- ۱۰۳ ..... حافظ ابن حجر کا قول
- ۱۰۳ ب: قرض کی واپسی میں بدینتی پر اللہ تعالیٰ کا برباد کرنا:
- ۱۰۳ حدیث شریف: ”وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا.....“
- ۱۰۳ شرح حدیث:
- ۱۰۳ ..... حافظ ابن حجر کا قول
- ۱۰۴ ج: عدم ادائیگی کے آخرت میں سنگین اثرات:
- ۱۰۴ ا: روزِ قیامت بطورِ چور پیشی:
- ۱۰۴ حدیث شریف: ”وَأَيُّمَارَ جُلِّ اسْتَدَانَ دِينًا.....“
- ۱۰۵ ۲: اپنی نیکیوں سے محرومی:
- ۱۰۵ حدیث شریف: ”مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنَارٌ.....“
- ۱۰۵ ۳: شہادت کے باوجود قرض کا معاف نہ ہونا:
- ۱۰۶ حدیث شریف: إِلَّا الدَّيْنَ..... الحدیث
- ۱۰۷ امام نووی کا اس پر تحریر کردہ عنوان.....
- ۱۰۷ امام نووی کا بیان.....
- ۱۰۷ ۴: دخول جنت میں رکاوٹ:
- ۱۰۷ ا: حدیث شریف: ”وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيءٌ..... الحدیث
- ۱۰۸ اس پر امام ابن حبان کا تحریر کردہ عنوان.....
- ۱۰۸ شرح حدیث:
- ۱۰۸ علامہ مبارکپوری کا بیان.....

ب: حدیث شریف: ”نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مَعْلَقَةٌ.....“ الحدیث ۱۰۸

ج: حدیث شریف: ”سُبْحَانَ اللَّهِ! مَاذَا نَزَلَ.....“ الحدیث ۱۰۹

### مبحث چہارم

## قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات

تمہید..... ۱۱۱

(۱)

### مقروض پر شخص اثرات والے قانونی اقدامات

۱: فاسق قرار دینا اور گواہی کا مسترد ہونا: ۱۱۲

حدیث: ”مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ“ کی شرح میں حافظ ابن حجر کا قول ۱۱۲

ب: عزت کا مباح ہونا: ۱۱۳

حدیث شریف: ”لَيْتُ الْوَأَجِدُ.....“ الحدیث ۱۱۳

صحیح بخاری میں ایک باب کا عنوان ..... ۱۱۴

اس حدیث پر امام ابن حبان کا تحریر کردہ عنوان ۱۱۴

الفاظ حدیث [يُحِلُّ عِرْضَهُ] کی شرح: ۱۱۴

آٹھ علماء کے اقوال ..... ۱۱۴

ج: قید میں ڈالنا: ۱۱۶

۱: حدیث [وَعَقُوبَتَهُ] کی شرح: ۱۱۶

چھ علماء کے اقوال ..... ۱۱۶

۲: قاضی شریح کا عدم ادائیگی کی بنا پر مقروض کو قید کرنا ..... ۱۱۷

۳: امام شعبی کا عدم ادائیگی کی بنا پر مقروض کو قید کرنا ..... ۱۱۷

۴: قاضی ابن ابی لیلیٰ اور دیگر قضاة کا مقروض کو قید کرنا ..... ۱۱۸

تنگ دست مقروض کو قید میں ڈالنے کے متعلق دو آراء: ۱۱۸

- ۱۱۹ ..... امام خطابی کا بیان
- ۱۲۰ ..... ترجیح:
- ۱۲۰ ..... نادار مقروض کو قید نہ کیا جائے:
- ۱۲۰ ..... علی رضی اللہ عنہ کا قول: ”إِنَّمَا الْحَبْسُ .....“
- ۱۲۰ ..... اس پر امام بیہقی کا تحریر کردہ عنوان
- ۱۲۱ ..... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول: ”لَا، لَكِنِّي .....“
- ۱۲۲ ..... حسن بصری کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والا فیصلہ
- ۱۲۲ ..... د: سفر پر پابندی:
- ۱۲۲ ..... علامہ ابن قدامہ کی تحریر:
- ۱۲۲ ..... الخ ..... وَجُمَلَةُ ذَلِكَ

(۲)

مقروض پر مالی اثرات والے قانونی اقدامات

- ۱۲۳ ..... ۱: مقروض کی زندگی میں مالی اثرات والے اقدامات:
- ۱۲۵ ..... ۱: قرض خواہ کا مفلس کے ہاں اپنے موجود مال کا زیادہ حق دار ہونا:
- ۱۲۵ ..... حدیث شریف: ”مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ ..... الْحَدِيثُ“
- ۱۲۵ ..... اس پر امام بخاری کا تحریر کردہ عنوان
- ۱۲۶ ..... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسی کے مطابق فیصلہ
- ۱۲۶ ..... ۲: رہن شدہ چیز کی فروختگی:
- ۱۲۶ ..... رہن کی تعریف:
- ۱۲۶ ..... حافظ ابن حجر کا قول
- ۱۲۶ ..... رہن کی مشروعیت:
- ۱۲۶ ..... آیت کریمہ: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ ..... الْآيَةُ﴾

- ۱۲۷ ..... نبی کریم ﷺ کا یہودی کے پاس درع رہن رکھنا.....
- ۱۲۷ سفر و حضر میں گروی رکھنا:
- ۱۲۷ ..... آیت شریفہ میں سفر کی قید کی نوعیت.....
- ۱۲۷ ..... سابقہ حدیث پر امام بخاری کا تحریر کردہ عنوان.....
- ۱۲۷ ..... عنوان کی شرح میں حافظ ابن حجر کا قول.....
- ۱۲۸ ..... حضر میں رہن کے جواز کے متعلق امام نووی کا قول.....
- ۱۲۸ ..... عدم ادائیگی کی صورت میں رہن شدہ چیز کی فروختگی میں اختلاف:
- ۱۲۸ ..... علامہ ابن قدامہ کی تحریر.....
- ۱۳۰ ..... ترجیح.....
- ۱۳۰ ..... ۳: اپنے مال کے استعمال سے محرومی:
- ۱۳۰ ..... [الْحَجَجِر] کی تعریف:
- ۱۳۰ ..... علامہ ابن قدامہ کا قول.....
- ۱۳۱ ..... امام نووی کا قول.....
- ۱۳۱ ..... [الْحَجَجِر] کی دو دلیلیں:
- ۱۳۱ ..... ا: معاوضۃً کو اپنے مال کے استعمال سے روکا جانا.....
- ۱۳۲ ..... حدیث کی شرح:
- ۱۳۲ ..... علامہ شوکانی کا قول.....
- ۱۳۳ ..... امیر صنعانی کا قول.....
- ۱۳۴ ..... ب: ادائیگی قرضہ کے لیے اُسَيْفَع جہنی کے مال کی فروختگی.....
- ۱۳۵ ..... علامہ قرطبی کا قول.....
- ۱۳۶ ..... ایسے شخص کے صدقہ کا حکم:
- ۱۳۶ ..... امام بخاری کا قول.....



- ۱۳۷ ..... علامہ عینی کا بیان
- ۱۳۷ ..... اس کی دلیل:
- ۱۳۷ ..... مقروض میت کی طرف سے آزاد کردہ غلام کی فروختگی
- ۱۳۸ ..... ب: مقروض کی وفات کے بعد مالی اثرات والے اقدامات:
- ۱۳۸ ..... ا: وصیت پر عمل قرض کی ادائیگی کے بعد ہونا:
- ۱۳۹ ..... حدیث علی رضی اللہ عنہ: ”إِنَّكُمْ تَقْرَأُونَ هَذِهِ الْآيَةَ.....“
- ۱۳۹ ..... امام ترمذی کا بیان
- ۱۴۰ ..... امام بخاری کا قول
- ۱۴۰ ..... امام ابو بکر الجصاص کا قول
- ۱۴۰ ..... حافظ ابن کثیر کا قول
- ۱۴۱ ..... آیت کریمہ میں موجود لفظ [أَوْ] سے مراد:
- ۱۴۱ ..... امام ابو بکر الجصاص کا قول
- ۱۴۱ ..... وصیت کے قرض سے پہلے ذکر کرنے کی حکمت
- ۱۴۱ ..... ۲: تقسیم وراثت کا ادائیگی قرض کے بعد ہونا:
- ۱۴۱ ..... آیت شریفہ: ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ..... الْآيَةَ
- ۱۴۲ ..... تفسیر آیت:
- ۱۴۲ ..... علامہ قرطبی کی تفسیر
- ۱۴۲ ..... قرض کا بہر صورت تقسیم وراثت پر مقدم ہونا
- ۱۴۲ ..... حدیث ابن اُطول رضی اللہ عنہ: ”مَاتَ أُخِي..... الْحَدِيثُ

### مباحث پنجم

ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں

(۱)

ادائیگی قرض کے لیے ضامن

- ۱۴۵ ..... الحدیث ..... حدیث شریف: ”الزَّعِيمُ غَارِمٌ“
- ۱۴۶ ..... ضامن کے تعین کی تین صورتیں:
- ۱۴۶ ..... ا: قرض لیتے وقت:
- ۱۴۶ ..... بنو اسرائیل کے قرض خواہ اور مقروض کا واقعہ
- ۱۴۷ ..... امام بخاری کا اس پر تحریر کردہ عنوان .....
- ۱۴۷ ..... شرح حدیث:
- ۱۴۷ ..... حافظ ابن حجر کا بیان .....
- ۱۴۷ ..... ب: قرض لینے کے بعد مقروض کی زندگی میں
- ..... آنحضرت ﷺ کے روبرو قرض نہ ادا کرنے
- ۱۵۰ ..... والے سے قرض خواہ کا ضامن طلب کرنا .....
- ۱۵۱ ..... ج: مقروض کی وفات کے بعد ضامن طلب کرنا:
- ۱۵۲ ..... آنحضرت ﷺ کا مقروض میت کے لیے
- ۱۵۲ ..... ضامن لینا .....
- ۱۵۲ ..... صحیح بخاری میں روایت کردہ اس حدیث کا عنوان
- ۱۵۲ ..... شرح حدیث:
- ۱۵۲ ..... علامہ عینی کا بیان .....

(۲)

حوالہ قرض

- ۱۵۲ ..... [حَوَالَهُ دَيْنٌ] کی تعریف:

۱۵۲ ..... حافظ ابن حجر کا قول

۱۵۲ ..... دلیل:

۱۵۲ ..... حدیث شریف: ”مَطْلُ الْغَنِيِّ ..... الْحَدِيثُ

۱۵۳ ..... شرح حدیث:

۱۵۳ ..... امام نووی کا بیان

مبحث ششم

## نادار مقروض کی اعانت

۱۵۵ ..... تمہید:

۱۵۵ ..... ۱: اسلامی معاشرہ کی طرف سے اعانت:

۱۵۵ ..... مصارفِ زکاۃ میں سے ایک:

۱۵۵ ..... آیت کریمہ: ﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ ..... الْآيَةُ

۱۵۶ ..... [الْغَارِمُونَ] سے مراد:

۱۵۶ ..... علامہ قرطبی کا بیان

۱۵۶ ..... قاضی ابوسعود کا بیان

۱۵۷ ..... مقروض کو صدقہ و خیرات دینے کی ترغیب:

۱۵۷ ..... حدیث شریف: ”أُصِيبُ رَجُلٌ ..... الْحَدِيثُ

۱۵۷ ..... شرح حدیث:

۱۵۸ ..... علامہ قرطبی کا بیان

۱۵۸ ..... تنبیہ:

۱۵۸ ..... مقروض کے افلاس کی صورت میں اس کی ہر چیز کا لیا جانا:

- ۱۵۹ ..... علامہ نووی کا بیان
- ۱۶۰ قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے شخص کے لیے سوال کی اجازت:
- ۱۶۰ ..... حدیث شریف: ”إِنَّ الْمَسْأَلَةَ
- ۱۶۰ ..... آنحضرت ﷺ کا مقروض کا جنازہ نہ پڑھنا:
- ۱۶۰ ..... حدیث شریف: ”صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ
- ۱۶۰ ..... ۲: اقارب کو نادار میت کے قرض کی ادائیگی کی تلقین:
- ۱۶۱ حدیث شریف: ”هَهْنَأُ أَحَدًا مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟..... الحديث
- ۱۶۲ ایک اور روایت: ”فَإِنْ شِئْتُمْ فَاذْهَبُوا..... الحديث
- ۱۶۳ ایک اور روایت: ”فَلَوْ رَأَيْتَ أَهْلَهُ..... الحديث
- ۱۶۳ ..... ۳: نادار مقروض کے سلسلے میں اسلامی ریاست کی ذمہ داری:
- ۱۶۳ حدیث شریف: ”أَنَا أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ..... الحديث
- ۱۶۳ شرح حدیث:
- ۱۶۳ ..... ا: امام ابن بطلال کا قول
- ۱۶۳ ..... ب: حافظ ابن حجر کا قول
- ۱۶۵ ..... ج: علامہ عینی کا قول
- ۱۶۵ ..... د: شیخ البانی کا قول
- ۱۶۶ ..... عمر بن عبدالعزیز کا عامل عراق کو حکم
- ۱۶۶ ..... بیت المال سے اعانت کے حصول کے لیے شرائط:
- ۱۶۶ ..... ا: قرض لینے کا معقول اور جائز سبب:
- ۱۶۷ ..... عمر بن عبدالعزیز کے حکم اعانت سے اس شرط کا ثبوت

- ۱۶۷ زکاۃ کے مستحق [غارین] کے تعاون کے لیے اس شرط کا وجود:
- ۱۶۷ علامہ قرطبی اور قاضی ابوسعود کے اقوال ..... ۱۶۷
- ۲: ادائیگی قرض کے لیے مقروض کی تاحد استطاعت کوشش:
- ۱۶۷ حدیث شریف: ”مَنْ حَمَلَ مِنْ أُمَّتِي ..... الْحَدِيثِ ۱۶۷
- ۳: بیت المال میں مال کی موجودگی:
- ۱۶۸ بیت المال میں مال موجود ہونے پر آنحضرت ﷺ کے تعاون
- ۱۶۸ کا آغاز .....

### مباحث ہفتم

## ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دوسراؤں کی شرعی حیثیت

(۱)

### ادائیگی قرض میں تاخیر پر جرمانہ

- ۱۷۰ تبصرہ:
- ۱۷۰ ۱: سود لینے کی طرح دینا بھی حرام ہے:
- ۱۷۰ حدیث شریف: ”لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكِلَ ..... الْحَدِيثِ ۱۷۰
- ۱۷۱ امام نووی کا اس پر تحریر کردہ عنوان .....
- ۱۷۱ ایک دوسری حدیث: ”وَقَالَ: وَهُمْ سَوَاءٌ ..... الْحَدِيثِ ۱۷۱
- ۲: واپسی قرض کی شرعی تدبیروں پر کما حقہ عمل کروانے کا اہتمام کیا جائے
- ۳: ان تدبیروں سے قرض کی واپسی پر عدم اطمینان کی صورت میں قرض نہ
- ۱۷۲ دیا جائے .....
- ۴: اپنی مرضی سے سزائیں تجویز کرنے کا حق کسی کو نہ ہونا .....

۱۷۳ ..... امام الحرمین کی دو تحریریں

(۲)

مقروض پر ادائیگی میں تاخیر کے بقدر قرض دینے کی پابندی

۱۷۵

تبصرہ:

۱۷۶ ..... ۱: کتاب و سنت میں ایسی تدبیر کا موجود نہ ہونا

۱۷۶ ..... ۲: اس طرح قرض خواہ کا قرض کے علاوہ ایک مزید فائدہ اٹھانا

مبحث ہشتم

قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگانا

(۱)

قرض کے ساتھ ایک اور خرید و فروخت کا معاملہ کرنا

۱۷۷ ..... اس معاملہ کی دو شکلیں

۱۷۷ ..... اس کی حرمت کے دلائل:

۱۷۸ ..... ۱: حدیث شریف: "لَا يَجِلُّ بَيْعٌ وَسَلْفٌ" ..... الحدیث

۱۷۸ ..... حدیث کی شرح:

۱۷۸ ..... امام مالک کا قول

۱۷۸ ..... امام احمد کا قول

۱۷۹ ..... امام احمد کا ایک اور قول

۱۷۹ ..... حدیث کے حوالے سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تحریر

۱۷۹ ..... ۲: اس صورت کا قرض کے بدلہ زیادہ لینے کا ذریعہ ہونا:

۱۸۰ ..... امام ابن قیم کی تحریر

(۲)

قرض کے ساتھ کرایہ کا لین دین کرنا

- ۱۸۱ علمائے اُمت کے اقوال:
- ۱۸۱ مواہب الجلیل کے مصنف کا قول.....
- ۱۸۱ کتاب الحاوی کے مصنف کا قول.....
- ۱۸۲ علامہ ابن قدامہ کا ایک اور قول.....

(۳)

قرض میں دی ہوئی چیز سے اعلیٰ یا زیادہ کی واپسی کی شرط لگانا

- ۱۸۳ ا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول: ”مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا..... الخ“
- ۱۸۳ ب: ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول: ”مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا..... الخ“
- ۱۸۳ ج: ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ: السَّلْفُ عَلَى ثَلَاثَةِ وُجُوهِ..... الخ
- ۱۸۵ تنبیہ:

- ۱۸۵ مقروض کا سابقہ شرط کے بغیر زیادہ یا اعلیٰ چیز دینا:
- ۱۸۶ ا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیے ہوئے اونٹ سے اچھی عمر کا اونٹ دینا
- ۱۸۶ ب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جابر رضی اللہ عنہ کو قرض کی رقم سے زیادہ دینا.....
- ۱۸۷ امام بخاری کا اس پر تحریر کردہ عنوان.....
- ۱۸۷ پہلی حدیث پر امام بغوی کی تعلیق.....

(۴)

مقروض پر قرض دینے کی شرط لگانا

- ۱۸۸ اس کی صورت:

۱۸۸ اس کا حکم:

۱۸۸ علمائے اُمت کے اقوال:

۱۸۸ ..... ۱: علامہ علیش کا قول

۱۸۸ ..... ۲: علامہ ابن قدامہ کا قول

۱۸۹ ..... ۳: شیخ ابن باز کا فتویٰ

(۵)

دوسرے شہر میں قرض کی واپسی کی شرط لگانا

۱۹۰ [سُفْتَجَةً] سے مراد:

۱۹۰ ..... علامہ ابن قدامہ کا قول

۱۹۰ ..... ۱: آثار صحابہ:

۱۹۰ ..... ۱: عمر رضی اللہ عنہ کا ایسے معاملہ کے متعلق فرمانا:

۱۹۰ ..... "فَأَيْنَ الْحَمْلُ؟" [کرایہ کس کے ذمہ ہے؟].....

۱۹۰ ..... ۲: عمر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں کا مدینہ واپسی کی شرط پر عراق میں مال لینا:

۱۹۳ ..... ۳: ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا مکہ میں درہم لے کر عراق میں ادا کروانا.....

۱۹۳ ..... ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس میں کوئی حرج نہ سمجھنا.....

۱۹۳ ..... علی رضی اللہ عنہ کا ایسے معاملہ کے متعلق یہی رائے رکھنا.....

۱۹۳ ..... ب: اس معاملہ کی مختلف صورتیں:

۱۹۳ ..... ۱: مقروض اور قرض خواہ دونوں کا فائدہ.....

۱۹۳ ..... ۲: صرف مقروض کا فائدہ.....

۱۹۳ ..... ۳: صرف قرض خواہ کا فائدہ.....



- ۱۹۴ ..... ۴: دونوں کا نقصان
- ۱۹۴ ..... ج: چاروں صورتوں کا حکم:
- ۱۹۵ ..... پہلی صورت کا جائز ہونا:
- ۱۹۵ ..... شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا فتویٰ
- ۱۹۶ ..... دوسری صورت کا جائز ہونا
- ۱۹۶ ..... تیسری صورت کا ناجائز ہونا
- ۱۹۶ ..... چوتھی صورت کا غیر موجود ہونا
- ۱۹۶ ..... تشبیہات:
- ۱۹۶ ..... ۱: بلا شرط دوسری جگہ ادائیگی کا فائدہ کی صورت میں بھی جواز:
- ۱۹۷ ..... امام زہری اور امام ابن سیرین کے اقوال
- ۱۹۷ ..... ۲: اس شرط کا مقروض پر اضافی بوجھ نہ ہونے کی صورت میں جواز:
- ۱۹۷ ..... علامہ ابن قدامہ کا قول
- (۶)

### مقروض کا ہدیہ دینا

- ۱۹۸ ..... ا: حدیث شریف: ”إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا.....الحديث
- ۱۹۹ ..... ب: ابن سلام رضی اللہ عنہ کی ابو بردہ کو نصیحت: ”إِنَّكَ بِأَرْضٍ..... الخ
- ۲۰۰ ..... ج: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول: ”إِذَا أَسْلَمْتَ رَجُلًا..... الخ
- ۲۰۰ ..... د: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ: ”لَا تَأْخُذْ مِنْهُ..... الخ
- ۲۰۱ ..... ہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک دوسرا فتویٰ: ”قَاصِهِ بِمَا..... الخ
- ۲۰۱ ..... و: ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ: ”ارْذُدْ إِلَيْهِ هَدِيَّتَهُ..... الخ

- ۲۰۱ الخ ..... ایک دوسری روایت: ”أَحْسَبَهَا لَهُ“
- ۲۰۲ الخ ..... ز: امام مالک کا قول: ”لَا تُقْبَلُ هَدِيَّةٌ“
- ۲۰۲ الخ ..... ح: علامہ شوکانی کا قول: ”وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْهَدِيَّةَ“

(۷)

مقروض سے خدمت یا مہمانی لینا

- ۲۰۳ ..... علامہ ابن قدامہ کا قول

مبحث نہم

قرض کی زکوٰۃ

(۱)

کیا مقروض لیے ہوئے قرض کی زکوٰۃ دے؟

- ۲۰۵ ..... اموال کی دو قسمیں:

- ۲۰۵ ..... اموال باطنہ اور اموال ظاہرہ

- ۲۰۵ ..... اموال باطنہ والے مقروض پر زکوٰۃ نہیں:

- ۲۰۵ ..... جمہور علماء

- ۲۰۶ ..... اموال ظاہرہ والے مقروض پر زکوٰۃ:

- ۲۰۶ ..... علماء کی دو رائیں

- ۲۰۶ ..... مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہ ہونے کے دلائل:

- ۲۰۶ ..... چھ دلائل

- ۲۰۹ ..... اموال ظاہرہ والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ ہونے کے دلائل:

- ۲۰۹ ..... دو دلیلیں

- ۲۰۹ ..... ترجیح:

۲۱۰ مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہ ہونے کے متعلق اقوال:

۲۱۰ ..... آٹھ علماء کے اقوال

(۲)

کیا قرض دینے والا قرض کی زکوٰۃ ادا کرے گا؟

۲۱۴ پہلی رائے: قرض پر زکوٰۃ نہیں:

۲۱۴ ..... دلیل

۲۱۵ ..... تبصرہ

۲۱۶ ..... دوسری رائے:

۲۱۶ قرض کی دو قسمیں:

۲۱۶ پہلی قسم کے قرض کا حکم:

۲۱۶ ..... دلیل

۲۱۷ ..... تبصرہ

۲۱۷ قرض کی پہلی قسم کے متعلق دوسری رائے:

۲۱۷ ..... دلیل

۲۱۷ ..... تبصرہ

۲۱۸ دوسری قسم کے قرض کا حکم:

۲۱۹ ..... دلیل

۲۱۹ ..... تبصرہ

۲۱۹ قرض کی دوسری قسم کے متعلق دوسری رائے:

۲۱۹ ..... دلیل

- ۲۲۰ ..... تبصرہ  
 ۲۲۰ ..... گفتگو کا خلاصہ

مبحث دہم

## بنک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت

(۱)

بنک کارڈز کا تعارف

- ۲۲۱ ..... بنک کارڈ کی اقسام:  
 ۲۲۱ ..... اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا کارڈ Debit Card  
 ۲۲۲ ..... ۲: چارج کارڈ Charge Card  
 ۲۲۲ ..... ۳: قرض کا کارڈ Credit Card

(ب)

## بنک کارڈز کا شرعی حکم

(۱)

اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے والے کارڈ کی شرعی حیثیت

- ۲۲۳ ..... اس کارڈ کا قرض اور سود سے تعلق نہ ہونا

(۲)

چارج کارڈ کی شرعی حیثیت

- ۲۲۳ ..... مقررہ مدت کے بعد ادائیگی پر ادا کردہ رقم پر سود ادا کرنے کی پابندی

- ۲۲۳ ..... سود کی حرمت کے متعلق پانچ دلائل

- ۲۲۶ ..... ایک سوال اور اس کا جواب:

- ۲۲۶ ..... مقررہ مدت کے اندر بلا سود ادائیگی کی صورت میں کارڈ

..... کے استعمال کا حکم؟

- ۲۲۶ ..... کارڈ میں موجود تین باتیں:
- ۲۲۶ ..... ا: قرض لینے کی خاطر کارڈ کے حصول کی فیس کی ادائیگی
- ب: بینک کا تجارتی ادارہ سے کٹوتی کرنا یا تجارتی ادارے کا کارڈ والے سے
- ۲۲۷ ..... اصل بل سے زائد رقم پر دستخط کروانا
- ۲۲۷ ..... ج: کارڈ والوں کا عام طور پر مقررہ مدت میں بلاسود ادائیگی نہ کر پانا

(۳)

## قرض کارڈ کا شرعی حکم

- ۲۲۸ ..... اس میں مذکورہ بالا تین باتوں کا یقینی طور پر پائے جانا
- ۲۲۸ ..... ضروری تشبیہ:
- ۲۲۹ ..... چارج اور کریڈٹ کارڈز کے فلسفہ کا عقل و دانش اور شریعت کے برعکس ہونا
- ۲۳۰ ..... کریڈٹ کارڈ کے ہاتھوں بربادی کا ایک واقعہ

## حرفِ آخر

- ۲۳۳ ..... خلاصہ کتاب
- ۲۳۴ ..... اپیل
- ۲۳۷ ..... المراجع والمصادر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ  
شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ  
لَهُ. وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ  
لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ  
أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ❶

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ  
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَ  
اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ  
رَقِيبًا﴾ ❷

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۖ يُصْلِحْ  
لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ ❸

اما بعد!

بسا اوقات انسان اپنے وسائل سے اپنی ضروریات یا اپنے کاروباری منصوبے پورے  
نہیں کر سکتا۔ ایسے حالات میں پیدا ہونے والے سوالات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ کیا وہ قرض لے سکتا ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

- ۲۔ قرض لینے کے بعد قرض کی ادائیگی کس حد تک ضروری ہے اور مقروض کو قرض کی ادائیگی میں کیسا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے؟
  - ۳۔ قرض خواہ کو قرض دینے کی بنا پر کیا حاصل ہوتا ہے؟
  - ۴۔ قرض کی واپسی کے تقاضا کے لیے اس کا طرز عمل کیسا ہونا چاہیے؟
  - ۵۔ قرض واپس کروانے کے لیے شریعت اسلامیہ میں کون سے اخلاقی اقدامات ہیں؟
  - ۶۔ ٹال مٹول کرنے والے مال دار مقروض سے قرض واپس لینے کے لیے کون سے قانونی اقدامات ہیں؟
  - ۷۔ کیا نادار مقروض ادائیگی قرض میں کسی سے اعانت حاصل کر سکتا ہے؟
  - ۸۔ کیا قرض لیتے دیتے وقت اس کے ساتھ کوئی اور معاملہ یا شرط لگائی جاسکتی ہے؟
  - ۹۔ بطور قرض دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کون ادا کرے؟
- اس کتاب میں توفیق الہی سے ان سوالات کے جوابات سمجھنے سمجھانے کی سے کوشش کی جا رہی ہے۔

کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں:

کتاب کی تیاری کے دوران درج ذیل باتوں کے اہتمام کی توفیق الہی سے کوشش کی گئی ہے:

- ۱: کتاب کے لیے بنیادی معلومات کتاب و سنت سے حاصل کی گئی ہیں۔
- ۲: احادیث شریفہ جو حتی الامکان ان کے اصلی مراجع و ماخذ سے براہ راست نقل کیا گیا ہے۔
- ۳: صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے نقل کردہ احادیث کے متعلق اہل علم کے اقوال پیش کر دیے گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کی صحت پر اجماع امت کے پیش نظر ان کے بارے میں علماء کے اقوال ذکر نہیں کیے گئے۔<sup>①</sup>

۴: آیات شریفہ اور احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے کتب تفسیر اور شروح

① ملاحظہ ہو: مقدمۃ النووی لشرحہ علی صحیح مسلم ص ۱۴؛ ونزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر

حدیث سے مقدر بھر استفادہ کیا گیا ہے۔

۵: متقدمین اور متاخرین علماء کی کتب فقہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ جزا اہم

اللہ تعالیٰ خیراً۔

۶: کتاب کے آخر میں مصادر و مراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کر دی گئی ہیں۔

کتاب کا خاکہ:

رب رحیم و ودود کی توفیق سے کتاب کا خاکہ درج ذیل شکل میں ترتیب دیا گیا ہے:

پیش لفظ

بحث اول

قرض اور اس کی شرعی حیثیت

بحث دوم

قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین

بحث سوم

ادائیگی قرض کی تلقین

بحث چہارم

قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات

بحث پنجم

ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں

بحث ششم

نادار مقروض کی اعانت

بحث ہفتم

ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دوسراؤں کی شرعی حیثیت

بحث ہشتم

قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگانا

بحث نہم

قرض کی زکوٰۃ

بحث دہم:

بنک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت

حرف آخر

خلاصہ کتاب

اپیل

شکر و دعا:

اپنے رب رؤوف و رحیم کا شکر گزار ہوں، کہ انہوں نے مجھ کو اس اہم موضوع



کے لیے کام کرنے کی توفیق سے نوازا۔ فَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا خَلَقَ ، وَلَهُ الْحَمْدُ مِنْ مَّا خَلَقَ ، وَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ ، وَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ ، وَلَهُ الْحَمْدُ مِنْ مَّا خَلَقَ كُلُّ شَيْءٍ .

رب حسی و قیوم سے اپنے والدین محترمین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے عاجزانہ التماس ہے، کہ انہوں نے اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے خوب کوشش کی۔ (رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا) .

اپنی اہلیہ محترمہ، عزیزان القدر حافظ حماد الہی و حافظ سجاد الہی اور اپنی دونوں بہوؤں کے لیے دعا گو اور شکر گزار ہوں، کہ ان سب نے میری مصروفیات کا خیال رکھا اور میری خوب خدمت کی۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس اور اس کے فاضل سربراہ پروفیسر ڈاکٹر منور اقبال کا شکر گزار ہوں، کہ ان کے ہاں [ادائیگی قرض] کے عنوان سے میرا ایک لیکچر توفیق الہی سے اس کتاب کا نقطہ آغاز بنا۔ محترم پروفیسر صاحب اور دیگر متعدد احباب نے کتاب کے بعض موضوعات کے حوالے سے مراجع فراہم کرنے میں خوب تعاون کیا، ان سب کا شکر گزار ہوں۔ اس کتاب کے بعض حصوں کے متعلق مفید مشوروں کے لیے فاضل دوست برادر پروفیسر ڈاکٹر محبوب احمد کا ممنون ہوں۔ کتاب کی مراجعت میں عزیزان القدر حیدر علی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اور عمر فاروق قدوسی کا شکر گزار ہوں۔ جَزَاهُمْ اللَّهُ تَعَالَى جَمِيعًا خَيْرًا فِي الدَّارَيْنِ آمِينَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ .

فضل الہی

اسلام آباد

## مبحث اول

### قرض اور اس کی شرعی حیثیت

قرض کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے قرض کے مفہوم، اس کی شرعی حیثیت اور دائرہ کو جاننا ضروری ہے۔ توفیق الہی سے اس مقام پر انہی تین نکات کے بارے میں گفتگو کی جا رہی ہے۔

(۱)

### قرض کا مفہوم

#### لغوی معنی:

[القرض] عربی زبان کا لفظ ہے، جو کہ [قَرَضَ يَقْرِضُ] [ضَرَبَ يَضْرِبُ] کے وزن پر ہے اور اس کا معنی کاٹنا [الْقَطْعُ] ہے۔<sup>①</sup> کسی جگہ سے گزر کر جانے کو بھی [قرض] کہتے ہیں جیسا کہ اس کو [قطع] کہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا غَرَبَتِ ثَغْرُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾<sup>②</sup>

”اور جب [سورج] غروب ہوتا ہے، تو ان سے بائیں طرف کو کتراکر

جاتا ہے۔“<sup>③</sup>

① ملاحظہ ہو: لسان العرب المحيط، مادة ”قرض“، ۳ / ۵۹، والمفردات فی غریب القرآن،

مادة ”قرض“، ص ۴۰۰.

② سورة الکہف / جزء من الآية ۱۷.

③ ملاحظہ ہو: المفردات فی غریب القرآن، مادة ”قرض“، ص ۴۰۰.

## شرعی معنی:

فقہاء کے نزدیک قرض سے مراد کسی چیز کا اس شرط پر دینا، کہ اس کا بدل واپس کیا جائے۔

امام ابن حزم قرض کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
 ”هُوَ أَنْ تُعْطِيَ إِنْسَانًا شَيْئًا بِعَيْنِهِ مِنْ مَالِكَ، تَدْفَعُهُ إِلَيْهِ، لِيَرُدَّ عَلَيْكَ مِثْلَهُ إِمَّا حَالًا فِي ذِمَّتِهِ، وَإِمَّا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى.“<sup>①</sup>

[وہ یہ ہے، کہ تو کوئی چیز اپنے مال میں سے بے عینہ کسی کو اس شرط پر دے، کہ وہ اس کی مثل ابھی تجھے ادا کر دے، یا ایک مقررہ مدت کو۔]

شیخ شربینی تحریر کرتے ہیں:

”هُوَ تَمْلِيكَ الشَّيْءِ عَلَىٰ أَنْ يَرُدَّ بَدْلَهُ.“  
 [وہ کسی چیز کا اس شرط پر مالک بنانا ہے، کہ اس کی مثل واپس کی جائے]<sup>②</sup>

## سبب تسمیہ:

قرض کی وجہ تسمیہ یہ ہے، کہ صاحب مال اپنے مال کا ایک حصہ کاٹ کر مقروض کو دے دیتا ہے۔ شیخ شربینی لکھتے ہیں:

”وَسُمِّيَ بِذَلِكَ لِأَنَّ الْمُقْرَضَ يَقْطَعُ لِلْمُقْتَرِضِ قِطْعَةً مِنْ مَالِهِ.“<sup>③</sup>

[اور اس کو یہ نام اس لیے دیتے ہیں، کیونکہ قرض خواہ اپنے مال کا ایک

① المحلی ۸/ ۴۶۲۔

② مغنی المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج ۱۱۷/۲۔

③ المرجع السابق ۱۱۷/۲۔

حصہ کاٹ کر مقروض کو دیتا ہے۔ [-

## قرض کا ایک دوسرا نام سلف:

قرض کو [سلف] بھی کہتے ہیں۔ شیخ شربینی نے بیان کیا ہے، کہ اہل حجاز قرض کو

[سَلْف] کہتے ہیں۔<sup>①</sup>

البتہ [سلف] سے بسا اوقات بیع السلم<sup>②</sup> مراد ہوتی ہے اور بسا اوقات قرض۔

امام قرطبی لکھتے ہیں:

”السَّلْمُ وَالسَّلْفُ عِبَارَتَانِ عَنْ جَاءِ امْعْنَى وَاحِدٍ، وَقَدْ جَاءَ ا

فِي الْحَدِيثِ غَيْرَ اَنَّ الْاِسْمَ الْخَاصَّ بِهَذَا الْبَابِ السَّلْمُ،

لِاَنَّ السَّلْفَ يُقَالُ عَلٰى الْقَرْضِ، وَالسَّلْمُ بِيْعٍ مِنَ الْبِيْعِ.“<sup>③</sup>

[السلم اور السلف دونوں کا معنی ایک ہی ہے اور دونوں [الفاظ] کا ذکر

حدیث میں آیا ہے، البتہ اس کا مخصوص نام [السلم] ہے، کیونکہ [لفظ]

[السلف] قرض کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور [السلم] لین دین کی

تجارتی شکلوں میں سے ایک شکل ہے۔ [-

(۲)

## قرض کی شرعی حیثیت

قرض لینے کے بارے میں متعدد اور بظاہر مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض

① مغنی المحتاج ۱/۲: ۱۱۷۔ نیز ملاحظہ ہو: الکافی فی فقہ الإمام أحمد بن حنبل لابن قدامة

المقدسی ۱/۲: ۱۲۱؛ والشرح الصغیر علی أقرب المسائل ۴/ ۳۸۱-۳۸۲.

② بیع السلم سے مراد یہ ہے، کہ کسی چیز کی قیمت پیشگی ادا کی جائے اور اس چیز کی وصولی کے لیے ایک وقت کا

تعیین کر لیا جائے۔ (ملاحظہ ہو: المغنی ۴/ ۳۰۴).

③ تفسیر القرطبی ۲/ ۳۷۹.

روایات میں نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ کے قرض لینے کا ذکر ہے اور بعض دیگر میں قرض لینے کے متعلق ناپسندیدگی ظاہر ہوتی ہے۔ اس مقام پر توفیق الہی سے درج ذیل چار عنوانوں کے ضمن میں اس بارے میں گفتگو کی جا رہی ہے:

ا: قرض لینے کے متعلق روایات

ب: قرض کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق روایات

ج: قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟

د: قرض لینے کی شرائط

### ا: قرض لینے کے متعلق روایات:

نبی کریم ﷺ کا قرض لینا:

ہمارے نبی کریم ﷺ نے متعدد مرتبہ قرض لیا۔ اس بارے میں متعدد احادیث میں سے ایک کو امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے بیان کیا:

”اِسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ ﷺ اَرْبَعِينَ اَلْفًا، فَجَاءَهُ مَالٌ، فَدَفَعَهُ اِلَيَّ، وَقَالَ: ”بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ.

اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلْفِ اَلْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ.“<sup>①</sup>

[نبی کریم ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار بطور قرض لیے، پھر [جب]

① سنن النسائي، كتاب البيوع، باب الاستقراض، ۳۱۴/۷؛ سنن ابن ماجه، كتاب الصدقات،

باب حسن القضاء، رقم الحديث ۲۴۲۴، ۷۸/۴. (المطبوع بتحقيق دكتور بشر)۔ الفاظ حدیث سنن

النسائی کے ہیں۔ شیخ البانی نے اس کی [اسناد کو حسن] اور شیخ عبدالقادر ارناؤوط نے اس کو [حسن] قرار

دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: إرواء الغلیل فی تخریج المنار ۲۲۴/۵؛ وھامش جامع الأصول ۱۴

۴۶۴)۔ دكتور بشر نے سنن ابن ماجہ کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش سنن ابن ماجہ ۷۸/۴)۔

آپ کے پاس مال آیا، تو مجھے ادا کر دیئے اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے۔ یقیناً قرض کا بدلہ [قرض خواہ کی] تعریف کرنا اور ادا کرنا ہے۔“

عہد نبوی میں صحابہ کا قرض لینا:

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں اور اس کے بعد بھی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم قرض لیتے اور دیتے تھے۔ عہد نبوی میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے قرض لینے دینے کے متعلق احادیث میں سے ایک کو امام مسلم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ

[بلاشبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کی واپسی کا مسجد میں تقاضا کیا۔ ان دونوں کی [تکرار میں] آوازیں بلند ہوئیں، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے گھر میں سنا۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے اور اپنے حجرے کے پردے کو ہٹایا اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو آواز دی:

”یا کعب!“ [اے کعب]

انہوں نے عرض کیا: ”كَبَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!“ [اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں]

”فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ: أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دُونِكَ.“

”آپ ﷺ نے انہیں ہاتھ سے اشارہ کیا، کہ اپنا آدھا قرض چھوڑ دو“

کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ!“

[اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں نے [ایسے] کر دیا]

رسول اللہ ﷺ نے [ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے] فرمایا:

”قُمْ فَأَقْضِهِ.“<sup>①</sup>

[اٹھو اور اس کو قرض ادا کرو]۔

عہد نبوی کے بعد صحابہ کا قرض لینا:

عہد نبوی ﷺ کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے قرض لینے کے دو

واقعات درج ذیل ہیں:

۱: امام حاکم نے قاسم سے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے،

کہ وہ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان سے کہا گیا: ”مَا لَكَ وَالذَّيْنُ؟“

آپ کا قرض سے کیا تعلق [یعنی آپ کیوں قرض لیتی ہیں؟]

انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”مَا مِنْ عَبْدٍ كَانَتْ لَهُ نِيَّةٌ فِي أَدَاءِ ذَنْبِهِ إِلَّا كَانَ لَهُ مِنَ اللَّهِ

عَوْنٌ.“

[کسی بھی بندے کی اپنے قرض کی واپسی کی نیت نہیں ہوتی، مگر اس کے

لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے]

”فَأَلْتَمِسُ ذَلِكَ الْعَوْنَ.“<sup>②</sup>

[تو میں تو [قرض لے کر] اس مدد کو حاصل کرنا چاہتی ہوں۔]

۲: امام ابو عبید القاسم بن سلام نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے

بیان کیا:

① صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب استحباب الوضوع من الدين، رقم الحديث ۱۵۵۸،

۱۱۹۲/۳

② المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ۲۲/۲۔ امام حاکم نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا

ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲۲/۲) والتلخیص

(۲۲/۲)۔

عمر نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کو چار سو درہم بطور قرض دینے کے لیے پیغام بھیجا، تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا:

”أَتَسْتَسْلِفُنِي، وَعِنْدَكَ بَيْتُ الْمَالِ، أَلَا تَأْخُذُ مِنْهُ، ثُمَّ تَرُدُّهُ؟“

[کیا آپ مجھ سے قرض طلب کرتے ہیں اور آپ کے پاس بیت المال ہے، آپ اس سے کیوں نہیں لے لیتے؟ پھر اس [قرض] کو واپس کر دینا۔]

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”إِنِّي أَتَخَوُّ أَنْ يُصَيِّبَنِي قَدْرِي، فَتَقُولَ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ: أَتْرَكُوا هَذَا لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، حَتَّى يُؤْخَذَ مِنْ مِيزَانِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَكِنِّي أَتَسَلَّفُهَا مِنْكَ لِمَا أَعْلَمُ مِنْ شُحِّكَ، فَإِذَا مِتُّ، جِئْتُ فَاسْتَوْفَيْتَهَا مِنْ مِيرَاتِي.“<sup>①</sup>

[مجھے اس بات کا اندیشہ ہے، کہ میری موت آ جائے، تو تم اور تمہارے ساتھی کہیں گے: ”اس کو امیر المؤمنین کے لیے چھوڑ دو“، یہاں تک کہ وہ روز قیامت میرے میزان [یعنی نیکیوں] میں سے لیا جائے، لیکن میں تم سے قرض لے رہا ہوں، کیونکہ میں مال سے تمہاری شدید محبت کو جانتا ہوں، سو جب میں مروں گا، تو تم آؤ گے اور میرے ترکہ میں سے اپنا پورا پورا حق وصول کر لو گے۔]

اللہ اکبر! فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور آج کے اہل اقتدار میں کس قدر فرق ہے! وہ بیت المال سے چار سو درہم کا قرض اس خوف کی بنا پر نہیں لیتے، کہ ان کی موت کی

① کتاب الأموال، الجزء الثالث من الكتاب، باب توفير الفيء للمسلمين وإينارهم عليه، رقم



صورت میں لوگوں کے کہنے پر وہ قرض معاف کر دیا جائے گا اور انھیں اس کے بدلے میں اپنی نیکیوں سے محروم ہونا پڑے گا۔ اور آج کے اہل اقتدار اور ان کے ہم نوا لوگ سرکاری خزانے سے کروڑوں کا قرض لیتے ہیں اور پھر اقتدار کے زور پر یا بوقت ضرورت سیاسی وفاداریاں تبدیل کر کے قرض معاف کروا لیتے ہیں۔ اِنَا لِلّٰہِ وَاِنَا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ .

### ب: قرض کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق روایات:

قرض کے جواز کے متعلق متعدد احادیث کے ساتھ ساتھ ایسی احادیث اور آثار بھی ملتے ہیں، جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ عام حالات میں قرض لینا پسندیدہ کام نہیں۔ توفیق الہی سے ذیل میں اس بارے میں پانچ روایات پیش کی جا رہی ہیں:

۱: امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوَنِي صَلَاتِهِ، وَيَقُولُ:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْتَمِ وَالْمَغْرَمِ.“

[بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں دعا کیا کرتے تھے اور کہتے تھے:

”اے اللہ! یقیناً میں گناہ اور قرض سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔“]

کسی کہنے والے نے عرض کیا:

”مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِينُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنَ الْمَغْرَمِ؟“

[”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں؟“]

آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ، فَكَذَبَ، وَوَعَدَ، فَأُخْلِفَ“ ①

[ بلاشبہ جب بندہ مقروض ہوتا ہے، تو بات کرتا ہے، تو جھوٹ بولتا ہے اور

وعدہ کرتا ہے، تو وہ خلاف ورزی کرتا ہے۔ ]

امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَنْ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ] ❶

[ قرض سے پناہ طلب کرنے والے شخص کے متعلق باب ]

مذکورہ بالا حدیث قرض کی سنگینی کو اجاگر کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔ علامہ عینی

تحریر کرتے ہیں۔

” وَفِيهِ، بَشَاعَةُ الدَّيْنِ وَشِدَّتُهُ، وَتَأْدِيَتُهُ الدَّائِنَ إِلَى

إِرْتِكَابِ الْكُذْبِ، وَالْخُلْفِ فِي الْوَعْدِ اللَّذِينَ هُمَا مِنْ

صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ. “ ❷

[ اس میں قرض کی خرابی اور سنگینی ہے اور یہ کہ وہ مقروض کو جھوٹ اور وعدہ

کی خلاف ورزی تک پہنچا دیتا ہے، جو کہ دونوں منافقوں کی صفات میں

سے ہیں۔“

۲: امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ دَعَوَاتٌ لَا يَدْعُهُنَّ:

اللَّهِمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، ❸ وَالْعَجْزِ،

❶ صحيح البخاری ۶۰ / ۵ .

❷ عمدة القاري ۱۱۸ / ۶ .

❸ امام خطابی تحریر کرتے ہیں: ”اکثر لوگ [اللَّهِمَّ] اور [الْحَزَنِ] کے درمیان فرق نہیں کرتے، البتہ

[الْحَزَنِ] سابقہ بات پر اور [اللَّهِمَّ] متوقع بات کی بنا پر ہوتا ہے۔“ (منقول از شرح سنن

النسائی للسيوطي ۸ / ۲۵۶) .

وَالْكَسَلِ، وَالْبُحْلِ وَالْجُبْنِ، وَالذَّيْنِ وَعَلَبَةِ الرِّجَالِ. ❶

[رسول اللہ ﷺ کی [کچھ] دعائیں تھیں، جنہیں وہ چھوڑا نہیں کرتے تھے۔  
”اے اللہ! بلاشبہ میں غم اور رنج، بے بسی اور کاہلی، بخل اور بزدلی اور

قرض اور آدمیوں کے غلبہ سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔“]

❷: امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ العَدُوِّ، وَشَمَامَةِ

الأعداء. ❸“

[بلاشبہ رسول اللہ ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے:

”اے اللہ! میں قرض کے چڑھ جانے، دشمن کے غلبہ اور شامت اعداء ❹

سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔“]

❸: امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے،

کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ سے فرماتے ہوئے سنا:

”لَا تُخَيِّفُوا أَنْفُسَكُمْ،“ أَوْ قَالَ: ”الْأَنْفُسُ.“

[اپنی جانوں کو نہ ڈراؤ۔] [یا آپ ﷺ نے فرمایا: ”جانوں کو۔“]

❶ سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، الاستعاذة من الهم، ۱/ ۱۸، ۲۰۷. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار

دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائي ۱/ ۳، ۱۱۰۹).

❷ صحیح البخاري میں [الدَّيْنِ] کی بجائے [وَصَلَعَ الدَّيْنِ] کے الفاظ ہیں۔ اور ان کا معنی ہے [اور قرض

کے بوجھ اور سختی سے]۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاري، كتاب الدعوات، باب التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ

الرجال، رقم الحديث ۶۳۶۳، ۱۱/ ۱۷۳؛ وفتح الباري ۱۱/ ۱۷۴).

❸ سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من غلبه الدين، ۱/ ۸، ۲۶۸. شیخ البانی نے اس کو

[صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائي ۱/ ۳، ۱۱۱۳).

❹ یعنی میرے نقصان پر دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع ملے۔

آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا نُخِيفُ أَنْفُسَنَا؟“

[اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! ہمارا اپنی جانوں کو ڈرانا کیا ہے؟]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”الَّذِينَ.“

[قرض کے ساتھ]۔

شیخ احمد البنا حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

”وَالْمَعْنَى لَا تُخِيفُوا أَنْفُسَكُمْ بِالذَّيْنِ بَعْدَ أَمْنِهَا مِنَ الْعُرْمَاءِ. وَإِنَّمَا كَانَ الذَّيْنُ جَالِبًا لِلْخَوْفِ لِشُغْلِ الْقَلْبِ بِهَمِّهِ وَقَضَائِهِ، وَالتَّدْلِيلُ لِلْغَرِيمِ عِنْدَ لِقَائِهِ، وَتَحْمَلُ مِنْتِهِ إِلَى تَأْخِيرِ آدَائِهِ. وَرَبَّمَا يَعِدُ بِالْوَفَاءِ فَيُخْلِفُ، أَوْ يُحَدِّثُ الْغَرِيمَ فَيَكْذِبُ أَوْ يَحْلِفُ فَيَحْنُثُ، أَوْ يَمُوتُ فَيَرْتَهِنُ.“

[معنی یہ ہے، کہ اپنی جانوں کو، ان کے امن کے بعد، قرض کے ساتھ،

قرض خواہوں سے نہ ڈراؤ، قرض باعثِ خوف بنتا ہے، کیونکہ دل اُس کی

① المسند، رقم الحدیث ۱۷۴۰۷، ۲۸ / ۶۲۶. حافظ منذری نے تحریر کیا ہے کہ اس کو احمد، ابویعلیٰ، بیہقی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور احمد کی روایت کردہ حدیث کی دو سندوں میں سے ایک کے راویان ثقہ ہیں، (ملاحظہ ہو) الترغیب والترہیب (۵۹۶/۲). حافظ بیہقی اس کے متعلق لکھتے ہیں: ”احمد نے دو سندوں کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔ ان میں سے ایک کے [راویان ثقہ] ہیں۔ اس کو طبرانی نے [المعجم] الکبیر اور ابویعلیٰ نے [بھی] روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الذین، ۱۲۶/۴). شیخ البانی نے [اس کو] صحیح [قراردیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب (۳۴۸/۲). شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [اسناد کو حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۲۸ / ۶۲۶).

② بلوغ الأمانی من أسرار الفتح الربانی ۱۵ / ۸۶-۸۷. الترغیب والترہیب، کتاب البیوع وغیرھا، الترہیب من الدی، ..... ۵۹۶ / ۲.

وجہ سے، اُس کی ادائیگی، قرض خواہ کے روبرو ملاقات کے وقت ذلیل ہونے اور ادائیگی میں تاخیر کے سبب اس کے زیر بار ہونے کے غم میں ڈوبا رہتا ہے۔ کتنی ہی دفعہ وہ واپسی کا وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتا ہے، یا قرض خواہ سے بات کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے، یا جھوٹی قسم کھاتا ہے،

یا مرنے کی صورت میں [جنت میں جانے سے] روکا جاتا ہے۔]

ایک دوسری روایت میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

”لَا تَحْتَفُوا أَنْفُسَكُمْ.“

[خودکشی نہ کرو۔]

عرض کیا گیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! ﷺ - وَمَا نَحْنُ أَنْفُسَنَا؟“

[یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا خودکشی کرنا کیسے ہے؟]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”بِالدَّيْنِ“

[قرض کے ساتھ]

۵: امام مالک نے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

”إِيَّاكُمْ وَالدَّيْنِ، فَإِنَّ أَوْلَهُ هُمْ، وَآخِرُهُ حَرْبٌ.“

[قرض سے دور رہو، کیونکہ اس کی ابتدا غم ہے اور انجام ناداری۔]

① المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ۲۶/۲. امام حاکم نے اس کی [اسناد کو صحیح] اور حافظ ذہبی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲۶/۲؛ والتلخیص ۲۶/۲).

② موطا الإمام مالک، کتاب الوصیة، باب جامع القضاء، رقم الروایة ۸، ۲۷۰/۲.

۶: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: مَا دَخَلَ هَمُّ الدَّيْنِ قَلْبًا إِلَّا أَذْهَبَ مِنَ الْعَقْلِ مَا لَا يَعُودُ إِلَيْهِ.“ ❶

[سلف سے بعض نے کہا: ”قرض کا غم کسی دل میں داخل نہیں ہوتا، مگر اس کی عقل میں سے [کچھ حصہ] لے جاتا ہے، جو کہ اس کی طرف [کبھی] واپس نہیں آتا۔“]

علامہ قرطبی تحریر کرتے ہیں:

إِنَّ الدَّيْنَ شَيْنٌ، الدَّيْنُ هَمٌّ بِاللَّيْلِ، وَمَذَلَّةٌ بِالنَّهَارِ، وَإِخَافَةٌ لِلنَّفُوسِ، بَلْ وَإِرْقَاقٌ لَهَا. ❷

[بلاشبہ قرض عیب ہے، قرض رات کو پریشانی، دن کو ذلت، جانوں کو ڈرانے، بلکہ کمزور کرنے کا سبب ہے۔]

ج: قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟

اس مقام پر یہ سوال ابھرتا ہے، کہ کیا قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟ اس سوال کا جواب سمجھنے کی غرض سے توفیق الہی سے ذیل میں بعض محدثین کرام کے ان اقوال کو پیش کیا جا رہا ہے، جو کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے قرض سے پناہ طلب کرنے والی حدیث کی شرح میں بیان کیے ہیں:

۱: حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں:

”وَقِيلَ: الْمُرَادُ بِهِ مَا يُسْتَدَانُ فِيْمَا لَا يَجُوزُ، وَفِيْمَا يَجُوزُ“

❶ فتح الباري ۱/۱۱۱، ۱۴۷.

❷ ملاحظہ ہو: المفہم ۴/۵۷۴.

ثُمَّ يَعْجِزُ عَنْ آدَائِهِ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يُرَادَ بِهِ مَا هُوَ أَعْمٌ مِنْ ذَلِكَ. ❶

[کہا گیا ہے: اس سے مراد ناجائز کاموں کے لیے لیا ہوا قرض ہے، اور جائز کاموں کی خاطر لیا ہوا ایسا قرض ہے، کہ اس کی واپسی اس کی بساط سے باہر ہو، اور یہ [بھی] احتمال ہے، کہ اس سے مراد کوئی اور زیادہ عام معنی ہو۔“]

۲: حافظ ابن حجر ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

”ثُمَّ رَأَيْتُ فِي حَاشِيَةِ ابْنِ الْمُنِيرِ: ”لَا تَنَاقُضَ بَيْنَ الْإِسْتِعَاذَةِ مِنَ الدَّيْنِ وَجَوَازِ الْإِسْتِدَانَةِ، لِأَنَّ الَّذِي اسْتُعِيدَ مِنْهُ عَوَائِلُ الدَّيْنِ. فَمَنْ أَدَانَ وَسَلِمَ مِنْهَا، فَقَدْ أَعَاذَهُ اللَّهُ وَفَعَلَ جَائِزًا.“ ❷

[پھر میں نے حاشیہ ابن منیر میں دیکھا: ”قرض سے پناہ مانگنے اور قرض لینے کے جواز میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ جس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے، وہ قرض کی مصیبتیں ہیں اور جو شخص قرض لے اور ان سے محفوظ رہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ نے پناہ عطا فرمادی اور اس نے جائز کام کیا۔“]

۳: علامہ عینی رقم طراز ہیں:

الْمَغْرَمُ الَّذِي اسْتَعَاذَ مِنْهُ إِمَّا أَنْ يَكُونَ فِي مَبَاحٍ، وَلَكِنْ لَا وَجْهَ عِنْدَهُ لِقَضَائِهِ، فَهُوَ مُتَعَرِّضٌ لِهَلَاكِ مَالِ أَخِيهِ، أَوْ يَسْتَلْدِينُ، وَلَهُ إِلَى الْقَضَاءِ سَبِيلٌ، غَيْرَ أَنَّهُ يَرَى تَرْكَ الْقَضَاءِ،

❶ فتح الباري ۲/۳۱۹.

❷ المرجع السابق ۵/۶۱.

أَوْ يَسْتَدِينُ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ طَمَعًا فِي مَالِ أَخِيهِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ. •

[میں کہتا ہوں: آنحضرت ﷺ نے جس قرض سے پناہ طلب کی، یا تو

وہ جائز مقصد کی خاطر ہوگا، لیکن اس کے پاس اس کی واپسی کی کوئی شکل نہ ہوگی۔ اس طرح وہ اپنے بھائی کا مال برباد کرنے کے درپے ہوتا ہے، یا وہ قرض لیتا ہے اور اس کے پاس ادائیگی کے امکانات تو موجود ہیں، لیکن اس کا خیال عدم ادائیگی کا ہے۔ یا وہ اپنے بھائی کے مال کی حرص کرتے ہوئے بلا ضرورت اس سے قرض لیتا ہے، یا مراد اس طرح کی دیگر صورتیں ہیں۔]

### د: قرض لینے کی شرائط:

حضرات محدثین کے مذکورہ بالا اقوال اور دیگر احادیث شریفہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ قرض لینے کے لیے کچھ شرائط ہیں۔ توفیق الہی سے اپنے محدود علم کے مطابق ان میں سے تین شرائط ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

#### (۱) قرض لینے کا معقول اور جائز سبب:

قرض لینے کے لیے معقول اور جائز سبب کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ

روز قیامت اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام احمد نے حضرت عبدالرحمن بن ابی

بکر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”يَدْعُوَ اللَّهُ بِصَاحِبِ الدِّينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُوقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ،

فَيَقَالُ: ”يَا ابْنَ آدَمَ! فِيمَ أَخَذْتَ هَذَا الدِّينَ؟ وَفِيمَ



صَيَّعَتْ حَقُوقَ النَّاسِ؟“

فَيَقُولُ: ” يَا رَبِّ! إِنَّكَ تَعَلَّمْتُ أَنِّي أَخَذْتُهُ، فَلَمْ أَكُلْ، وَلَمْ أَشْرَبْ،  
وَلَمْ أَلْبَسْ، وَلَمْ أَضَيِّعْ، وَلَكِنْ أَتَى عَلَيَّ يَدَيَّ إِمَّا حَرَقٌ، وَإِمَّا  
سَرَقٌ وَإِمَّا وَضِيعَةٌ.“

فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ” صَدَقَ عَبْدِي، أَنَا أَحَقُّ مَنْ قَضَى عَنْهُ  
الْيَوْمَ.“

فَيَدْعُو اللَّهَ بِشَيْءٍ، فَيَضَعُهُ فِي كِفَّةٍ مِيزَانِهِ، فَتَرْجَحُ حَسَنَاتُهُ عَلَى  
سَيِّئَاتِهِ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ. ①

[ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت مقروض کو بلائیں گے، یہاں تک کہ اس کو ان کے  
روبرو کھڑا کیا جائے گا، تو اس سے کہا جائے گا: ”اے ابنِ آدم! تو نے یہ  
قرض کس لیے لیا؟ اور تو نے لوگوں کے حقوق کو کس لیے ضائع کیا؟“

وہ جواب میں عرض کرے گا: ”اے میرے رب! بلاشبہ آپ کو علم ہے، کہ  
یقیناً میں نے اس کو لیا، لیکن میں نے اس کو کھانے، پینے اور پہننے میں نہیں  
اڑایا، اور نہ [کہیں اور] برباد کیا، لیکن مجھ پر تو آگ یا چوری یا کاروباری  
خسارہ کی مصیبت آئی تھی۔“

اللہ عز و جل فرمائیں گے: ”میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ آج میں اس  
کا قرض ادا کرنے کا زیادہ حق دار ہوں۔“

اللہ تعالیٰ کسی چیز کو طلب کریں گے پھر اُس کو اس کے میزان کے ایک پلڑے میں

① المسند، رقم الحدیث ۱۷۰۸، ۱۳/ ۱۵۷. (ط: دار المعارف بمصر). حافظ ٹیٹھی اس کے متعلق  
لکھتے ہیں: ”اس کو احمد، بزار اور طبرانی نے [مجموع] الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی [سند] میں  
[صدقہ الدقیق] ہیں، مسلم بن ابراہیم نے انہیں [ثقفہ] کہا ہے اور [علماء کے] ایک گروہ نے انہیں  
[ضعیف] قرار دیا ہے۔“ (مجمع الزوائد ۱۴/ ۱۳۳). حافظ منذری نے تحریر کیا ہے، کہ اس کی [ایک  
سند حسن ہے]۔ (الترغیب والترہیب ۶۰۲/۲).

رکھ دیں گے، تو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں کے مقابلے میں زیادہ ہو جائیں گی۔ پس وہ ان کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔“  
اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے، کہ معقول اغراض کے لیے قرض لینا قابل مواخذہ نہیں، البتہ غیر معقول مقاصد کے لیے قرض لینے پر روزِ قیامت باز پرس ہوگی۔

ایک اور حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے، کہ ناپسندیدہ غرض کے لیے قرض لینے والا اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہو جاتا ہے۔ امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
”إِنَّ اللَّهَ مَعَ الدَّائِنِ حَتَّى يُقْضَى دَيْنُهُ، مَا لَمْ يَكُنْ فِيْمَا يَسْكُرُهُ  
اللَّهُ.“ ❶

[”اگر قرض اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ مقصد کی خاطر نہ ہو، تو ادائیگی

قرض تک اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہوتے ہیں۔“]

قابل افسوس بات یہ ہے، کہ بعض مسلمان خواتین و حضرات شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے مواقع پر اسراف و تبذیر ❷ کے لیے قرض لیتے ہیں۔ اس طرح قرض لینے کی قباحت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائیں۔ آمین۔

(۲) ادائیگی کی سچی نیت:

قرض لینے کے جواز کی دوسری شرط یہ ہے، کہ قرض لینے والے کی واپسی

❶ المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ۲۳/۱۲۔ امام حاکم نے اس کی [اسناد کو صحیح] اور حافظ ذہبی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲۳/۱۲؛ والتلخیص ۲۳/۱۲)۔ حافظ ابن حجر نے اس کی [اسناد کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۵۴/۱۵)۔

❷ اسراف سے مراد جائز کاموں میں راہِ اعتدال سے تجاوز کرتے ہوئے مال خرچ کرنا اور تبذیر سے مراد ناجائز جگہوں پر مال خرچ کرنا ہے۔

کی سچی نیت اور پختہ ارادہ ہو۔ اس کے بغیر قرض لینے والا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا نشانہ بناتا ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ.“<sup>①</sup>

[جو شخص ادائیگی کے ارادے سے لوگوں کے مال لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ادا کروادیتے ہیں اور جو شخص انہیں برباد کرنے کے ارادے سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دیتے ہیں۔]

حافظ ابن حجر حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”ظَاهِرُهُ أَنَّ الْإِتْلَافَ يَقَعُ لَهُ فِي الدُّنْيَا، وَذَلِكَ فِي مَعَاشِهِ أَوْ فِي نَفْسِهِ، وَهُوَ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ لِمَا نَرَاهُ بِالْمُشَاهِدَةِ مِمَّنْ يَتَعَاطَى شَيْئًا مِنَ الْأُمُورِ. وَقِيلَ بِالْإِتْلَافِ عَذَابُ الْآخِرَةِ.“<sup>②</sup>

[اس کا ظاہری معنی یہ ہے، کہ اس کے لیے یہ بربادی دنیا ہی میں اس کی معیشت یا جان میں ہوتی ہے اور یہ بات، جیسا کہ ہم دونوں کام کرنے والوں کا مشاہدہ کرتے ہیں، آنحضرت ﷺ کی نبوت کی صداقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے، کہ بربادی سے مراد عذابِ آخرت ہے۔]

① صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، باب من أخذ أموال الناس يريد أداءها أو إتلافها، رقم

الحدیث ۲۳۸۷، ۱۰/۵۳-۵۴.

② فتح الباری ۱۰/۵۴.

حافظ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

”وَفِي الْحَدِيثِ التَّرْغِيبُ فِي تَحْسِينِ النِّيَّةِ، وَالتَّرْهِيْبُ مِنْ ضِدِّ ذَلِكَ.“ ❶

[ اور حدیث میں نیت کو درست کرنے کی ترغیب اور اس کی ضد سے ڈرایا

گیا ہے۔ ]

نبی کریم ﷺ نے قرض لینے والے بدنیت کے برے انجام کے بارے میں ایک اور بات بھی بتلائی ہے۔ امام طبرانی نے میمون کردی کے حوالے سے ان کے والد نبی ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”أَيُّمَا رَجُلٍ اسْتَدَانَ دَيْنًا، لَا يُرِيدُ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَيَّ صَاحِبِهِ، حَتَّى أَخَذَ مَالَهُ، وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهِ دَيْنَهُ، لَقِيَ اللَّهَ، وَهُوَ سَارِقٌ.“ ❷

[ جس شخص نے قرض لیا اور اس کا ارادہ حق دار کا حق ادا کرنے کا نہیں،

اس نے مال لے لیا، مگر ادا نہ کیا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے بطور چور ملاقات

کرے گا۔ ]

### (۳) مستقبل میں ادائیگی کے امکانات:

جائز مقاصد کے لیے ادائیگی کی نیت سے قرض لیتے ہوئے اس بات

کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے، کہ مقروض کے لیے مستقبل میں ادائیگی کے امکانات

❶ فتح الباری ۵/۵۴، ۲ منقول از: مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب البيوع، باب فيمن

نوى أن لا يقضى دينه، ۱۴۶/۴، حافظ ٹاشمی اس کے متعلق لکھتے ہیں: ”اس کو طبرانی نے [المعجم]

الأوسط اور الصغیر میں روایت کیا ہے اور اس کے [راویان ثقہ] ہیں۔ (المرجع السابق ۱۳۲/۴)۔

ہوں۔ اس شرط کو نظر انداز کر کے قرض لینا مناسب نہیں۔

اسی سلسلے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لَا أَحِبُّ أَنْ يَتَحَمَّلَ بِأَمَانَتِهِ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ.“<sup>①</sup>

”میں پسند نہیں کرتا، کہ وہ اپنی امانت کے ساتھ اس چیز کا بوجھ اٹھائے،

جس کی اس میں استطاعت نہ ہو۔“

امام ابن قدامہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

”مَا لَا يَقْدِرُ عَلَى وَفَائِهِ.“<sup>②</sup>

[یعنی] مستقبل میں [اس کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔]

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ عام حالات میں قرض لینا شرعی طور پر ناپسندیدہ ہے، البتہ معقول وجہ اور جائز سبب کی موجودگی میں، ادائیگی کے پختہ اور سچے ارادے اور مستقبل میں امکانات پائے جانے کی صورت میں قرض لینے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

① منقول از: المغنی ۴ / ۳۴۸۔

علاوہ ازیں امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لَا أَنْ يَلْبَسَ أَحَدُكُمْ ثَوْبًا مِنْ رِقَاعِ شَيْءٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ بِأَمَانَتِهِ أَوْ فِي أَمَانَتِهِ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ.“ [تم میں سے کسی ایک کے لیے متفرق چیتھڑوں والے کپڑے پہننا اس بات سے بہتر ہے، کہ وہ اپنی امانت کے ساتھ [یعنی بطور قرض] وہ لے، جو اس کے پاس نہ ہو [یعنی مستقبل میں ادائیگی کے لیے اس کے پاس امکانات نہ ہوں۔]۔ (المسند جزء من رقم الحدیث ۱۳۵۵۹ / ۴ / ۱۸۳)۔ حافظ بیہمی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں، کہ اس میں ایک راوی جابر بن زید ہیں، جو الجھمی نہیں، اور ان کے حالات مجھے نہیں ملے اور اس کے باقی راویان ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۴ / ۱۲۶)؛ شیخ ارداؤط اور ان کے رفقاء نے اس کی [اسناد کو ضعیف] قرار دیا ہے۔ (ہامش المسند ۲۱ / ۱۸۳)۔

② المغنی ۴ / ۳۴۸۔

(۳)

## قرض کا دائرہ

قرض کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ نقدی، ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں اور حیوانات میں قرض لینا دینا جائز ہے۔ امام ابن حزم تحریر کرتے ہیں:

”وَالْقَرْضُ جَائِزٌ فِي كُلِّ مَا يَحِلُّ تَمْلُكُهُ أَوْ تَمْلِكُهُ بَهْمَةً أَوْ غَيْرَهَا.“<sup>①</sup>  
[ہر وہ چیز، جس میں بہہ<sup>②</sup> وغیرہ سے مالک بننا، بنانا جائز ہے، اس میں قرض جائز ہے۔]

شیخ شیرازی لکھتے ہیں:

”وَيَجُوزُ قَرْضُ كُلِّ مَالٍ، يُمْلِكُ بِالسَّيِّعِ، وَيُضْبَطُ بِالْوَصْفِ.“<sup>③</sup>  
[ہر وہ قیمت والی چیز جو بیع کے ذریعہ ملکیت میں آسکے اور وصف سے اس کی تحدید ہو سکے، اس کا قرض [میں لینا دینا] درست ہے۔]  
توفیق الہی سے اس سلسلے میں ذیل میں قدرے تفصیلی گفتگو کی جا رہی ہے:

## ۱: سونا چاندی قرض لینے کے متعلق حدیث:

سونا اور چاندی کے قرض لینے دینے کے جواز کے متعلق احادیث میں سے ایک یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہما سے چالیس ہزار قرض لیے تھے۔<sup>④</sup>

ب: ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں کے متعلق دو حدیثیں:

ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں کے قرض کے متعلق احادیث میں سے دو

درج ذیل ہیں:

② بہہ سے مراد کسی کو کوئی چیز بلا معاوضہ دینا ہے۔

① المحلی ۱/۸۶۲۔

③ المجموع شرح المہذب ۱/۱۲۰۔

④ ملاحظہ ہو: اس کتاب کا صفحہ ۳۶

۱: امام بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”إِسْتَسْلَفَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعِينَ صَاعًا، فَاحْتَاَجَ الْأَنْصَارِيُّ، فَآتَاهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: “ مَا جَاءَ نَا شَيْءٌ بَعْدُ. “

فَقَالَ الرَّجُلُ، وَارَادَ أَنْ يَتَكَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: “ لَا تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا، فَأَنَا خَيْرٌ مَنْ تَسَلَّفَ. “  
فَأَعْطَاهُ أَرْبَعِينَ فَضْلًا، وَأَرْبَعِينَ لِسَلْفِهِ، فَأَعْطَاهُ ثَمَانِينَ. “ ①

[ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے چالیس صاع بطور قرض لیے۔ انصاری کو ضرورت پڑی، تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ” ابھی تک ہمارے پاس کوئی چیز نہیں آئی۔ “ انصاری نے کچھ کہنا چاہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ” خیر کے سوا کچھ نہ کہنا، میں قرض لینے والوں میں سے بہترین ہوں۔ “ ]  
چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چالیس زائد اور چالیس اس کے قرض کے ہل اسی [ صاع ] ادا کیے۔

۲: امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدو سے ذخیرہ شدہ عجوہ کھجوروں کے ایک وسق ② کے بدلہ میں [ کچھ ] اونٹنیاں خریدی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر

① منقول از: كشف الأستار عن زوالد البزار على المكتب السنة للحافظ الهيمى، كتاب البيوع، باب من أقرض شيئاً فرداً أحسن منه، رقم الحديث: ۱۰۴ / ۲، ۱۳۰۷. حافظ شمسى اس کے متعلق لکھتے ہیں: ” اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے راویان سوائے بزار کے شیخ کے صحیح کے راویان ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔ “ (مجمع الزوائد، كتاب البيوع، باب حسن القضاء، ..... ۱۴ / ۱۴۱).

② وسق: ساٹھ صاع۔ (ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة ” وسق “، ۱۸۵ / ۵). اور ایک صاع قریباً دو سیر گیارہ چھٹانک۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

تشریف لائے، اس کے لیے کھجوریں تلاش کیں، لیکن وہ نہ ملیں۔“  
رسول اللہ ﷺ اس کے پاس واپس تشریف لائے اور فرمایا: ”اے اللہ  
تعالیٰ کے بندے! یقیناً ہم نے ذخیرہ شدہ کھجوروں کے ایک وسق کے  
بدلے میں تم سے اونٹنیاں خریدی تھیں۔ ہم نے انہیں ڈھونڈھا ہے، لیکن  
وہ ہمیں ملی نہیں۔“

بدو نے کہا: ”ہائے بے وفائی!“

راوی نے بیان کیا: ”لوگوں نے اس کو جھڑکا اور کہا: ”اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک  
کردے! کیا تو رسول اللہ ﷺ کو بے وفا کہہ رہا ہے؟“  
انہوں [عائشہ رضی اللہ عنہا] نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو  
چھوڑ دو [یعنی جو کہتا ہے، کہنے دو]، کیونکہ بلاشبہ صاحب حق کو بات کرنے

کا حق ہے۔“

پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بات کو دہراتے ہوئے فرمایا:  
”اے اللہ تعالیٰ کے بندے! ہم نے تیری اونٹنیوں کو خریدا اور ہم سمجھتے  
تھے، کہ اس کے عوض میں ذکر کردہ چیز ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم نے  
اس کو تلاش کیا ہے، لیکن وہ ہمیں نہیں ملی۔“

بدو نے کہا: ”ہائے بے وفائی!“

لوگوں نے اس کو جھڑکا اور کہا: ”اللہ تعالیٰ تجھے غارت کریں! کیا تو رسول  
اللہ ﷺ کو بے وفا کہہ رہا ہے؟“  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو چھوڑ دو، کیونکہ بے شک حق والے کو  
بات کہنے کا حق ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے اسی بات کو دو یا تین مرتبہ دہرایا۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا،



کہ وہ آپ کی بات سمجھ نہیں پا رہا، تو آپ ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:

” اِذْهَبْ اِلَىٰ خُوَيْلَةَ بِنْتِ حَكِيمِ بْنِ اُمَيَّةَ فَقُلْ لَهَا: ” اِنْ كَانَ عِنْدَكَ وَسْقٌ مِنْ تَمْرٍ الدَّخِيْرَةِ فَاَسْلِفِيْنَاهُ، حَتَّىٰ نُوَدِّهَ اِلَيْكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ. “

[خویله بنت حکیم بن امیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو: ” اگر آپ کے پاس ذخیرہ شدہ کھجوروں کا ایک وسق ہو، تو ہمیں بطور قرض دے دیجیے، یہاں تک ہم ان شاء اللہ اس کو ادا کر دیں۔“

وہ شخص ان کی طرف گیا، پھر واپس آ کر عرض کیا، کہ انہوں نے کہا ہے: ”جی ہاں، اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے پاس [کھجوریں] ہیں۔ کسی کو لینے کے لیے بھیج دیجیے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” اِذْهَبْ بِهٖ فَاَوْفِیْهِ الَّذِیْ لَهٗ. “

[اس کو ساتھ لے جاؤ اور اس کا مکمل حق ادا کر دو۔]

پس انہوں نے اس [بدو] کو اس کا پورا حق دے دیا۔

پھر وہ بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے، تو وہ کہنے لگا:

” جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، فَقَدْ اَوْفَيْتَ وَاَطَيْتَ. “

[اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دیں، کہ یقیناً آپ نے عہدگی سے مکمل حق

ادا کیا ہے۔]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أُولَئِكَ خِيَارُ عِبَادِ اللَّهِ عِنْدَ اللَّهِ الْمُؤَفَّقُونَ الْمُطَيَّبُونَ.“<sup>۱</sup>

[یہ لوگ جو کہ عمدگی سے پورا حق ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے بہترین بندے ہیں۔]

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خویلد بنت حکیم رضی اللہ عنہما سے ذخیرہ شدہ کھجوروں کا ایک وسق بطور قرض لیا۔ علاوہ ازیں ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں میں قرض کے لینے دینے کے جواز پر علمائے اُمت کا اجماع بھی ہے۔ امام ابن قدامہ نے لکھا ہے:

”يَجُوزُ قَرْضُ الْمَكِيلِ بِغَيْرِ خَلَافٍ.“

قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: ”أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَحَفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ اسْتِقْرَاضَ مَالِهِ مِثْلُ مِنَ الْمَكِيلِ وَالْمَوْزُونِ وَالْأَطْعَمَةِ جَائِزٌ.“<sup>۲</sup>

[ماپ کی جانے والی چیزوں میں قرض [لینا دینا] بلا اختلاف جائز ہے۔]

ابن منذر نے فرمایا:

[وہ سب اہل علم جن سے ہم علم لیتے ہیں، اس بات پر متفق ہیں، کہ ماپ اور وزن کی جانے والی اور اناج میں سے وہ تمام چیزیں، جن کی مثل ہو،

① المسند، رقم الحدیث ۲۶۳۱۲، ۳۳۷/۴۳۔ حافظ بیہقی نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے: ”اس کو احمد اور ہزار نے روایت کیا ہے اور احمد (کی روایت کردہ حدیث) کی [اسناد صحیح] ہے۔“ (مجمع الزوائد ۱/۱۴۰)؛ نیز ملاحظہ ہو: کشف الاستار عن زوائد البزار علی الکتب الستة، کتاب البيوع، باب فيمن اقترض شيئاً فرد أفضل منه، ۱/۱۰۵۔ شیخ البانی اور شیخ الارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [اسناد کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سلسلۃ الأحادیث الصحیحة، المجلد السادس، القسم الأول/۳۹۳؛ وھامش المسند ۳۳۹/۴۳)۔

② المغنی ۱/۳۵۰۔

کا قرض لینا دینا جائز ہے۔]

**حیوانات کو بطور قرض لینا دینا:**

حیوانات کو بطور قرض لینے دینے کے جواز کے متعلق احادیث میں سے ایک وہ

ہے، جس کو امام مسلم نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا. فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ إِبِلٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَأَمَرَ أَبَا رَافِعٍ أَنْ يَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ.“

فَرَجَعَ إِلَيْهِ أَبُو رَافِعٍ، فَقَالَ: ”لَمْ أَجِدْ فِيهَا إِلَّا خِيَارًا رُبَاعِيًّا.“

فَقَالَ: ”أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، إِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً.“

[ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے نو عمر اونٹ بطور قرض لیا تھا۔ آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے، تو آنحضرت ﷺ نے ابورافع کو اس شخص کے نو عمر اونٹ کا قرض چکانے کا حکم دیا۔

ابورافع رضی اللہ عنہ واپس آئے اور عرض کیا: ”مجھے تو چار دانٹوں والا <sup>①</sup> بہترین اونٹ ہی ملا ہے۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کو وہی دے دو، کیونکہ لوگوں میں سے بہترین وہ ہیں، جو ادائیگی میں سب سے اچھے ہوں۔“ <sup>②</sup>

امام نووی اس حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

”وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ الْإِقْتِرَاضِ وَالْإِسْتِدَانَةِ، وَفِيهِ“

① ایسا اونٹ جو ساتویں سال میں داخل ہو چکا ہو اور اس کے چار دانٹ نکل آئے ہوں۔

② صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب من استسلف شيئاً ففرض خيراً منه، رقم الحدیث

جَوَازٌ اقْتَرَأَ الصَّحِيَّانِ . ❶

[اس حدیث میں قرض لینے کا ثبوت ہے۔ [علاوہ ازیں] حیوان کو [بھی]

بطور قرض لینے کا جواز موجود ہے۔]

امام بخاری نے ایک باب کا درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ اسْتِقْرَاضِ الْاِبْلِ] ❷

[اونٹ کو بطور قرض لینے کے متعلق باب]

اور اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث نقل کی ہے، کہ نبی

کریم ﷺ نے ایک شخص سے ایک اونٹ بطور قرض لیا۔ ❸

حافظ ابن حجر اس کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

”وَفِيهِ اسْتِقْرَاضُ الْاِبْلِ وَيَلْتَحِقُ بِهِ جَمِيعُ الْحَيَوَانَاتِ ،  
وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ ، وَمَنْعَ مِنْ ذَلِكَ الثَّوْرِيِّ  
وَالْحَنْفِيَّةِ .“ ❹

❶ شرح النووي ۳۷/۱۱۔ امام نووی نے ذکر کیا ہے کہ حیوانات کو بطور قرض لینے دینے کے جواز کے امام شافعی، امام مالک اور متقدمین اور متاخرین میں سے جمہور علماء قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ اس کو درست نہیں سمجھتے۔ یہ احادیث..... اور افع رضی اللہ عنہما اور صحیح مسلم میں موجود دیگر احادیث۔ ان کا رد کرتی ہیں۔ بلا دلیل ان احادیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ ناقابل قبول ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسرجمع السابق ۳۷/۱۱)۔ نیز ملاحظہ ہو: المسفہم ۵۰۶/۴۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ تحریر کرتے ہیں: اس حدیث میں ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں کے علاوہ حیوان وغیرہ کے بھی بطور قرض لینے کی دلیل ہے۔ فقہائے حجاز کی یہی رائے ہے۔ اہل کوفہ کے نزدیک اس کا بطور قرض لینا دینا جائز نہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۵۲/۲۹)۔

❷ صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، ۵۶/۵۔

❸ ملاحظہ ہو: المرجع السابق، رقم الحدیث ۵۶/۵، ۲۳۹۰۔

❹ فتح الباری ۵۶/۵۔ نیز ملاحظہ ہو: نیل الأوطار ۵/۳۴۹۔

[ اس میں اونٹ کے بطور قرض لینے کا [ شوت ] ہے۔ دیگر حیوانات کا حکم بھی اسی طرح ہے۔ اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے۔ ثوری اور احناف نے اس سے منع کیا ہے۔ ]

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ قرض کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ہر وہ چیز جس سے ہمہ وغیرہ کے ذریعہ ملکیت حاصل ہو سکتی ہے، اس کا قرض میں لینا دینا درست ہے۔ نقدی، ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں اور حیوانات کا بطور قرض لینا دینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم .



## مبحث دوم

### قرض دینے اور مقروض کے ساتھ

### حسن معاملہ کی تلقین

شریعتِ اسلامیہ میں قرض دینے کی پر زور ترغیب اور مقروض کے ساتھ عمدہ معاملہ کرنے کی شدید تلقین کی گئی ہے۔ حضراتِ صحابہ اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات کی سچی تصویر تھے۔ توفیق الہی سے انہی باتوں کے متعلق درج ذیل تین عنوانوں کے ضمن میں بات پیش کی جا رہی ہے:

- ۱: قرض دینے کی ترغیب
- ۲: مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین
- ۳: صحابہ کا نادار مقروضوں کے ساتھ عمدہ معاملہ

(۱)

### قرض دینے کی ترغیب

قرض دینا خیر اور نیکی کا عظیم کام ہے،<sup>①</sup> کیونکہ اس میں ایک مسلمان کی مشکل دور کرنا، بوقتِ ضرورت اس کے کام آنا اور اس کے ساتھ تعاون ہوتا ہے،<sup>②</sup> اور اسلام ان سب باتوں کی پر زور ترغیب دیتا ہے۔ امام شوکانی نے تحریر کیا ہے:

① ملاحظہ ہو: المحلی، ۴۶۲/۸۔

② ملاحظہ ہو: المغنی، ۳۴۷/۴۔

”وَفِي فَضِيلَةِ الْقَرْضِ أَحَادِيثٌ وَعُمُومَاتُ الْأَدَلَّةِ الْقُرْآنِيَّةِ وَالْحَدِيثِيَّةِ الْقَاضِيَّةِ بِفَضْلِ الْمُعَاوَنَةِ ، وَقَضَاءِ حَاجَةِ الْمُسْلِمِ ، وَتَفْرِيجِ كُرْبَتِهِ ، وَسَدِّ فَاقَتِهِ شَامِلَةٌ لَهُ.“ ❶

”قرض [دینے] کی فضیلت کے متعلق [مخصوص] احادیث کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث میں ایسے عام دلائل بھی موجود ہیں، جو کہ باہمی تعاون، مسلمان کی حاجت برآری، اس کے دکھ کو دور کرنے اور اس کے فقر و فاقہ کے ختم کرنے کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں۔“

### ۱۔ عام دلائل:

اس بارے میں قرآن و سنت کے عمومی دلائل میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَفْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ❷ اور نیکی کرو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔“

۲۔ امام ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ يَسِّرَ عَلَيَّ مُعْسِرٍ يَسِّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.“ ❸

”جو شخص شخص نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و

آخرت میں آسانی کریں گے۔“

اللہ اکبر! مشکلات میں پھنسے ہوئے اور وسائل سے محروم شخص کو قرض دینے

والے کے لیے کس قدر عظیم آسانی ہے!

امام ابن حبان نے اس حدیث کو

[بَابُ الدُّيُونِ]

❷ سورة الحج / الآية ۷۷.

❸ نيل الأوطار ۳۴۷/۵.

❹ ملاحظہ ہو: الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب البيوع، ۴۲۰/۱۱.

### [ قرضہ جات کے متعلق باب ]

میں ذکر کیا ہے اور اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:  
 [ذِكْرُ تَيْسِيرِ اللَّهِ جَلَّ وَعَلَا الْأُمُورَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عَلَى  
 الْمَيْسِرِ عَلَى الْمُعْسِرِينَ.]<sup>①</sup>

[نااداروں پر آسانی کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے دنیا و  
 آخرت میں آسانی فرمانے کا ذکر۔]  
 حافظ منذری نے

[الْتَرَّغِيبُ فِي الْقَرْضِ وَمَا جَاءَ فِي فَضْلِهِ]<sup>②</sup>  
 [قرض دینے کی ترغیب اور اس کے متعلق جو فضائل وارد ہوئے ہیں]  
 کے عنوان کے تحت اس کو روایت کیا ہے۔

### ب۔ ترغیب قرض کے متعلق خصوصی احادیث:

ہمارے نبی کریم ﷺ نے متعدد احادیث میں قرض دینے کی خصوصی طور پر  
 ترغیب دی ہے۔ ان میں سے پانچ مندرجہ ذیل ہیں:  
 ۱۔ امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک نبی  
 کریم ﷺ نے فرمایا:

“إِنَّ السَّلْفَ يَجْرِي مَجْرَى شَطْرِ الصَّدَقَةِ.”<sup>③</sup>

”بلاشبہ قرض آدھے صدقہ کے برابر ہے۔“

اور سنن ابن ماجہ میں ہے:

”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّتَيْنِ إِلَّا كَانَ

① الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ۴۲۵/۱۱۔ ② ملاحظہ ہو: الترغیب والترہیب ۳۹/۲۔

③ المسند، جزء من الرواية ۷/۶، ۳۹۱۱، شیخ احمد شاہ کرنے اس حدیث کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا

ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۶/۶)۔



كَصَدَّقْتِهَا مَرَّةً. ❶

”کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان کو دو دفعہ قرض دینا، [قرض دی ہوئی رقم کے] ایک دفعہ صدقہ کرنے [کے اجر و ثواب] کی مانند ہوتا ہے۔“

حدیث پر یقین رکھنے والے ایک تاجر کا واقعہ:

امام ابن حبان نے اسود بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ ایک تاجر سے قرض لیا کرتے تھے۔ پھر جب ان کا [بیت المال سے] وظیفہ آتا، تو اس کو ادا کر دیتے تھے۔

اسود نے ان سے کہا:

”إِنْ شِئْتَ أَخْرْتُ عَنْكَ ، فَقَدْ كَانَتْ عَلَيْنَا حُقُوقٌ فِي هَذَا الْعَطَاءِ .“

”اگر آپ اجازت دیں، تو میں آپ کو ادائیگی میں کچھ تاخیر کر لوں، کیونکہ اس دفعہ کے وظیفہ میں ہمارے ذمہ [کچھ اور] واجبات ہیں۔“

تاجر نے کہا: ”لَسْتُ فَاعِلاً .“

”میں ایسے نہیں کرنے والا۔“ [یعنی میں یہ رعایت نہیں دوں گا۔]

اسود نے پانچ سو درہم انہیں پیش کیے۔ ان کو پکڑنے کے بعد، تاجر نے ان سے کہا:

”ذُونُكُمْأ ، فَخُذْ بِهَا .“

”انہیں لے لیجئے۔“

اسود نے ان سے کہا:

”قَدْ سَأَلْتُكَ هَذَا ، فَأَبَيْتُ .“

❶ سنن ابن ماجہ، أبواب الأحكام، باب القرض، جزء من رقم الرواية ۲۴۵۵، ۶۰/۲، شیخ البانی نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجہ ۵۶/۲)۔

”میں نے آپ سے یہی تو فرمائش کی تھی، لیکن آپ نے انکار کر دیا۔“

[اور اب خود ہی دے رہے ہیں؟]

تاجر نے کہا: ”بلاشبہ آپ نے ہمیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے

حدیث سنائی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے:

”مَنْ أَقْرَضَ اللَّهَ مَرَّتَيْنِ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أُجْرِ أَحَدِهِمَا، لَوْ تَصَدَّقَ

بِهِ“

”جس شخص نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو قرض دیا، تو اس کے لیے اس چیز

کے ایک مرتبہ خیرات کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔“

اللہ اکبر! اس تاجر کا رسول کریم ﷺ کے فرمان پر یقین کس قدر پختہ تھا!

اے رب کریم! ہم ناکاروں کو بھی ایسا یقین نصیب فرما دیجیے۔ آمین یا حي

یا قیوم۔

۲۔ امام طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے

روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ“

”ہر قرض صدقہ ہے۔“

① یعنی رضائے الہی کے حصول کی خاطر۔

② الإحسان فی صحیح ابن حبان، کتاب البیوع، باب الدیون، ذکر کتبه اللہ حل و علا

للمقرض مرتین الصدقة بإحدهما، رقم الحدیث ۵۰۴۰، ۴۱۸/۱۱۔ شیخ شعیب ارناؤوط

نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ہامش الإحسان ۴۱۸/۱۱)۔

③ منقول از: الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، الترغیب فی القرض، وما جاء فی فضلہ،

رقم الحدیث ۴۰۱۲، ۲۔ حافظ منذری اس کے متعلق لکھتے ہیں: ”اس کو طبرانی نے [اسناد حسن] کے

ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔“ (المرجع السابق ۴۰۱۲)۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن لغیرہ] کہا

ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۵۳۷/۱)۔

۳۔ امام طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ذَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ، فَرَأَى مَكْتُوبًا عَلَى بَابِهَا:

”الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِمِائَةِ عَشْرِ“<sup>۱</sup>

”ایک شخص جنت میں داخل ہوا، تو اس نے دیکھا، کہ اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا:

پر لکھا ہوا تھا:

”صدقے کا اجر دس گنا اور قرض کا اجر اٹھارہ گنا ہے۔“

۴۔ امام احمد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا،

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَهُ صَدَقَةٌ.“

قَالَ: ”ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ”مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِيهِ

صَدَقَةٌ.“

”جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی، اس کے لیے ہر روز، اس کے برابر صدقہ

[کا ثواب] ہے۔“

انہوں نے بیان کیا: ”پھر میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس

شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی، اس کے لیے ہر روز اس سے دو گنا صدقہ

[کا ثواب] ہے۔“

میں نے عرض کیا: ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو فرماتے

<sup>۱</sup> منقول از: الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، الترغیب فی القرض، وما جاء فی فضله،

رقم الحدیث ۴، ۳، ۱۰۱۲۔ حافظ منذری اس کے متعلق لکھتے ہیں: ”اس کو طبرانی اور بیہقی دونوں نے

عتبہ بن حمید کے حوالے سے روایت کیا ہے۔“ (المرجع السابق ۴۰۱۲)۔ شیخ البہانی نے اس کو

[حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۱/۵۳۷)۔

ہوئے سنا: ”جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی، اس کے لیے ہر روز، اس کے برابر صدقہ [کا ثواب] ہے۔“

پھر میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی، اس کے لیے ہر روز اس سے دو گنا صدقہ [کا ثواب] ہے۔“

آنحضرت ﷺ نے جواب دیا:

”لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحُلَّ الدَّيْنَ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنَ فَانظُرْهُ، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِيهِ صَدَقَةٌ.“<sup>①</sup>

”اس کے لیے قرض کی واپسی کے [مقررہ] وقت سے پہلے ہر روز [اس کے برابر] صدقہ [کا ثواب] ہے۔ اور جب وہ اس کو قرض کی واپسی کے [مقررہ] وقت کے بعد مہلت دے، تو اس کے لیے اس کے دو گنا صدقہ کرنے [کے برابر ثواب] ہے۔“

۵۔ امام احمد نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”مَنْ مَنَعَ مَيْبِحَةً، وَرِقًا أَوْ ذَهَبًا، أَوْ سَقَى لَبْنًا، أَوْ هَدَى زُقَافًا، فَهُوَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ.“<sup>②</sup>

”جس شخص نے چاندی یا سونا بطور قرض دیا، یا دودھ پلایا،<sup>③</sup> اور راستے

① المسند ۳۶۰/۱۰ (ط: المکتب الإسلامی)؛ حافظ بیہقی اس کے متعلق لکھتے ہیں: ”اس کو احمد نے روایت کیا ہے اور [اس کے راویان صحیح کے راویان ہیں] اور اس کے ایک حصہ کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔“ (مجمع الزوائد ۱۳۰/۴)؛ شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۵۴۱/۱)۔

② المسند، رقم الحدیث ۱۸۴۰۳، ۳۰۲/۳۰، شیخ ارناؤدوٹ اور ان کے رفقاء نے اس [حدیث کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳۰۲/۳۰)۔

③ دودھ پلانے سے مراد دودھ دینے والا جانور اونٹنی، بکری وغیرہ دودھ وغیرہ پینے کے لیے عاریتہ دینا۔

میں راہ نمائی کی، وہ ایک گردن آزاد کرنے کے برابر ہے۔“<sup>①</sup>

مذکورہ بالا احادیث میں قرض کے اجر و ثواب کے متعلق درج ذیل چھ باتیں معلوم ہوتی ہیں:

- ۱۔ صدقہ کے نصف ثواب کے برابر ہونا
  - ب۔ صدقہ کے ثواب کے برابر ہونا
  - ج۔ صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرض کا اٹھارہ گنا ہونا
  - د۔ مدت ادائیگی کے مکمل ہونے سے پہلے ہر روز اتنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ہونا
  - ہ۔ وقت ادائیگی کے بعد ہر روز اس سے دگنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہونا
  - و۔ سونا یا چاندی کے قرض دینے کا گردن آزاد کرنے کے برابر ثواب ہونا
- قرض کے مذکورہ بالا بیان کردہ فضائل میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں، کیونکہ یہ اختلاف قرض دینے والوں کی نیتوں کے تفاوت، مقرضوں کے ساتھ معاملہ میں اختلاف، مقرضوں کی ضروریات کی نوعیت میں باہمی فرق وغیرہ اسباب کی بنا پر ہوتا ہے۔ شیخ عبدالغنی احادیث میں قرض کے اجر و ثواب میں موجود اختلاف کے متعلق لکھتے ہیں:

”فَلَعَلَّ هَذَا بِاخْتِلَافِ نِيَّاتِ الْأَشْخَاصِ وَاعْتِبَارِ التَّسَامُحِ فِي الْإِقْتِضَاءِ وَغَيْرِهِ.“<sup>②</sup>

”شاید یہ اشخاص کی نیتوں کے فرق اور قرض کی واپسی کے مطالبہ میں نرمی میں تفاوت وغیرہ کی بنا پر ہے۔“

① یعنی اس کو ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنے کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے۔

② إنجاح الحاجة (الحاشية على سنن ابن ماجه)، ص ۱۷۷، رقم الحاشية ۷.

(۲)

## مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین

اسلام میں صرف قرض دینے کی ترغیب پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ توفیق الہی سے اس حوالے سے درج ذیل تین عنوانوں کے ضمن میں قدرے تفصیل پیش کی جا رہی ہے:

ا: مطالبہ میں احتیاط اور نرمی

ب: تنگ دست کو مہلت

ج: قرض کی کلی یا جزوی معافی

۱۔ مطالبہ میں احتیاط اور نرمی:

رسول کریم ﷺ نے اپنے حق کا مطالبہ کرتے وقت احتیاط کرنے کی تلقین کی ہے۔ علاوہ ازیں ادائیگی میں سہولت دینے کے عظیم اجر و ثواب کو بیان فرمایا ہے۔ ذیل میں اس سلسلے میں قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

ا: مطالبہ میں ناجائز طریقہ سے بچنے کا حکم:

ا: حضراتِ ائمہ ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيُطَلَبْ فِي عَفَافٍ وَافٍ، أَوْ غَيْرَ وَافٍ.“<sup>①</sup>

① سنن ابن ماجہ، أبواب الأحكام، حسن المطالبة وأخذ الحق في عفاف، رقم الحديث ۲۴۴۶، ۵۸ / ۵۹؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الدعوى، رقم الحديث ۵۰۸۰، ۱۱ / ۴۷۴؛ والمستدرک علی الصحیحین، كتاب البيوع، ۳۲ / ۲. الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو [بخاری کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۲ / ۲؛ والتلخیص ۱۲ / ۳۲؛ وصحیح الترغیب والترہیب ۱۲ / ۳۲۹؛ وصحیح سنن ابن ماجہ ۱۲ / ۵۴)۔

”جو شخص [اپنے] حق کا مطالبہ کر لے، وہ ناجائز طریقے سے بچتے ہوئے کرے، [حق] مکمل حاصل ہو یا نامکمل۔“

ب: امام ابن ماجہ اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب حق سے فرمایا:

”خُذْ حَقَّكَ فِي عَفَافٍ وَآفٍ أَوْ غَيْرِ وَآفٍ.“<sup>①</sup>

”اپنا حق ناجائز طریقے سے بچتے ہوئے لو، [حق] مکمل حاصل ہو یا نامکمل۔“

## ۲: تقاضا میں آسانی بہترین مومنوں کی ایک صفت:

امام طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”أَفْضَلُ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ سَمِعَ الْبَيْعَ، سَمِعَ الشِّرَاءَ، سَمِعَ الْقَضَاءَ، سَمِعَ الْإِقْتِضَاءَ.“<sup>②</sup>

”اہل ایمان میں سے افضل وہ آدمی ہے، جو بیچنے میں سہولت دے، خریدنے میں سہولت دے، ادا کرنے میں سہولت دے، اپنا حق طلب کرنے میں سہولت دے۔“

① سنن ابن ماجہ، أبواب الأحكام، حسن المطالبة، وأخذ الحق في عفاف، رقم الحديث ۲۴۴۷، ۵۹۱/۲؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، کتاب البیوع، ۳۳/۲۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجہ ۵۴/۲)۔

② الترغیب والترہیب، کتاب البیوع وغیرہا، الترغیب فی البیع والشراء، وحسن التقاضی، والقضاء، رقم الحديث ۵۶۳/۲/۷؛ ومجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب السماحة والسهولة وحسن المبیعة، ۷۵/۴۔ حافظ منذری اور حافظ یشی اس کے متعلق لکھتے ہیں: ”اس کو طبرانی نے [المعجم] الأوسط میں روایت کیا ہے اور [اس کے روایت کرنے والے ثقہ] ہیں۔ (المراجع

### ۳: تقاضا میں آسانی حصولِ آسانی کی چابی:

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِسْمَعُ يُسْمَعُ لَكَ.“ ❶

”[دوسروں کے ساتھ] آسانی کرو، تمہارے لیے آسانی کی جائے گی۔“

علامہ مناوی شرح حدیث میں تحریر کرتے ہیں:

”أَيُّ عَامِلٍ الْخَلْقَ الَّذِينَ هُمْ عِيَالُ اللَّهِ وَعَيْدُهُ بِالْمُسَامَحَةِ  
وَالْمُسَاهَلَةِ يُعَامِلُكَ سَيِّدُهُمْ بِمِثْلِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.“ ❷

”مخلوق کے ساتھ، جو کہ اللہ تعالیٰ کے عیال اور غلام ہیں، سہولت اور آسانی کے ساتھ معاملہ کرو، ان کا آقا بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی معاملہ دنیا و آخرت میں کرے گا۔“

### ۴: تقاضا میں آسانی حصولِ مغفرت کا ایک سبب:

امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”غَفَرَ اللَّهُ لِرَجُلٍ كَانَ قَبْلَكُمْ. كَانَ سَهْلًا إِذَا بَاعَ، سَهْلًا إِذَا اشْتَرَى، سَهْلًا إِذَا اقْتَضَى.“ ❸

❶ المسند، رقم الحدیث ۲۲۳۳، ۱۰۳/۴۔ شیخ البانی اور شیخ ارنائو ووط اور ان کے رفقاء نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۲/۳۲۷؛ وھامش المسند ۱۰۳/۴)۔  
❷ فیض القدیر ۱/۵۱۲۔

❸ جامع الترمذی، أبواب البیوع، باب، رقم الحدیث ۱۳۳۵، ۴/۵۵۷۔ امام ترمذی نے اس کو صحیح حسن اور شیخ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ۲/۳۴)۔



”تم سے پہلے [لوگوں میں سے] ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔ وہ بیچتے وقت سہولت دیتا تھا، خریدتے وقت سہولت دیتا تھا اور تقاضا کرتے وقت آسانی کرتا تھا۔“

شیخ مبارکپوری (سَهْلًا إِذَا اقْتَضَى) کی شرح میں لکھتے ہیں: ”یعنی جب وہ کسی مقروض پر اپنا واجب الذمہ قرضہ طلب کرتا، تو شفقت اور نرمی سے کرتا، سختی اور درشتی سے پیش نہ آتا۔“<sup>①</sup>

حدیث کی شرح میں علامہ مناوی لکھتے ہیں: ”اس میں ہمارے لیے ترغیب ہے، کہ ہم بھی ایسے ہی کریں، شاید کہ اللہ تعالیٰ ہماری مغفرت فرمادیں۔“<sup>②</sup>

### ۵: مطالبہ میں آسانی رحمت الہیہ کے حصول کا ایک سبب:

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمَحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى.“<sup>③</sup>

”اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائیں جو بیچنے، خریدنے اور مطالبہ کرتے وقت سہولت دے۔“

حافظ ابن حجر نے حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

” (رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا) يَحْتَمِلُ الدُّعَاءَ وَيَحْتَمِلُ الْخَبَرَ.“<sup>④</sup>

① تحفة الأحوذی ۴ / ۴۵۷.

② منقول از: المرجع السابق ۴ / ۳۵۷.

③ صحيح البخاري، كتاب البيوع، رقم الحديث ۲۰۷۶، ۴ / ۳۰۶.

④ فتح الباري ۴ / ۳۰۷.

یعنی (رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا) جملہ کے معنی میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں دعا ہے، یعنی نبی کریم ﷺ ایسی صفت والے بندے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ خبر دے رہے ہیں، کہ اس قسم کے شخص پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔

امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ السَّهْوَةِ وَالسَّمَاخَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ ، وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ .] ❶

[خرید و فروخت میں آسانی اور سہولت کرنے کے متعلق باب اور جو شخص حق کا مطالبہ کرے وہ [ناجائز طریقے سے] بچتے ہوئے کرے۔]

امام ابن حبان نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذَكَرْتُ رَحِمَ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا عَلَى الْمُسَامِحِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْقَبْضِ وَالْإِعْطَاءِ .] ❷

## ۶: تقاضا میں آسانی دخول جنت کا ایک سبب:

امام نسائی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا ، وَبَائِعًا ، وَقَاضِيًا ، وَمُقْتَضِيًا الْجَنَّةَ.“ ❸

”اللہ عزوجل نے خریدنے، بیچنے، [کسی کا حق] ادا کرنے اور [اپنا حق] طلب کرنے میں آسانی کرنے والے شخص کو جنت میں داخل کر دیا۔“

❶ صحیح البخاری، کتاب البیوع، ۳۰۶/۴.

❷ الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب البیوع، ۲۶۷/۱۱.

❸ سنن النسائی، کتاب البیوع، حسن المعاملة والرفق فی المطالبة، ۳۱۸/۷-۳۱۹. شیخ البانی نے اس کو [بیخ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائی ۳/۹۷۱).

ب: تنگ دست کو مہلت دینا:

ج: قرض کی کھلی یا جزوی معافی:

ان دونوں باتوں کے متعلق بعض نصوص درج ذیل ہیں:  
 ا: تنگ دست کو مہلت دینے کا حکم اور معاف کرنے کی ترغیب:

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۗ وَأَنْ تَصَدَّقُوا

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾<sup>①</sup>

”اور اگر کوئی تنگی والا ہو، تو آسانی تک مہلت ہے اور یہ کہ تم صدقہ کر دو تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔“

آیت شریفہ کے پہلے حصے کی تفسیر میں حافظ ابوالقاسم غرناطی لکھتے ہیں:

”حَكَمَ اللَّهُ لِلْمُعْسِرِ بِالْإِنِّظَارِ إِلَىٰ أَنْ يُوسَرَ، وَقَدْ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ يُبَاعُ فِيمَا عَلَيْهِ.“<sup>②</sup>

”اللہ تعالیٰ نے تنگ دست کے لیے مہلت دینے کا حکم دیا ہے، یہاں تک کہ اس کے لیے آسانی ہو جائے اور اس سے پیشتر واجب الذمہ چیز کی بنا پر اس کو فروخت کیا جاتا تھا۔“

آیت کریمہ کے دوسرے حصے کی تفسیر میں قاضی ابوالسعود نے لکھا ہے:

① سورة البقرة / الآية ۲۸۰.

② كتاب التسهيل لعلوم التنزيل / ۱ / ۱۶۹.

”نَدَبَ إِلَىٰ أَنْ يَتَصَدَّقُوا بِرُؤُوسِ أَمْوَالِهِمْ كَلًّا أَوْ بَعْضًا  
عَلَىٰ غُرْمَائِهِمُ الْمُعْسِرِينَ.“<sup>①</sup>

”انہوں [اللہ تعالیٰ] نے قرض خواہوں کو اس بات کی ترغیب دی ہے، کہ وہ اپنے تنگ دست مقرضوں کے ذمہ اپنے پورے مالوں کو یا ان کے کچھ حصہ کو صدقہ کر دیں۔“

۲: دعاؤں کی قبولیت:

۳: مصیبت سے نجات:

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَتُنْكَشِفَ كُرْبَتَهُ فَلْيَفْرَجْ عَنْ

مُعْسِرٍ.“<sup>②</sup>

”جو شخص چاہے، کہ اس کی دعا قبول کی جائے اور مصیبت دور کی جائے، وہ تنگ دست پر آسانی کرے۔“

۴: روزِ محشر کی مصیبتوں سے نجات:

① تفسیر أبي السعود ۱/ ۲۶۸. امام قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ”نَدَبَ إِلَيْهِ تَعَالَىٰ بِهِذِهِ الْأَلْفَاظِ إِلَى الصَّدَقَةِ عَلَى الْمُعْسِرِ، وَجَعَلَ ذَلِكَ خَيْرًا مِنْ إِنْطَارِهِ.“ [اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ساتھ تنگی والے پر صدقہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اور اس کو مہلت دینے سے بہتر قرار دیا ہے۔] (تفسیر القرطبی ۳/ ۲۷۴).

② منقول از: مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب من فرج عن معسر، أو أنظره، أو ترك الغارم، ۱۴/ ۱۳۴. حافظ رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق لکھتے ہیں: ”اس کو طبرانی نے [المعجم] الأوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے راویان صحیح کے راویان ہیں۔“ (المرجع السابق ۴/ ۱۳۴).

## ۵: عرش کا سایہ پانا:

امام طبرانی نے حضرت ابوقحافہ اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُنَجِّهَهُ اللَّهُ مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَنْ يُظَلِّهٖ تَحْتَ عَرْشِهِ، فَلْيَنْظُرْ مُعْسِرًا.“<sup>①</sup>

”جو شخص اس بات کو پسند کرے، کہ اس کو روزِ قیامت کی مصیبتوں سے نجات دی جائے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے سایہ دیا جائے، وہ تنگی والے کو مہلت دے۔“

## ۶: سب سے پہلے سایہ عرش پانے والوں میں شمولیت:

امام طبرانی نے ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”میں گواہی دیتا ہوں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يَسْتَظِلُّ فِي ظِلِّ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٍ أَنْظَرَ مُعْسِرًا حَتَّى يَجِدَ شَيْئًا، أَوْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ بِمَا يَطْلُبُهُ، يَقُولُ: ”مَا لِي عَلَيْكَ صَدَقَةٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ“ وَيَخْرِقُ صَحِيفَتَهُ.“<sup>②</sup>

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سائے میں جگہ پانے والا پہلا شخص وہ ہوگا، جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی ہوگی، یہاں تک کہ وہ کوئی چیز پالے، یا اس پر اسی چیز کا صدقہ کر دیا، جس کا وہ مطالبہ کر رہا تھا۔ وہ کہتا ہے:

① مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فیمن فرج عن معسر أو أنظره أو ترك الغارم، ۱۳۴ / ۴۔ حافظ بیہقی لکھتے ہیں، کہ اس کو طبرانی نے [المعجم] الأوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی [سند حسن] ہے۔ (المرجع السابق ۱۳۴ / ۴)۔

② المرجع السابق ۱۳۴ / ۴۔ حافظ بیہقی اس کے متعلق لکھتے ہیں: ”طبرانی نے اس کو [المعجم] الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی [سند حسن] ہے۔“ (المرجع السابق ۱۳۴ / ۴)۔

”اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر تمہارے واجب الذمہ میرا مال، تجھ پر صدقہ ہے۔“

”اور وہ [قرض کے متعلق] وثیقہ پھاڑ دیتا ہے۔“

۷: گناہوں کی معافی:

۸: جنت میں داخلہ:

امام مسلم نے ربیع بن خراش سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا ”حدیفہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہما اکٹھے ہوئے، تو حدیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:“

”رَجُلٌ لَقِيَ رَبَّهُ، فَقَالَ: ”مَا عَمِلْتُ؟“

قَالَ: ”مَا عَمِلْتُ مِنَ الْخَيْرِ، إِلَّا أَنِّي كُنْتُ رَجُلًا ذَا مَالٍ، فَكُنْتُ أَطَالِبُ بِهِ النَّاسَ. فَكُنْتُ أَقْبِلُ الْمَيْسُورَ، وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمَعْسُورِ.“

فَقَالَ: ”تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي.“

قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: ”هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ.“

”ایک شخص کی اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات ہوئی، تو انہوں [اللہ تعالیٰ]

نے پوچھا: ”تو نے کیا عمل کیا؟“

اس نے عرض کیا: ”میں نے تو کوئی نیکی نہیں کی، سوائے اس کے، کہ میں

مال دار تھا اور لوگوں سے اپنے حق کی واپسی کا تقاضا کیا کرتا تھا، تو خوشحال

سے قبول کیا کرتا تھا اور تنگ دست سے درگزر کیا کرتا تھا۔“

① صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب فضل إنظار المعسر، رقم الحدیث ۲۷ (۱۰۶۰)، ۱۳/

۱۱۹۵. نیز ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب من أنظر مؤسراً، رقم الحدیث

اس پر انہوں [یعنی اللہ تعالیٰ] نے فرمایا: ”میرے بندے سے درگزر کر دو۔“

ابوسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ”میں نے [بھی] رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح بیان کرتے ہوئے سنا۔“

[خوش حال سے قبول کرنے اور تنگ دست سے درگزر کرنے] سے مراد یہ ہے،

کہ واپسی کے لیے مقروض کے پاس جو موجود ہوتا، وہ لے لیتا اور جو اس کے پاس میسر نہ ہو پاتا، اس کو معاف کر دیتا۔<sup>①</sup>

امام ابن حبان نے اسی حدیث کے قریب قریب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ رَجَاءِ تَجَاوُزِ اللَّهِ جَلًّا وَعَلَا عَمَّنْ تَجَاوَزَ عَنِ الْمُعْسِرِ]<sup>②</sup>

[تنگ دست سے درگزر کرنے والے کے لیے اللہ جل و علا کے درگزر کرنے کی امید کا ذکر]

ایک دوسری روایت میں ہے:

”فَغُفِّرَ لَهُ.“<sup>③</sup>

”پس اس کی مغفرت کر دی گئی۔“

ایک تیسری روایت میں ہے:

① ملاحظہ ہو: شرح النووي، ۱۰ / ۲۲۵.

② الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب البيوع، باب الديون، ۱۱ / ۴۲۶.

③ ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، باب حسن التقاضي، ۲۳۹۱، ۵۸ / ۵.

وصحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب فضل إنظار المعسر، رقم الحديث ۲۸ / ۱۵۶۰.

”فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ.“ ❶

”پس اس کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کر دیا۔“

اللہ اکبر! مقروض کے ساتھ آسانی کرنا اللہ تعالیٰ کو کس قدر پسند ہے! اور اس کا صلہ کس قدر عظیم ہے! اے اللہ! ہم ناکاروں کو اس کی توفیق نصیب فرماتے رہنا۔ إِنَّكَ قَرِيبٌ مُّجِيبٌ۔

(۳)

صحابہ کا نادار مقروضوں کے ساتھ عمدہ معاملہ

محتاج اور نادار مقروض لوگوں کے ساتھ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمدہ معاملہ کو سمجھنے کے لیے توفیق الہی سے ذیل میں چار ثابت شدہ واقعات پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: حضرت کعب بن مالک کا حضرت ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہما کے ذمہ قرض تھا۔ انہوں نے مسجد میں ان سے تقاضا کیا۔ دورانِ تقاضا دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ انہیں سن کر نبی کریم ﷺ اپنے حجرہ سے اس کے دروازے تک تشریف لائے۔ پردہ کو اٹھا کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو آدھا قرضہ معاف کرنے کا صرف ہاتھ ہی سے اشارہ کیا، تو انہوں نے عرض کیا:

”قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! ﷺ“

”یا رسول اللہ ﷺ! یقیناً میں نے (ایسے ہی) کر دیا ہے۔“ ❷

ب: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ، عَالِيَةً“

❶ صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل، جزء من رقم الحدیث ۴۹۴/۶، ۳۴۵۱۔

❷ اس واقعہ کی تفصیل اور حوالہ اس کتاب کے صفحات ۳۷-۳۸ پر ملاحظہ فرمائیے۔



أَصْوَاتُهُمْ، وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ؛

وَهُوَ يَقُولُ: "وَاللَّهِ لَا أَفْعَلُ".

فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: "أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللَّهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ؟"  
فَقَالَ: "أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ!  
فَلَهُ أَيُّ ذَلِكَ أَحَبُّ." ❶

”رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر (دو) جھگڑا کرنے والوں کی آواز کو سنا، جو بلند ہو گئی تھی۔ (واقعہ یہ تھا، کہ) ایک دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور تقاضا میں کچھ نرمی کرنے کے لیے کہہ رہا تھا، اور دوسرا کہہ رہا تھا: ”واللہ! میں یہ نہیں کروں گا۔“

رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”بھلائی نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے والا کہاں ہے؟“  
اس نے عرض کیا: ”میں [ہی] ہوں یا رسول اللہ ﷺ!

اس کے لیے وہ ہے، جو وہ چاہتا ہے۔“

یعنی قرض کی معافی یا تقاضا میں نرمی ان دونوں باتوں میں سے جو بات وہ پسند کرتا ہے، میں اس کے لیے تیار ہوں۔

اللہ اکبر! حضرات صحابہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں کس قدر جلدی کرنے والے تھے۔ رضی اللہ عنہم وأرضاهم۔  
حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

❶ متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب هل بشر الإمام بالصلح، رقم الحدیث

۳۰۷/۵، ۲۷۰۵؛ وصحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب استحباب الوضوع من الدين،

رقم الحدیث ۱۹ (۱۵۰۷)، ۱۱۹۱/۳-۱۱۹۲. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

”وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ الْحَضُّ عَلَى الرَّفْقِ بِالْغَرِيمِ وَالْإِحْسَانُ إِلَيْهِ بِالْوَضْعِ عَنْهُ.“<sup>①</sup>

”اس حدیث میں مقروض کے ساتھ نرمی برتنے اور قرض معاف کرنے کی ترغیب ہے۔“

ج: امام بغوی نے عبد اللہ بن ابی قتادہ کے حوالے سے ان کے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ ایک شخص کو [اپنا] حق طلب کرنے کی خاطر بلارہے تھے۔ وہ ان سے چھپ گیا۔ انہوں نے پوچھا: ”تم نے ایسے کیوں کیا ہے؟“ اس نے کہا: ”تنگ دستی [کی وجہ سے]۔“ انہوں نے اس [بات کے سچ ہونے] پر اس سے قسم اٹھانے کے لیے کہا، تو اس نے قسم کھالی۔

فَدَعَا بِصِكِّهِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. وَقَالَ: ”سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

”مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ لَهُ، أَنْجَاهُ اللَّهُ مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.“<sup>②</sup>

”انہوں نے اس کے [قرض لینے کا] اقرار نامہ طلب کیا اور پھر اس کو دے دیا۔<sup>③</sup> اور کہا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے کسی نادار شخص کو مہلت دی یا اس کو [قرض] معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی مصیبتوں سے نجات دیں گے۔“

① فتح الباري ۳۰۸/۵.

② شرح السنة، کتاب البيوع، باب ثواب من أنظر معسرًا، رقم الحديث ۲۱۳۸، ۱۸/۱۹۶.

امام بغوی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (المرجع السابق ۱۸/۱۹۶).

③ ان کے اس طرزِ عمل کا مقصود اپنے قرض سے دست بردار ہونے کا اعلان تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

د: امام مسلم نے حضرت عبادۃ بن ولید بن عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”میں اور میرے والد انصار کے اس محلہ میں، ان کے ہلاک ہونے سے پہلے، طلب علم کے لیے گئے۔ ہمیں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوالیسر رضی اللہ عنہ ملے۔ ان کے ساتھ ان کا غلام تھا، جس کے پاس صحیفوں کی ایک گٹھڑی تھی۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ پر ایک دھاری دار اور دوسری مَعَاْفِرٌ <sup>۱</sup> کی بنی ہوئی چادر تھی، اسی طرح ان کے غلام پر ایک لکیر دار اور دوسری معافر کی بنی ہوئی چادر تھی۔

میرے والد نے ان سے کہا: ”اے چچا! بلاشبہ میں آپ کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھ رہا ہوں۔“

انہوں نے جواب دیا: ”ہاں، بنو حرام قبیلہ کے فلان بن فلان شخص کے ذمہ میرا کچھ مال تھا، میں اس کے گھر والوں کے پاس آیا، [انہیں] سلام کہا: اور پوچھا: ”[کیا] وہ وہاں ہے؟“

انہوں نے کہا: ”نہیں۔“

پھر اس کا ایک کسن لڑکا میرے پاس آیا، تو میں نے پوچھا: ”تمہارے ابو کہاں ہیں؟“

اس نے جواب دیا: ”انہوں نے آپ کی آواز سنی، تو میری امی کی ڈولی میں داخل ہو گئے۔“

① معافر: یمن کی ایک جگہ کا نام ہے، جہاں کی بنی ہوئی چادر [مَعَاْفِرِی] کے نام سے معروف تھی۔

(ملاحظہ ہو: شرح النووي ۱/۱۸، ۱۳۴؛ ومعجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع، زیر

عنوان ”المعافر“، ۱/۱۲۴۱)۔

میں نے آواز دی: ”میری طرف نکل آؤ، مجھے علم ہو چکا ہے، کہ تم کہاں ہو۔“

وہ باہر نکل آیا، تو میں نے کہا:

”مَا حَمَلَكَ أَنْ اخْتَبَأْتَ مِنِّي؟“

”تمہارے مجھ سے چھپنے کا سبب کیا ہے؟“

اس نے جواب دیا:

”أَنَا وَاللَّهِ! أَحَدَيْتُكَ ثُمَّ لَا أَكْذِبُكَ، خَشِيتُ وَاللَّهِ! أَنْ  
أَحَدَيْتُكَ فَأَكْذِبُكَ، وَإِنْ أَعِدُّكَ فَأُخْلِفُكَ، وَكُنْتُ صَاحِبَ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكُنْتُ وَاللَّهِ! مُعْسِرًا.“

”میں، واللہ! آپ سے بات کروں گا، تو جھوٹ نہیں بولوں گا۔ واللہ!  
مجھے خدشہ تھا، کہ میں آپ سے بات کروں گا، تو آپ سے جھوٹ بولوں  
گا، اور اگر آپ سے وعدہ کروں گا، تو اس کی خلاف ورزی کروں گا، اور  
آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ اور واللہ! میں نادار ہوں۔“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”آلِلُّهُ؟“

”کیا واللہ؟“ [یعنی کیا تم قسم کھا کر کہہ سکتے ہو، کہ تم نادار ہو؟]

اس نے جواب دیا: ”آلِلُّهُ“

”اللہ تعالیٰ کی قسم!“ [یعنی واللہ! میری حالت ویسی ہی ہے، جیسی میں

بیان کر رہا ہوں۔]

میں نے کہا: ”آلِلُّهُ؟“

”کیا واللہ؟“ [ایسے ہی ہے، جس طرح تم بیان کر رہے ہو؟]

اس نے کہا: ”آلِلُّهُ“

”اللہ تعالیٰ کی قسم!“ [یعنی صورتِ حال ویسی ہی ہے، جیسی میں بیان کر

رہا ہوں۔]

میں نے کہا: ”آلہ؟“

”کیا واللہ؟“

اس نے کہا: ”آلہ“

”اللہ تعالیٰ کی قسم!“

انہوں نے بیان کیا:

”فَأَتَى بِصَحِيفَتِهِ فَمَحَاهَا بِيَدِهِ، فَقَالَ: ”إِنْ وَجَدْتَ قَضَاءً  
فَأَقْضِي، وَإِلَّا أَنْتَ فِي حِلِّ، فَأَشْهَدُ بِصَرَ عَيْنِي هَاتَيْنِ  
(وَوَضَعَ إِبْصَعِيهِ عَلَى عَيْنَيْهِ) وَسَمِعَ أذْنِي هَاتَيْنِ، وَوَعَاهُ  
قَلْبِي هَذَا (وَأَشَارَ إِلَى مَنْاطِ قَلْبِهِ) رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَهُوَ  
يَقُولُ:

”مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ.“<sup>①</sup>

”وہ اس کے اقرار نامہ کو لائے اور اس کو اپنے ہاتھ سے محو کر دیا، پھر کہا:

”اگر تم میں ادائیگی کی استطاعت ہوئی، تو کر دینا، وگرنہ اس [قرض]

سے تم آزاد ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں، کہ میری ان دونوں آنکھوں نے

دیکھا (اور انہوں نے اپنی دو انگلیاں اپنی دونوں آنکھوں پر رکھی)، ان

دونوں کانوں نے سنا اور میرے اس دل نے خوب اچھی طرح اس کو سمجھا

(اور انہوں نے اپنے دل سے معلق رگ کی طرف اشارہ کیا)، کہ رسول

① صحیح مسلم، کتاب الزهد والرفائق، باب حدیث جابر الطویل، وقصة أبي اليسر رضی اللہ

عنہما، جزء من رقم الحدیث ۷۴ (۳۰۰۶)، ۴/۱، ۲۳۰۱.

اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے:

”جس نے کسی نادار شخص کو مہلت دی یا اس کو [قرض] معاف کر دیا، اللہ

تعالیٰ اس کو اپنے سائے تلے جگہ دیں گے۔“

حضرات صحابہ کا نادار اور تنگ دست مقروض لوگوں کے ساتھ طرزِ عمل کس قدر

ہمدردانہ اور مشفقانہ تھا!

اللہ کریم ہمیں بھی اس بارے میں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا

فرمائیں۔ آمین یا حی یا قیوم!



## مبحث سوئم

## ادائیگی قرض کی تلقین

تمہید:

اسلام میں قرض دینے کی پرزور ترغیب اور مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی شدید تلقین کے پہلو بہ پہلو قرض کی ادائیگی کے موضوع پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں توفیق الہی سے درج ذیل عنوانوں کے ضمن میں گفتگو کی جائے گی۔

۱: ادائیگی قرض کا حکم

۲: ادائیگی قرض کے فضائل

۳: ادائیگی قرض کے لیے قبل از وقت تیاری

۴: ادائیگی قرض کروانے والی دعاؤں کی تعلیم

۵: قرض کی عدم ادائیگی سے اخلاقی طور پر روکنا

(۱)

## ادائیگی قرض کا حکم

اسلامی شریعت میں مقروض کے پاس قرض امانت ہے، جس کو وہ مقررہ وقت پر قرض خواہ کو واپس کرنے کا پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ ❶

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں، کہ امانتیں ان کے حق داروں کو

ادا کرو۔“

علامہ سیوطی آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”وَفِي الْآيَةِ وَجُوبُ رَدِّ وَدَيْعَةٍ مِنْ أَمَانَةٍ وَقَرَاظِينَ وَقَرْضِينَ  
وَعَيْرِهِ ذَلِكَ.“ ❶

”آیت میں امانت، مضاربت اور قرض وغیرہ کے طور پر لی ہوئی رقم کی  
واپسی کی فرضیت [کا ثبوت] ہے۔“

امام بخاری نے ایک باب کا عنوان درج ذیل تحریر کیا ہے:

[بَابُ أَدَاءِ الدَّيُونِ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ  
أَنْ تُوَدُّوا وَالْأَمْنَتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾] ❷

[قرضوں کی ادائیگی کے متعلق باب اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (بے شک

اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں، کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو)۔]

حافظ ابن ابی شیبہ نے طلق بن معاویہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے

بیان کیا: ”ایک شخص کے ذمے میرے تین سو درہم تھے، میں اس کا معاملہ ❸ شرح ❸

کے پاس لے گیا، تو انہوں نے اس شخص سے کہا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُوَدُّوا وَالْأَمْنَتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾

❶ الإكليل في استنباط التنزيل ص ۹۴.

❷ صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، ۵۵/۱۰.

❸ یعنی اس شخص کی طرف سے رقم کی عدم ادائیگی کی شکایت۔

❹ شرح: شریح بن حارث صدر اسلام کے مشہور ترین قاضیوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

انہیں کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ کہا گیا ہے، کہ وہ ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی رہے اور حضرت علی رضی اللہ

نے انہیں اپنے وقت کا عرب کا سب سے بڑا قاضی کہا تھا۔ ۸۷ھ میں وفات پائی۔ (ملاحظہ ہو: مسبر

أعلام النبلاء ۱۰۰/۱-۱۰۶).



”بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں، کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو۔“<sup>①</sup>

(۲)

## ادا ایگی قرض کے فضائل

اسلام میں صرف ادا ایگی قرض کے حکم دینے پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ قرض کی واپسی کا ارادہ کرنے اور عمدگی سے ادا کرنے کے فضائل بیان کر کے اس بات کی زور دار اور موثر ترغیب بھی دی گئی ہے۔

### ۱۔ ادا ایگی قرض کے سچے ارادے کی برکات:

نبی کریم ﷺ کی ادا ایگی قرض کے سچے ارادے کی بیان کردہ برکات میں سے چار درج ذیل ہیں:

#### ۱: اللہ تعالیٰ کا قرض کو ادا کروادینا:

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَ هَا أَدَى اللَّهُ عَنْهُ.“<sup>②</sup>

”جو شخص لوگوں کے مال [بطور قرض] ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کروادیتے ہیں۔“

حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں:

① مصنف ابن أبي شيبة، كتاب البيوع والأقضية، في الحبس في الدين، جزء من رقم الرواية ۲۴۸ / ۶، ۹۶۴؛ نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، كتاب البيوع، باب الحبس في الدين، رقم الرواية ۱۰۳۰۹، ۱۸ / ۳۰۵۔

② صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، باب من أخذ أموال الناس يريد أداءها أو إتلافها، جزء من رقم الحديث ۲۳۸۷، ۱۵ / ۵۳-۵۴۔

”وَفِيهِ التَّرْغِيبُ فِي تَحْسِينِ النِّيَّةِ وَالتَّرْهِيْبُ مِنْ ضِدِّ ذَلِكَ.“ ❶

”اس [حدیث] میں [ادائیگی قرض کے لیے] نیت کی درستگی کی ترغیب اور اس کی خرابی سے ڈرایا گیا ہے۔“

امام ابن ماجہ کی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کردہ حدیث میں ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ: ”میں نے اپنے نبی اور خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدَانِ دَيْنًا، يَعْلَمُ اللَّهُ مِنْهُ أَنَّهُ يُرِيدُ آدَاءَهُ، إِلَّا آدَأَهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا.“ ❷

”کوئی مسلمان ایسا نہیں، کہ وہ قرض لے، اور اللہ تعالیٰ کو اس کے متعلق معلوم ہو، کہ وہ اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ دنیا میں اس سے ادا کروادیتے ہیں۔“

سچے ارادے پر توفیق الہی میسر آنے کا واقعہ:

یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا، کہ اس نے

❶ فتح الباری ۱/۵۴.

❷ سنن ابن ماجہ، أبواب الأحكام، من اذان دینا وهو ینوی قضاءہ، جزء من رقم الحدیث ۲۴۳۲.

۱/۵۶. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجہ ۲/۵۲).

بنی اسرائیل کے ایک دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگے۔  
اس [قرض دینے والے] نے کہا: ”گواہوں کو بلاؤ، تاکہ میں انہیں [قرض  
دینے پر] گواہ بناؤں۔“<sup>۱</sup>

اس [قرض طلب کرنے والے] نے جواب دیا: ”گواہ تو اللہ تعالیٰ ہی  
کافی ہیں۔“

اس نے کہا: ”(اچھا) تو، میرے پاس کوئی ضامن لاؤ۔“  
اس نے جواب دیا: ”ضامن (بھی) اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔“  
اس نے کہا: ”تم نے سچ کہا ہے۔“ اور ایک مقررہ مدت کے لیے اس کو  
قرض دے دیا۔

یہ شخص قرض لے کر دریائی سفر پر روانہ ہوا اور اپنی ضرورت پوری کی۔ پھر  
کسی سواری کو تلاش کرتا رہا، تاکہ اس پر سوار ہو کر مقررہ مدت پر اس  
[یعنی قرض دینے والے] کے پاس پہنچ جائے، لیکن کوئی سواری نہ ملی۔  
آخر اس نے ایک لکڑی لی۔ اس میں سوراخ کر کے اس میں ایک ہزار  
دینار اور اپنی طرف سے ایک خط اس کے نام رکھ دیا، اس کو بند کیا اور دریا  
پر لے آیا۔ پھر کہنے لگا:

”اے اللہ! بلاشبہ آپ جانتے ہیں، کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار  
دینار قرض مانگے۔ اس نے مجھ سے ضامن طلب کیا، تو میں نے کہا: ”ضامن  
اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں،“ تو وہ اس پر راضی ہو گیا۔ اس نے مجھ سے گواہ  
طلب کیا، تو میں نے کہا: ”گواہ، تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔“ تو وہ اس پر  
[بھی] راضی ہو گیا۔ اور بلاشبہ میں نے بہت کوشش کی ہے، کہ کوئی سواری

۱ یعنی ان کے سامنے قرض کی رقم تمہیں دوں۔

مل جائے، کہ جس کے ذریعہ میں اس کا قرض اس تک پہنچا دوں، لیکن مجھے اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس لیے میں اس کو آپ ہی کے سپرد کرتا ہوں۔“  
پس اس نے اس [رقم والی لکڑی] کو دریا میں بہا دیا۔ [اب] وہ اس [یعنی دریا] میں تھی۔

پھر وہ شخص [یعنی مقروض] واپس آ گیا، لیکن وہ اس دوران بھی اس [یعنی قرض دینے والے] کے شہر کی طرف جانے والی سواری کی تلاش میں رہا۔  
[دوسری طرف] قرض دینے والا شخص بھی اس انتظار میں تھا، کہ شاید کوئی سواری اس کی رقم لے کر آ جائے۔ اس نے وہ لکڑی دیکھی، جس میں رقم تھی۔ وہ اس کو گھر میں بطور ایندھن استعمال کرنے کی خاطر لے آیا۔

جب اس نے اس کو چیرا، تو اس میں سے رقم اور چھٹی ملی۔  
پھر مقروض اس کے پاس ایک ہزار دینار لے کر آیا۔ کہنے لگا: ”واللہ! میں تو برابر اسی کوشش میں رہا، کہ کوئی سواری ملے، تا کہ میں تمہارے پاس تمہارا مال لے کر آؤں، لیکن مجھے اس [سواری] سے پہلے کوئی سواری نہ ملی، جس پر میں آج آیا ہوں۔“  
اس [قرض دینے والے] نے کہا: ”کیا تم نے مجھے کچھ بھیجا تھا؟“

اس نے جواب دیا: ”میں تمہیں خبر دے رہا ہوں، کہ میں جس سواری پر، تمہاری طرف آیا ہوں، اس سے پہلے مجھے تمہاری طرف آنے والی کوئی سواری نہیں ملی۔“  
اس نے کہا: ”بلاشبہ جو چیز تم نے لکڑی میں رکھ کر بھیجی تھی، اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے ادا کروا دیا ہے۔ [اب] ہدایت کے ساتھ ایک ہزار دینار لے کر واپس لوٹ جاؤ۔“<sup>۱</sup>

① صحیح البخاری، کتاب الکفالة، باب الکفالة فی القرض والدیون بالابدان وغیرہا، رقم

۲: اللہ تعالیٰ کی مدد کا پانا:

۳: اللہ تعالیٰ کی طرف سے محافظ کا ملنا:

۴: رزق کا میسر آنا:

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ وہ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان سے کہا گیا: ”مَا لَكَ وَلِالدَّيْنِ؟“  
”آپ کو قرض کی کیا ضرورت ہے؟“

تو انہوں نے جواب دیا:

”إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”مَا مِنْ عَبْدٍ كَانَتْ لَهُ نِيَّةٌ فِي أَذَاءِ

دَيْنِهِ إِلَّا كَانَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنٌ.“

فَأَنَا أَتَمَسُّ ذَلِكَ الْعَوْنَ. ❶

”بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ ایسا نہیں، کہ اس کی قرض ادا کرنے کی نیت ہو، مگر اللہ عزوجل کی طرف سے اس کی مدد ہوتی ہے۔“

میں تو اسی مدد کی جستجو میں [قرض لیتی] ہوں۔“

ایک اور روایت میں ہے:

”كَانَ مَعَهُ مِنَ اللَّهِ عَوْنٌ وَحَافِظٌ. ❷“

❶ المسند، رقم الحديث ۲۴۶۷۹، ۴۱ / ۲۱۳ - ۲۱۴. شیخ البانی نے اس کو [صحیح لغیرہ] اور شیخ ارنائو ووط اور ان کے رفقاء نے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۱۲ / ۳۴۹؛ وھامش المسند ۴۱ / ۲۱۴)۔

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ۲۶۱۲۷، ۴۳ / ۲۷۶. شیخ ارنائو ووط اور ان کے رفقاء نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند ۴۳ / ۲۷۶)۔

”اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔“

اور طبرانی کی روایت میں ہے:

”كَانَ لَهُ مِنَ اللَّهِ عَوْنٌ، وَسَبَبَ لَهُ رِزْقًا.“<sup>①</sup>

”اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور وہ اس کے لیے رزق کا سبب بنا دیتے ہیں۔“

**ب: بہترین لوگوں کا ادائیگی میں بہترین ہونا:**

امام مسلم نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً.“<sup>②</sup>

”یقیناً بہترین لوگ ادائیگی میں سب سے اچھے ہوتے ہیں۔“

اور جو شخص بروقت ادائیگی ہی نہ کرے، وہ ادائیگی میں سب سے اچھا ہو کر، بہترین لوگوں میں کس طرح شامل ہو سکتا ہے؟

**ج: ادائیگی میں آسانی کرنے والوں سے محبت الہی:**

امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ

① منقول از الترغیب والترہیب، کتاب البيوع، الترہیب من الدين، .....، ۵۶۸ / ۲، ومجمع الزوائد، کتاب البيوع، باب فيمن نوى قضي دينه واهتم به، ۱۳۲ / ۴. شیخ البانی نے اس کو [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۱ / ۲، ۳۴۹.)

② صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب من استسلف شيئاً فقضى خيراً منه، وخبركم أحسنكم قضاءً، رقم الحديث ۱۶۰۰، ۱۲۲۴ / ۳، نیز ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، باب حسن القضاء، رقم الحديث ۲۳۹۳، ۵۸ / ۵، ۵۹.

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ سَمْعَ الْبَيْعِ، سَمْعَ الشَّرَاءِ، سَمْعَ الْقَضَاءِ.“<sup>①</sup>

”یقیناً اللہ تعالیٰ بیچنے، خریدنے اور ادائیگی میں آسانی کرنے والے سے محبت کرتے ہیں۔“

اللہ اکبر! خرید و فروخت اور ادائیگی میں آسانی کرنے والے کی شان و عظمت کس قدر بلند و بالا ہے، کہ کائنات کے خالق، مالک اور رازق اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں ایسے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمائیے۔ آمین! اور بلاشک و شبہ بروقت قرض ادا نہ کرنے والا ادائیگی میں آسانی کی بجائے پیچیدگی اور پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ اللہ کریم! ہمیں ایسے لوگوں میں شامل نہ فرمائیں۔

إنه سمیع مجیب .

ایک اشکال اور اس کا حل:

افراط زر کی صورت میں قرض کی واپسی کے لیے معیار

قرض کی ادائیگی کے حوالے سے اُبھرنے والے مسائل میں سے ایک افراط زر (Inflation) کا ہے۔ بطور قرض دی ہوئی رقم کی قوت خرید عام طور پر کم ہوتی رہتی ہے۔ ایک لاکھ روپے سے جس قدر اشیاء آج خریدی جاسکتی ہیں، ان کی مقدار گزشتہ سال ایک لاکھ روپے کے عوض خریدی جانے والی چیزوں کے مقابلہ میں کافی کم ہے۔ اس طرح گزشتہ سال ایک لاکھ روپے قرض دینے والا شخص آج ایک لاکھ

① جامع الترمذی، أبواب البیوع، باب، رقم الحدیث ۱۳۳۴، ۴/۵۷؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ۵۶/۲۔ امام حاکم نے اس کو [صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ شیخ البانی نے بھی اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۵۶/۲؛ والتلخیص ۵۶/۲؛ و صحیح سنن الترمذی ۳۴/۲)۔

روپے واپس لینے کی صورت میں مادی طور پر خسارہ میں رہتا ہے۔  
 بعض لوگ اس خسارہ کی تلافی کی خاطر، قرض خواہ کو، دی ہوئی رقم سے زیادہ رقم  
 لینے کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور اس اضافی رقم کا تعین قرض کی واپسی کی مدت کے تناسب  
 سے پہلے ہی سے کر لیا جاتا ہے۔

### تبصرہ:

توفیق الہی سے اس بارے میں گفتگو درج ذیل دو نکتوں کے ضمن میں کی جا رہی ہے:  
 ۱: قرض کی روح ایثار ہے۔ قرض خواہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تعاون کرتے  
 ہوئے اس کے لیے اپنے مال کے حق استعمال سے رضا کارانہ طور پر دست بردار  
 ہو جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ضمنی طور پر اپنے آپ کو اس بات کے لیے  
 بھی تیار کر لیتا ہے، کہ افراط زر کی بنا پر بطور قرض دی ہوئی رقم کی قوت خرید کی  
 کمی کو بھی وہ برداشت کرے گا۔ اس سارے طرز عمل میں اس کا مطمح نظر رضائے  
 الہی کا حصول ہوتا ہے۔

۲: اگر قرض خواہ مذکورہ بالا بات سے بھی مطمئن نہ ہو اور افراط زر کی بنا پر بطور قرض دی  
 ہوئی رقم کی قوت خرید میں کمی کی تلافی کے لیے اصل رقم سے زیادہ کے تقاضا پر اصرار  
 کرے، تو اس سے کہا جائے گا، کہ عام حالات میں قرض دینا مستحب ہوتا ہے، لیکن  
 قرض کی بنا پر اصل رقم سے زیادہ لینا انتہائی سنگین گناہ، اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ  
 سے اعلان جنگ کرنا اور حرام ہے<sup>۱</sup>، لہذا آپ اس مستحب کام کو چھوڑیے، جو کہ  
 آپ کے لیے حرام کے ارتکاب کا سبب بنے۔ واللہ ولی التوفیق۔

۱ سود کی حرمت اور سنگینی کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب التدا بیر الواقیة من الربا،



(۳)

## ادائیگی قرض کے لیے قبل از وقت تیاری

نبی کریم ﷺ نے امت کی توجہ اس طرف بھی مبذول فرمائی، کہ قرض کی بروقت ادائیگی کی خاطر تیاری پہلے ہی سے کی جانی چاہیے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، جب آپ ﷺ نے۔ جبیل اُحد۔ دیکھا، تو فرمایا:

”مَا أُجِبُّ أَنَّهُ تَحَوَّلَ لِي ذَهَبًا يَمْكُتُ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا دِينَارًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ.“<sup>①</sup>

”میں یہ پسند نہ کروں گا، کہ وہ میرے لیے سونے کا ہو جائے اور اس میں سے میرے پاس تین دن سے زیادہ ایک دینار بھی باقی رہے، سوائے اس دینار کے، جو میں قرض [کی ادائیگی] کے لیے تیار رکھوں۔“

علامہ عینی نے حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

”وَمِمَّا يُسْتَفَادُ مِنَ الْحَدِيثِ الْإِهْتِمَامُ بِأَمْرِ الدَّيْنِ وَتَهْيِئَتِهِ لِأَدَائِهِ.“<sup>②</sup>

”اس [حدیث] میں قرض اور اس کی ادائیگی کے لیے تیاری کے اہتمام کا پتہ چلتا ہے۔“

(۴)

## قرض کی ادائیگی کروانے والی دعاؤں کی تعلیم

قرض کی واپسی کے لیے اسلامی شریعت کا شدید اہتمام اس بات سے بھی واضح

① صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، باب أداء الديون، جزء من رقم الحدیث ۲۳۸۸، ۱۵

۵۴۔ ۵۵، نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق، رقم الحدیث ۲۳۸۹ عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ۱۵/۵۵

② عمدة القاري ۱۲/۲۲۹؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۵/۵۵

ہوتا ہے، کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے امت کو اس سلسلے میں متعدد دعائیں سکھلائیں۔ ان میں سے تین دعائیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ ایک مکاتب ۱ ان کے پاس آیا اور عرض کیا:

”إِنِّي قَدْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعْنِي.“

”میں حصول آزادی کے لیے طے شدہ رقم ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں، سو آپ میرے ساتھ تعاون کیجیے۔“

انہوں نے فرمایا:

”أَلَا أَعَلِمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمْنِيهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ صَبِيرٍ دَيْنًا آدَاهُ اللَّهُ عَنْكَ.“

”کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھا دوں، جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے؟ اگر تمہارے ذمے جبل صبیر ۲ کے برابر بھی قرض ہو، تو اللہ تعالیٰ [ان کلمات کی وجہ سے] تمہاری طرف سے ادا فرمادیں گے۔“

پھر فرمایا: ”تم کہو:

”اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.“ ۳

”اے اللہ! اپنے حلال کے ساتھ اپنی حرام کردہ چیزوں سے میری کفایت کر دیجیے ۴ اور اپنے سوا مجھے ہر شخص سے بے نیاز کر دیجیے۔“

① (مکاتب): کچھ مال یا خدمت کے بدلے میں اپنے مالک کے ساتھ حصول آزادی کا معاہدہ کرنے والا غلام۔

② (جبل صبیر): ایک پہاڑ کا نام۔ (ملاحظہ ہو: النہایۃ فی غریب الحدیث والآخر، مادہ ”صبیر“، ۳/۶۶)۔

③ جامع الترمذی، أحادیث شیئ من أبواب الدعوات، باب، رقم الحدیث ۳۷۹۸، ۱۰/۶-۷۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ۱/۱۸۰)۔

④ یعنی حرام کردہ چیزوں سے مستغنی اور بے نیاز فرمادیجیے۔ (ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذی ۱۰/۷)۔

ب: امام طبرانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں

نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”أَلَا أَعْلِمُكَ دُعَاءً تَدْعُو بِهِ، لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ أُحُدٍ

دَيْنًا لَأَدَّاهُ اللَّهُ عَنْكَ؟“

”کیا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ سکھلاؤں، کہ اگر تم پر اُحد پہاڑ کے برابر بھی قرض

ہو، اور تم اس دعا کے ساتھ فریاد کرو، تو اللہ تعالیٰ اس کو تم سے ادا کروادیں؟“

”قُلْ يَا مُعَاذًا“

”اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ، وَتَنْزِعُ

الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ، وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ، وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ، بِيَدِكَ

الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

وَرَحِيمُهُمَا! تُعْطِيهِمَا مَنْ تَشَاءُ، وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ، اِرْحَمْنِي

رَحْمَةً تُغْنِيَنِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ.“<sup>①</sup>

”اے اللہ! بادشاہی کے مالک! آپ جس کو چاہیں بادشاہت عطا فرماتے ہیں

اور جس سے چاہیں چھین لیتے ہیں۔ آپ جس کو چاہیں عزت سے نوازتے ہیں

اور جس کو چاہیں ذلیل کرتے ہیں۔ تمام خیر آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ

آپ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ [اے] دنیا و آخرت کے نہایت مہربان

انتہائی رحم فرمانے والے! آپ جس کو چاہیں وہ دونوں عطا فرماتے ہیں اور جس

سے چاہیں ان دونوں میں سے روک لیتے ہیں۔ مجھ پر ایسی رحمت فرمائیے، کہ

① منقول از الترغیب والترہیب، کتاب البیوع وغیرہا، الترغیب فی کلمات یقولہن المدیون

والمکروب والمأسور، رقم الحدیث ۳، ۱۲ / ۶۱۴. حافظ منذری لکھتے ہیں: ”اس کو طبرانی نے

[المعجم] الصغیر میں [عمدہ اسناد] کے ساتھ روایت کیا ہے۔“ (المرجع السابق ۱۲ / ۶۱۴). حافظ

پیشی نے اس کے روایت کرنے والے راویوں کو [ثقة] قرار دیا ہے، اور شیخ البانی نے اس حدیث کو

[حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱۰ / ۱۸۹؛ صحیح الترغیب والترہیب ۱۲ / ۳۶۰).

اس کے ساتھ آپ مجھے اپنے سوا ہر کسی کی رحمت سے بے نیاز فرمادیں۔“

ج: امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”فاطمہ رضی اللہ عنہا خادم طلب کرنے کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا:

”الَّذِي جُنِبَ تَطَلُّبِينَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ خَيْرٌ مِنْهُ؟“

”جو چیز تم طلب کرنے آئی ہو، وہ تمہیں زیادہ پسند ہے، یا اس سے بہتر چیز؟“

انہوں نے [حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا: ”میرا گمان ہے:“ انہوں نے [حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا] نے [حضرت علی رضی اللہ عنہ] سے پوچھا۔“ ❶

قَالَ: ”قَوْلِي:

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ،  
مُنزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى! أَعُوذُ بِكَ  
مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ  
شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ  
فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اِقْضِ عَنَّا  
الذَّيْنَ، وَأَغْنِنَا عَنِ الْفَقْرِ.“ ❷

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم کہو:

❶ سنن ابن ماجہ میں ہے: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کہیے: ”نہیں، بلکہ وہ [زیادہ پسند ہے] جو اس سے بہتر ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، أبواب الدعاء، باب دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جزء من رقم الحدیث ۳۸۷۱/۲، ۳۴۲)۔

❷ جامع الترمذی، أبواب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب، رقم الحدیث ۳۷۱۲، ۳۱۸/۹؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ۱۰۷/۳۔ الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو [بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۰۷/۳، والتلخیص ۱۰۷/۳؛ وصحیح سنن الترمذی ۱۴۶/۳)۔

”اے اللہ! آسمانوں کے رب! اور رعرشِ عظیم کے رب! اور [اے] ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! [اے] تورات، انجیل اور قرآن نازل فرمانے والے! [اے] دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! میں ہر [اس] چیز کی شر سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں، کہ آپ اس کی پیشانی کو پکڑنے والے ہیں۔ آپ اوّل ہیں، کہ آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں، آپ آخر ہیں، کہ آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، آپ ظاہر ہیں، کہ کوئی چیز آپ سے اوپر نہیں، اور آپ باطن ہیں، کہ کوئی چیز آپ سے زیادہ پوشیدہ نہیں۔ ہماری طرف سے قرض ادا فرمادیجیے اور ہمیں فقر سے غمی فرمادیجیے۔“

(۵)

### قرض کی عدم ادائیگی سے اخلاقی طور پر روکنا

اسلامی شریعت میں وسعت کے باوجود قرض کے بروقت ادا نہ کرنے کو سنگین برائی قرار دیا گیا ہے اور شدت کے ساتھ اس سے روکا گیا ہے۔ توفیق الہی سے اس سلسلے میں گفتگو تین عنوانوں کے ضمن میں کی جا رہی ہے:

### ۱: عدم ادائیگی اور اس میں تاخیر دونوں کا ظلم ہونا:

قرآن و سنت میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے، کہ استطاعت کے باوجود قرض ادا نہ کرنا، یا اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَإِنْ تَبْتِغُوا فَلَكُمْ رُءُوسَ أَمْوَالِكُمْ ۖ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾

”اگر تم توبہ کر لو، تو تمہاری اصل رقم تمہاری ہوگی، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔“

امام الکلیا لہر اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

”وَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْغَرِيمَ مَتَى امْتَنَعَ مِنْ آدَاءِ الدَّيْنِ مَعَ الْإِمْكَانِ، كَانَ ظَالِمًا، فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ﴾ فَجَعَلَ لَهُ الْمُطَابَّةَ بِرَأْسِ مَالِهِ، وَإِذَا كَانَ لَهُ حَقُّ الْمُطَابَّةِ فَعَلَى مَنْ عَلَيْهِ الدَّيْنُ لَا مُحَالَةَ وَجُوبُ قَضَائِهِ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ مَنْ عَلَيْهِ رَأْسُ الْمَالِ، بِالْإِمْتِنَاعِ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ، إِلَيْهِ ظَالِمٌ، كَمَا أَنَّهُ يَطْلُبُ الزِّيَادَةَ ظَالِمٌ. “

”[یہ آیت] اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ مقروض، استطاعت کے باوجود، ادا نہ کرنے کی صورت میں ظالم قرار پاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [جس کے معانی کا ترجمہ یہ ہے: سو تمہارے اصل مال تمہارے ہوں گے] اس میں قرض خواہ کو اصل رقم کی واپسی کے مطالبہ کا حق دیا گیا ہے اور جب اس کو تقاضا کرنے کا حق ہے، تو لامحالہ مقروض پر اس رقم کی واپسی لازم ہوگی۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ: [نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے] اس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ مقروض اصل رقم ادا نہ کرنے سے ظالم قرار پاتا ہے، جیسا کہ قرض خواہ اصل رقم سے زیادہ کا تقاضا کرنے پر ظالم ٹھہرتا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے بھی استطاعت کے باوجود قرض کی ادائیگی میں تاخیر کو ظلم

قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ.“<sup>①</sup>

”مال دار کی طرف سے [ادائیگی قرض میں] ٹال مٹول ظلم ہے۔“

حافظ ابن حجر نے حدیث شریف کی شرح میں لکھا ہے:

”وَالْمَعْنَى أَنَّهُ يَحْرُمُ عَلَى الْغَنِيِّ الْقَادِرِ أَنْ يُمِطَلَ بِالذَّيْنِ  
بَعْدَ اسْتِحْقَاقِهِ، بِخِلَافِ الْعَاجِزِ.“<sup>②</sup>

”اور معنی یہ ہے، کہ عاجز کے برعکس، دولت مند کے لیے قرض کی ادائیگی کے واجب ہونے کے بعد، ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔“

### ب: قرض کی واپسی میں بد نیتی پر اللہ تعالیٰ کا برباد کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڑپ کرنے کے ارادے سے لوگوں کا مال لینے والے کے بارے میں یہ وعید سنائی ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دیتے ہیں۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”وَمَنْ أَخَذَ يَرِيدًا إِيْتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ.“<sup>③</sup>

”اور جو شخص اس [یعنی لوگوں کے مالوں] کو برباد کرنے کی غرض سے لے، تو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتے ہیں۔“

حافظ ابن حجر نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے:

ظَاهِرُهُ أَنَّ الْإِيْتْلَافَ يَقَعُ لَهُ فِي الدُّنْيَا، وَذَلِكَ فِي مَعَاشِهِ

① صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، باب مظل الغنی ظلم، رقم الحدیث ۰۲۴۰۰ / ۵ / ۶۱.

② فتح الباری ۴ / ۴۶۵.

③ صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، باب من أخذ أموال الناس يريد أداءها أو إيتلافها،

جزء من رقم الحدیث ۲۳۸۷ / ۵ / ۵۳ - ۵۴.

أَوْ فِي نَفْسِهِ، وَهُوَ عَلِمَ مِنْ أَعْلَامِ النَّبُوَّةِ لِمَا نَرَاهُ بِالْمُشَاهَدَةِ.  
وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالِاتِّلَافِ عَذَابُ الْآخِرَةِ. ❶

”اس کا ظاہری معنی یہ ہے، کہ اس کے لیے یہ بربادی دنیا ہی میں اس کی معیشت یا جان میں ہوتی ہے اور یہ بات، جیسا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں، آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے، کہ بربادی سے مراد عذابِ آخرت ہے۔“

**ج: عدم ادائیگی کے آخرت میں سنگین اثرات:**

نبی کریم ﷺ نے قرض کے واپس نہ کرنے کے آخرت میں سنگین نتائج بیان کر کے امت کو قرض کی ادائیگی کی پر زور ترغیب دی ہے۔ توفیق الہی سے ذیل میں اس بارے میں درج ذیل چار عنوانوں کے ضمن میں کچھ احادیث پیش کی جا رہی ہیں:

**۱۔ روزِ قیامت بطورِ چور پیشی:**

امام طبرانی نے میمون کردی کے حوالے سے ان کے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:  
”وَأَيْمَارَ رَجُلٍ اسْتَدَانَ دَيْنًا، لَا يُرِيدُ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَيَّ صَاحِبِهِ حَقَّهُ،  
خَدَعَهُ حَتَّى أَخَذَ مَالَهُ، فَمَاتَ، وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهِ دَيْنَهُ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ  
سَارِقٌ.“ ❷

❶ فتح الباری ۵۴/۱۵ باختصار۔

❷ منقول از الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، الترہیب من الدین، ..... جزء من رقم الحدیث ۱۷، ۱۲، ۱۰۲۔ (نیز ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۴/۱۳۲)۔ حافظ منذری اور حافظ بیہقی نے اس کے متعلق لکھا ہے، کہ اس کو طبرانی نے [المعجم] الصغیر اور الاوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے [روایت کرنے والے ثقہ] ہیں۔ (ملاحظہ ہو: الترغیب والترہیب ۲/۴۰۲؛ و مجمع الزوائد ۴/۱۳۲)۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۲/۳۵۲)۔



”جس شخص نے اس ارادے سے قرض طلب کیا، کہ حق دار کو اس کا حق واپس نہیں کرنا، (پھر) اس نے دغا سے اس کا مال لے لیا اور قرض ادا کیے بغیر فوت ہو گیا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے چور کی حیثیت میں ملے گا۔“

## ۲۔ اپنی نیکیوں سے محرومی:

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنًا أَوْ دَرَاهِمٌ قُضِيَ مِنْ حَسَنَاتِهِ. لَيْسَ ثَمَّ دَيْنًا وَلَا دَرَاهِمٌ.“<sup>۱</sup>

”جو شخص فوت ہوا اور اس کے ذمہ دینار یا درہم ہوا، تو اس کی نیکیوں سے بدلہ دیا جائے گا۔ وہاں [یعنی روز قیامت] کوئی دینار ہوگا نہ درہم۔“

## ۳: شہادت کے باوجود قرض کا معاف نہ ہونا:

امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روبرو کھڑے ہو کر بیان فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا سب اعمال میں سے اعلیٰ [اعمال] ہیں۔ [یہ سن کر] ایک شخص اٹھا اور عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَكْفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟“

① سنن ابن ماجہ، أبواب الأحكام، التشديد في الدين، رقم الحديث ۲۴۳۹، ۲/۵۷. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجہ ۲/۵۳ و صحیح الترغیب والترہیب ۱۲/۳۵۰).

”یا رسول اللہ ﷺ! آپ [اس بارے میں] کیا فرماتے ہیں، کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، تو کیا مجھ سے میری خطائیں دور کی جائیں گی؟“

رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب دیا:

”نَعَمْ، إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرٌ مُدْبِرٌ.“

”ہاں، اگر تم اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے، کہ تم صبر کرنے والے، ثواب طلب کرنے والے، پیش قدمی کرنے والے اور پشت پھیر کر بھاگنے والے نہ تھے۔“

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”كَيْفَ قُلْتَ؟“

”تم نے کیسے کہا؟“

انہوں نے عرض کیا: ”آپ [اس بارے میں] کیا فرماتے ہیں، کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، تو کیا میری خطائیں مجھ سے دور کی جائیں گی؟“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”نَعَمْ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرٌ مُدْبِرٌ، إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَلِكُ.“<sup>①</sup>

”ہاں، اور تم صبر کرنے والے، اجر طلب کرنے والے، پیش قدمی کرنے والے ہوئے تو، مگر قرض، کیونکہ جبریل علیہ السلام نے ابھی مجھ سے یہ کہا ہے۔“

① صحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب من قتل في سبيل الله كفرته خطاياہ إلا الدين، رقم

امام نووی نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُفِّرَتْ خَطَايَاهُ إِلَّا الدِّينُ .] ❶

[اس بارے میں باب کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے والے کے سوائے

قرض کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔]

علاوہ ازیں امام نووی نے لکھا ہے: آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی [مگر قرض]

میں یہ تشبیہ ہے، کہ جہاد، شہادت اور اسی طرح کے دیگر نیک اعمال کی بنا پر حقوق اللہ کے متعلقہ گناہ معاف ہوتے ہیں، [لیکن] حقوق العباد سے متعلقہ گناہ معاف نہیں

ہوتے۔ ❷

### ۳۔ دخول جنت میں رکاوٹ:

اس بات پر دلالت کرنے والی احادیث میں سے تین درج ذیل ہیں:

❶: حضرات ائمہ ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت

نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِّنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالذَّيْنِ دَخَلَ

الْجَنَّةَ.“ ❷

”جو شخص تکبر، غیبت میں خیانت اور قرض سے مبرا فوت ہوا، جنت میں

❶ صحیح مسلم ۱۵۰۱/۳

❷ ملاحظہ ہو: شرح النووی ۲۹/۱۳

❸ جامع الترمذی، أبواب السير، باب ماجاء في الغلول، رقم الحديث ۱۶۲۰/۵، ۱۶۱/۵، ۱۶۲

وسنن ابن ماجہ، أبواب الأحكام، التشديد في الدين، رقم الحديث ۲۴۳۷، ۲/۵۷

والإحسان في تفریب صحیح ابن حبان، کتاب الإیمان، باب فرض الإیمان، رقم الحديث ۱۹۸

۱/۴۲۷. الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ

ہو: صحیح سنن الترمذی ۱۱۱/۲)

داخل ہو گیا۔“

امام ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

”ذَكَرُ إِيجَابِ دُخُولِ الْجَنَّةِ لِمَنْ مَاتَ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا  
وَتَعَرَّى عَنِ الدِّينِ وَالْغُلُولِ.“ ❶

”اس شخص کے جنت میں داخلہ کے واجب ہونے کا ذکر، جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو اور [وہ] قرض اور غنیمت میں خیانت سے پاک ہو۔“

شیخ مبارکپوری حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”يُفْهَمُ مِنْهُ أَنَّ مَنْ مَاتَ، وَهُوَ لَيْسَ بَرِيئًا مِنْ هَذِهِ الثَّلَاثِ  
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ.“ ❷

”اس [حدیث] سے یہ بات [بھی] سمجھی جاتی ہے، کہ بلاشبہ جو شخص فوت ہو اور وہ ان تین [باتوں] سے مبرا نہ ہو، تو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

ب: حضرات ائمہ ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بغوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مَعْلَقَةٌ بِدِينِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ.“ ❸

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ۱/ ۴۲۷.

❷ تحفة الأحوذی ۵/ ۱۶۲.

❸ جامع الترمذی، أبواب الجنائز، باب ماجاء أن نفس المؤمن معلقة بدینه حتى يقضى عنه، رقم الحديث ۱۰۸۵، ۴/ ۶۳؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، التشديد في الدين، رقم الحديث ۲۴۳۸، ۲/ ۵۷؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب البيوع، ۲/ ۲۶-۲۷ وشرح السنة، کتاب البيوع، باب التشديد في الدين، رقم الحديث ۲۱۴۷، ۸/ ۲۰۲. اس حدیث کو امام ترمذی نے [حسن] قرار دیا ہے۔ امام حاکم، امام بغوی، حافظ ذہبی اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۴/ ۱۶۵؛ والمستدرک ۲/ ۲۷؛ وشرح السنة ۸/ ۲۰۲؛ والتلخیص ۱۲/ ۲۷؛ و صحیح سنن الترمذی ۱/ ۳۱۳؛ و صحیح سنن ابن ماجه ۲/ ۵۳).

”قرض کی ادائیگی تک مؤمن کی جان معلق رہتی ہے۔“

نفس مؤمن کے معلق رہنے سے مراد یہ ہے، کہ ادائیگی قرض تک اس کا جنت میں داخلہ روک دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ جامِ شہادت بھی نوش کر لے، تب بھی قرض کا واپس نہ کرنا، اس کو جنت میں روکنے کا سبب بن جاتا ہے۔ آئندہ ذکر کی جانے والی حدیث اس بات پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔

ج: حضرات ائمہ نسائی، حاکم اور بغوی نے حضرت محمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا کہ: ”ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، پھر اپنی ہتھیلی کو اپنی پیشانی پر رکھ دیا، پھر ارشاد فرمایا:

”سُبْحَانَ اللَّهِ! مَاذَا نَزَلَ مِنَ التَّشْدِيدِ!“

”اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں! کس قدر سختی نازل ہوئی ہے!“

ہم چپ رہے اور خوف زدہ ہو گئے۔

دوسرے روز میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا هَذَا التَّشْدِيدُ الَّذِي نَزَلَ؟“

”یا رسول اللہ! نازل ہونے والی یہ سختی کیا تھی؟“

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ

أُحْيِيَ، ثُمَّ قُتِلَ، ثُمَّ أُحْيِيَ، ثُمَّ قُتِلَ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ،

حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ دَيْنُهُ.“<sup>①</sup>

① سنن النسائی، کتاب البیوع، التغلیظ فی الدین، ۳۱۴/۷-۳۱۵؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ۵۰/۲؛ و شرح السنة، کتاب البیوع، باب التشدید فی الدین، رقم الحدیث ۲۱۴۵، ۲۰۱/۱۸. امام حاکم نے اس کو [صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک ۲۵۰/۲؛ والتلخیص ۲۵۰/۲). شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائی ۹۶۹/۳).

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جائے، پھر اس کو زندہ کیا جائے، پھر اس کو قتل کیا جائے، پھر اس کو زندہ کیا جائے، پھر اس کو قتل کیا جائے اور اس کے ذمے قرض ہو، تو وہ قرض ادا ہونے تک جنت میں داخل نہ ہوگا۔“

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے اس حقیقت کو واضح فرمایا، کہ واجب الذمہ قرض تین دفعہ جام شہادت نوش کر لینے والے شخص کے لیے بھی جنت میں جانے میں رکاوٹ بن جائے گا۔



## مبحث چہارم

# قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات

تمہید:

شریعت اسلامیہ میں قرض کی ادائیگی کے لیے صرف حکم اور ترغیب و ترہیب پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ ایسے قانونی اقدامات بھی تجویز کیے گئے ہیں، جو کہ مقروض کو ادائیگی میں ٹال مٹول اور تاخیر سے روکنے اور قرض کی واپسی کو یقینی بنانے میں موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اقدامات مقروض کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور کچھ اس کے مالی معاملات پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔ توفیق الہی سے درج ذیل دو عنوانوں کے تحت اس بارے میں گفتگو کی جا رہی ہے:

۱: مقروض پر شخصی اثرات والے قانونی اقدامات

۲: مقروض پر مالی اثرات والے قانونی اقدامات

(۱)

## مقروض پر شخصی اثرات والے قانونی اقدامات

اسلامی شریعت میں قرض کی ادائیگی میں تاخیر اور قرض کے ادا نہ کرنے کی صورت میں شخصی اثرات والے ایسے متعدد قانونی اقدامات ہیں، جو مقروض کو بروقت ادائیگی پر مجبور کرنے یا کم از کم اس کی طرف مائل کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے چار اقدامات کے متعلق قدرے تفصیلی گفتگو ذیل میں توفیق الہی سے پیش کی جا رہی ہے۔

۱: فاسق قرار دینا اور گواہی کا مسترد ہونا

ب: عزت کا مباح ہونا

ج: قید میں ڈالنا

د: سفر پر پابندی

**۱: فاسق قرار دینا اور گواہی کا مسترد ہونا:**

نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی [دولت مند کا] قرض کی واپسی میں [ثال مثل ظلم ہے] سے استنباط کرتے ہوئے جمہور علمائے امت نے تحریر کیا ہے، کہ ایسا شخص [فاسق] قرار پاتا ہے، اور اسلامی عدالتوں میں گواہی دینے کی اہلیت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے:

”وَفِي الْحَدِيثِ الزَّجْرُ عَنِ الْمَطْلِ . وَاخْتَلَفَ هَلْ يُعَدُّ فَعْلُهُ عَمْدًا كَبِيرَةً أَمْ لَا؟ فَالْجَمْهُورُ عَلَى أَنَّ فَاعِلَهُ يَفْسُقُ ، لَكِنْ هَلْ يَثْبُتُ فِسْقُهُ بِمَطْلِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً أَمْ لَا؟ قَالَ النَّوَوِيُّ: ”مَذْهَبُنَا اشْتِرَاطُ التَّكْرَارِ ، وَرَدَّهُ السُّبْكِيُّ فِي ”شَرْحِ الْمِنْهَاجِ“ بِأَنَّ مَقْتَضَى مَذْهَبِنَا عَدَمُهُ . وَاسْتَدَلَّ بِأَنَّ مَنَعَ الْحَقَّ بَعْدَ طَلْبِهِ وَابْتِغَاءِ الْعُذْرِ عَنْ آدَائِهِ كَالْغَضَبِ ، وَالْغَضَبُ كَبِيرَةٌ ، وَتَسْمِيَّتُهُ ظُلْمًا يُشْعِرُ بِكَوْنِهِ كَبِيرَةً ، وَالْكَبِيرَةُ لَا يُشْتَرَطُ فِيهَا التَّكْرَارُ . نَعَمْ لَا يُحْكَمُ عَلَيْهِ بِذَلِكَ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يَظْهَرَ عَدَمُ عُذْرِهِ .“ انتهى ❶

”حدیث میں لیت و لعل کرنے پر ڈانٹ ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے،

❶ فتح الباری ۴/ ۴۶۶؛ نیز ملاحظہ ہو: عمدة القاری ۱۱۲/ ۱۱۰۔ امام نووی کی رائے کے لیے



کہ کیا ایسا عمداً کرنا کبیرہ گناہ ہے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک ایسا کرنے والا [فاسق] قرار پاتا ہے۔ لیکن کیا اس پر فسق کا حکم ایک ہی مرتبہ ٹال مٹول سے چسپاں ہوتا ہے یا نہیں؟ نووی نے کہا ہے: ”ہمارا مذہب یہ ہے کہ [حکم فسق لگانے کے لیے] متعدد مرتبہ ایسا کرنا شرط ہے۔“

شرح منہاج میں سبکی نے ان پر رد کرتے ہوئے تحریر کیا ہے، کہ ہمارے مذہب کا تقاضا یہ ہے، کہ [حکم فسق لگانے کے لیے] تکرار شرط نہیں۔ اس کے لیے انہوں نے یہ دلیل دی ہے، کہ مطالبہ کے بعد حق کو ادا نہ کرنا اور اس کی واپسی میں بہانہ بنانا غضب کی مانند ہے اور غضب کبیرہ گناہ ہے۔ [علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ کے] اس کو ظلم کہنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہ کبیرہ [گناہ] ہے اور کسی گناہ کے کبیرہ ہونے کے لیے تکرار شرط نہیں۔“

### ب: عزت کا مباح ہونا:

قرض کی واپسی میں لیت و لعل کرنے سے مقروض اپنی عزت کی حرمت کھودیتا ہے۔ حضرات ائمہ احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت شرید بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لِيُ الْوَأَجِدِ يَحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتُهُ.“<sup>①</sup>

”مال دار کا ٹال مٹول اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔“

① المسند، رقم الحدیث ۱۲۹۴۶، ۲۹ / ۴۶۵؛ وسنن أبي داود، كتاب القضاء، باب الحبس في الدين وغيره، رقم الحدیث ۳۶۲۳، ۱۰ / ۴۱؛ وسنن النسائي، كتاب البيوع، مطل الغني، ۱۷ / ۳۱۷؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، باب الحبس في الدين والملازمة، رقم الحدیث ۲۴۵۲، ۲ / ۶۰؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الدعوى، باب عقوبة الماطل، رقم الحدیث ۵۰۸۹، ۱۱ / ۴۸۶۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۲ / ۶۹۱)؛ شیخ ارنائوٹ نے امام ابن حبان کی روایت کردہ حدیث کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ہامش الإحسان ۱۱ / ۴۸۶)۔

امام بخاری نے ایک باب کا درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:  
 [بَابُ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالَ، وَيَذَكُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: "لِي  
 الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ." ❶]

[حق دار کے تقاضا کرنے کے استحقاق کے متعلق باب اور نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی گئی ہے: "دولت مند کالیت و لعل اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔"]

امام ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:  
 [ذِكْرُ اسْتِحْقَاقِ الْمَاطِلِ إِذَا كَانَ غَنِيًّا لِلْعُقُوبَةِ فِي النَّفْسِ  
 وَالْعِرْضِ لِمَطْلَبِهِ.] ❷]

[ٹال مٹول کرنے والے کے، غنی ہونے کی صورت میں، ٹال مٹول کی وجہ سے نفس اور عزت میں سزا کا مستحق ہونے کا بیان]

علمائے حدیث..... رحمہم اللہ تعالیٰ..... نے [عزت کے حلال ہونے] کے معنی کو خوب واضح کیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے چند ایک کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

❶: امام سفیان نے اس کی شرح میں لکھا ہے: "أَذَاهُ بِلسَانِهِ." ❶..... "قرض

خواہ کو اپنی زبان سے اس کو اذیت دینے کا حق ہے۔"

❷: امام وکیع نے اس کی شرح میں تحریر کیا ہے: "شِكَايَتُهُ" ❷..... "کہ وہ لوگوں

کے روبرو اس کی عدم ادائیگی کا تذکرہ بطور شکوہ کر سکتا ہے۔"

❸: امام عبد اللہ بن المبارک نے اس کی شرح میں بیان کیا ہے: "يُغْلِظُ لَهُ" ❸

"کہ وہ اس کے ساتھ سخت کلامی کر سکتا ہے۔"

❶ صحیح البخاری، کتاب الاستفراض، ۶۲/۵.

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، ۴۸۶/۱۱.

❸ فتح الباري ۶۲/۵.

❹ سنن أبي داود ۴۱/۱۰.

❺ المرجع السابق ۶۲/۵.

۴: علامہ علی طنٹنسی بیان کرتے ہیں: ”يَعْنِي عَرْضَهُ شِكَايَتَهُ“ ① ..... ”کہ وہ

بطور شکوہ اس کی عدم ادائیگی کا لوگوں میں تذکرہ کر سکتا ہے۔“

۵: حافظ ابن حجر اس کی شرح میں رقم طراز ہیں: ”يَجُوزُ وَصْفُهُ كَوْنُهُ

ظَالِمًا.“ ② ..... ”اس کو (لوگوں کے روبرو) بطور ظالم ذکر کرنا جائز ہے۔“

۶: علامہ شرف الدین عظیم آبادی نے اس کی شرح میں قلم بند کیا ہے:

”وَالْمَعْنَى إِذَا مَطَّلَ الْغَنِيُّ عَنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ يَحِلُّ لِلدَّائِنِ أَنْ

يَغْلِظَ الْقَوْلَ عَلَيْهِ، وَيَشْدَدَ عَلَيْهِ فِي هَتِكِ عَرْضِهِ وَحُرْمَتِهِ،

وَكَذَا لِقَاضِيِ التَّغْلِيظِ عَلَيْهِ، وَحَبْسُهُ تَأْدِيًا لَهُ، لِأَنَّهُ

ظَالِمٌ، وَالظُّلْمُ حَرَامٌ، وَإِنْ قَلَّ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.“ ③

”معنی یہ ہے، کہ جب دولت مند قرض کی واپسی میں لیت و لعل کرے، تو

قرض خواہ کے لیے جائز ہے، کہ اس کے ساتھ سخت کلامی کرے اور اس کی

بے عزتی اور بے حرمتی میں شدت کا رویہ اختیار کرے، اس طرح قاضی کو

بھی تادیب کی غرض سے اس کے ساتھ سخت کلامی کرنے اور اس کو قید

کرنے کا حق ہے، کیونکہ وہ ظالم ہے اور ظلم حرام ہے، اگرچہ وہ تھوڑا ہی

ہو۔ واللہ اعلم۔“

۷: شیخ شعیب ارناؤوط لکھتے ہیں:

”أَرَادَ بِعَرْضِهِ لَوْمَةً وَذَمًّا، وَوَصَفَهُ بِسُوءِ الْقَضَاءِ.“ ④

”آنحضرت ﷺ کا [اس کی عزت کے حلال ہونے] سے مقصود یہ ہے،

① سنن ابن ماجہ، أبواب الأحکام، باب الحبس فی الدین والملازمة، ۶۰ / ۲.

② فتح الباری ۶۲ / ۵.

③ عون المعبود ۴۱ / ۱۰.

④ هامش الإحسان ۴۸۷ / ۱۱.

کہ قرض خواہ کو اس کی ملامت اور مذمت کرنے اور ادائیگی میں بُرے ہونے کے ذکر کا حق حاصل ہے۔“

علمائے حدیث کے مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں موجودہ دور میں شاید یہ بات بھی درست ہو، کہ تونگری کے باوجود قرض کی واپسی میں ٹال مٹول کرنے والے کی تشہیر جدید ذرائع ابلاغ (Media) میں کی جائے۔ اور ممکن ہے، کہ یہ تدبیر اس کو لیت و لعل کی بجائے ادائیگی پر آمادہ کرنے میں بہت موثر اور مفید ثابت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### ج: قید میں ڈالنا:

۱: مذکورہ بالا حدیث میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے، کہ دولت مند شخص کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا اس کی سزا کو حلال کر دیتا ہے۔ علمائے حدیث نے [سزا کو حلال کرنے] کی خوب شرح بیان کی ہے۔ توفیق الہی سے ذیل میں ان میں سے چند ایک کے اقوال پیش کیے جا رہے ہیں۔

۱: امام بیہقی نے امام سفیان سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

”عُقُوبَتُهُ اَنْ يُسَجَّنَ.“ ①

”اس کی سزا یہ ہے، کہ اس کو قید میں بند کر دیا جائے۔“

ب: امام وکیع نے بیان کیا ہے، کہ: ”عُقُوبَتُهُ حَبْسُهُ.“ ②

”اس کی سزا اس کو قید کرنا ہے۔“

ج: امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں: ”وَعُقُوبَتُهُ يَحْبِسُ لَهُ.“ ③

”اس کی سزا یہ ہے، کہ اس کو قرض خواہ کے لیے قید کر دیا جائے۔“

① نقل عن فتح الباري ۶۲/۵؛ نیز ملاحظہ ہو: صحيح البخاري ۶۲/۵.

② نقل عن فتح الباري ۶۲/۵.

③ سنن أبي داود ۴۱/۱۰.

د: امام علی الطنافشی بیان کرتے ہیں: "وَعُقُوبَتُهُ سِجْنُهُ." ❶  
 "اور اس کی سزا اس کو قید میں ڈالنا ہے۔"

ہ: حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں:  
 "وَاسْتَدْلَلْ بِهِ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ حَبْسِ الْمَدِينِ إِذَا كَانَ قَادِرًا  
 عَلَى الْوَفَاءِ تَأْدِيبًا لَهُ وَتَشْدِيدًا عَلَيْهِ." ❷

"اس [حدیث] سے ادائیگی کی قدرت رکھنے والے مقروض کو تادیب اور  
 اس پر سختی کرنے کی غرض سے قید کرنے کی مشروعیت پر استدلال کیا گیا  
 ہے۔"

و: شیخ شعیب ارناؤوط شرح حدیث میں لکھتے ہیں: "أَرَادَ بِعُقُوبَتِهِ حَبْسَهُ." ❸  
 "آمنحضرت ﷺ کا اس کی سزا سے مقصود اس کو قید میں ڈالنا ہے۔"

ز: قاضی شریح قرض کے واپس نہ کرنے پر مقروض کو قید میں بند کرنے کا حکم دیا  
 کرتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے:  
 "عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ كَانَ يَحْبِسُ فِي الدِّينِ." ❹

"شریح قرض [کی عدم ادائیگی] کی بنا پر قید کرنے کا حکم دیتے تھے۔"

ح: امام شعبی بھی عدم ادائیگی کی صورت میں قید کرنے کو ضروری قرار دیتے تھے۔

❶ ہامش الإحسان ۱۱ / ۴۸۷.

❷ فتح الباری ۵ / ۶۲.

❸ ہامش الإحسان ۱۱ / ۴۸۷.

❹ المصنف، کتاب البيوع والأفضية، في الحبس في الدين، رقم الرواية ۹۶۵، ۶ / ۲۴۸؛ نیز

ملاحظہ ہو: المرجع السابق، رقم الرواية ۹۶۴، ۶ / ۲۴۸؛ ومصنف عبدالرزاق، کتاب البيوع،

باب الحبس في الدين، رقم الرواية ۱۵۳۰۹ و ۱۵۳۱۰ / ۸ - ۳۰۵ - ۳۰۶.

امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ نے امام شعی سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

”إِذَا لَمْ أَحْبَسْ فِي الدِّينِ فَأَنَا أَتَوَيْتُ حَقَّهُ.“<sup>①</sup>

”جب میں قرض [کی عدم ادائیگی کی صورت] میں قید نہ کروں، تو خود میں نے اس کے حق کو ضائع کیا ہے۔“

امام شعی کی نگاہ میں عدم ادائیگی کی صورت میں قید کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

”الْحَبْسُ فِي الدِّينِ حَيَاةٌ.“<sup>②</sup>

”قرض [کی عدم ادائیگی] کی بنا پر قید کرنا زندگی ہے۔“

۴: قاضی ابن ابی یعلیٰ اور دیگر بہت سے قضاة قرض کی عدم ادائیگی کی حالت میں مقروض کو قید میں ڈالنے کا حکم دیتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت وکیع کا بیان نقل کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

”مَا أَدْرَكْنَا أَحَدًا مِنْ قُضَاتِنَا ابْنَ أَبِي لَيْلَى وَغَيْرِهِ إِلَّا وَهُوَ يَحْبِسُ فِي الدِّينِ.“<sup>③</sup>

”ہم نے اپنے قضاة ابن ابی لیلیٰ اور دیگر میں سے کوئی بھی ایسا نہیں دیکھا، جو قرض [کی عدم ادائیگی] کی وجہ سے قید نہ کرتا ہو۔“

تنگ دست مقروض کو قید میں ڈالنے کے متعلق دو آراء:

علمائے اُمت کی تنگ دست اور مفلس مقروض کو عدم ادائیگی کی بنا پر قید میں ڈالنے

① مصنف عبدالرزاق، کتاب البيوع، باب الحبس في الدين، رقم الرواية ۱۰۳۱۱، ۸/۳۰۶، ومصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الأفضية والبيوع، في الحبس في الدين، رقم الرواية ۹۶۶، ۲۴۹/۶، الفاظ روایت مصنف عبدالرزاق کے ہیں۔

② مصنف عبدالرزاق، کتاب البيوع، باب الحبس في الدين، رقم الرواية ۱۰۳۱۲، ۸/۳۰۶.

③ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب البيوع والأفضية، في الحبس في الدين، رقم الرواية ۹۶۶، ۶/۲۵۰.

کے متعلق دو آراء ہیں۔ ایک رائے عدم ادائیگی کی حالت میں اس کو بھی قید میں ڈالنے کی ہے۔ دوسری رائے کے مطابق یہ سزا صرف دولت مند مقروض کے لیے ہے۔ اسی سلسلے میں امام خطابی تحریر کرتے ہیں۔

”فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْمُعْسِرَ لَا حَبْسَ عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ أَبَاحَ حَبْسَهُ إِذَا كَانَ وَاجِدًا، وَالْمُعْدِمُ غَيْرُ وَاجِدٍ، فَلَا حَبْسَ عَلَيْهِ.

وَقَدْ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي هَذَا. فَكَانَ شُرَيْحٌ يَرَى حَبْسَ الْمَلِيءِ وَالْمُعْدِمِ، وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ أَصْحَابُ الرَّأْيِ. وَقَالَ مَالِكٌ: ”لَا حَبْسَ عَلَى الْمُعْسِرِ، إِنَّمَا حَظَّهُ الْإِنْظَارُ“ وَمَذَهَبُ الشَّافِعِيِّ أَنَّ مَنْ كَانَ ظَاهِرُ حَالِهِ الْعُسْرَ فَلَا يُحْبَسُ، وَمَنْ كَانَ ظَاهِرُ حَالِهِ الْيَسَارَ حَبْسَ إِذَا مَتَّعَ مِنْ أَدَاءِ الْحَقِّ. ❶

”اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے، کہ تنگ دست پر قید نہیں، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کی تو نگری کی صورت میں قید کو جائز قرار دیا ہے۔ اور مفلس کے ہاں تو نگری نہیں، اسی لیے اس پر قید نہیں۔

اس بارے میں لوگوں میں اختلاف ہے۔ شریح دولت مند اور مفلس دونوں کو قید کرنے کے حامی تھے اور یہی نقطہ نظر اصحاب الرائے کا ہے۔ مالک اس بارے میں فرماتے ہیں: ”تنگ دست پر قید نہیں۔ اس کا حق تو یہ ہے، کہ اس کو مہلت دی جائے۔“ شافعی کا مذہب یہ ہے، کہ جو ظاہری طور پر تنگ دست ہو، اس کو قید نہ کیا جائے، اور جو تو نگر نظر آئے، اس کو قرض واپس نہ کرنے کی صورت میں قید میں ڈال دیا جائے۔“

میرے مجدد و فہم کے مطابق حدیث شریف سے امام خطابی کا استدلال، کہ تنگ دست

کو قید نہ کیا جائے، درست معلوم ہوتا ہے۔ یہی رائے امیر المؤمنین حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی تھی۔ حضرت حسن بصری نے بھی اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔

امام بیہقی نے حضرت ابو جعفر سے روایت نقل کی ہے:

”أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «إِنَّمَا الْحَبْسُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ الْإِمَامُ. فَمَا حَبَسَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ جَوْرٌ.» ❶

”بلاشبہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”قید تو حقیقی صورت حال سے امام کی آگاہی تک ہے۔ اس کے بعد قید میں ڈالنا ظلم ہے۔“

مراد یہ ہے، کہ ادا ایگی نہ کرنے والے مقروض کو اس کی حقیقی صورت حال سمجھنے کی غرض سے قید کیا جائے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے، کہ وہ تنگدست ہے، تو پھر اس کو قید سے نکال دیا جائے۔ ایسی حالت میں اس کو قید رکھنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ظلم ہے۔ ان کا ادا ایگی نہ کرنے والے مقروضوں کے ساتھ معاملہ بھی ان کے اسی فرمان کے مطابق تھا۔ ❷

مذکورہ بالا روایت پر امام بیہقی نے درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ حَبْسِهِ إِذَا أَتَاهُمْ وَتَخَلَّيْتَهُ حَتَّى عُلِمَتْ عُسْرَتُهُ وَحَلَفَ عَلَيْهَا] ❸

[ (عدم ادا ایگی کے) الزام کی وجہ سے قید کرنے، اور اس کی تنگدستی کے معلوم ہونے اور اس کے بارے میں حلف اٹھانے کی بنا پر اس کو چھوڑنے کے متعلق باب ]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے موقف کے متعلق امام ابن ابی شیبہ نے ابی المہوم سے

❶ السنن الكبرى، كتاب التفليس، رقم الرواية ۱۱۲۹۲، ۸۸ / ۶.

❷ ملاحظہ ہو: موسوعة فقه علي بن ابي طالب رضي الله عنه ص ۲۵۶.

❸ السنن الكبرى، كتاب التفليس، ۸۸ / ۶.



روایت نقل کی ہے، کہ ایک شخص اپنے مقروض کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا:

”إِحْسِنُ.“

”اس کو قید کرو دیجیے۔“

انہوں نے فرمایا:

”هَلْ تَعْلَمُ لَهُ عَيْنًا فَاخْذُهُ بِهِ؟“

”کیا اس کا کوئی مال ہے، کہ قرض کے عوض میں اس سے لے لوں؟“

اس نے جواب دیا: ”لا .“ ..... ”نہیں۔“

انہوں نے دریافت کیا:

”هَلْ تَعْلَمُ لَهُ عَقَارًا أَوْ كَسْرَةً؟“

”تجھے اس کی کسی جائیداد کا علم ہے، کہ اس سے تیرے قرض کی رقم کاٹ

لوں؟“

اس نے عرض کیا: ”لا .“ ..... ”نہیں۔“

تو انہوں نے فرمایا: ”فَمَا تُرِيدُ؟“

”تم کیا چاہتے ہو؟“

اس نے عرض کیا:

”إِحْسِنُ.“

”اس کو قید میں ڈال دیجیے۔“

انہوں نے فرمایا:

”لَا ، وَلَكِنِّي أَدْعُهُ يَطْلُبُ لَكَ وَلِنَفْسِهِ وَلِعِيَالِهِ .“

”نہیں، بلکہ میں تو اس کو چھوڑتا ہوں، تاکہ وہ تیرے قرض کی ادائیگی اور

خود اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے کمائے۔“ ①

حضرت حسن بصری کے متعلق امام ابن ابی شیبہ نے غالب سے روایت نقل کی ہے، کہ:

”عَنِ الْحَسَنِ قَضَى بِمِثْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه .“

”حسن نے بھی ابو ہریرہ رضي الله عنه والا فیصلہ کیا۔“ ②

خلاصہ کلام یہ ہے، کہ مال دار مقروض کے مال مٹول کی وجہ سے اسلامی عدالت اس کو قید میں ڈالنے کا حکم دے گی، تاکہ وہ فوری ادائیگی پر آمادہ ہو جائے، البتہ اس کی غربت اور ناداری ثابت ہونے پر اس کو قید نہیں کیا جائے گا۔

د: سفر پر پابندی:

اگر مقروض کے سفر کی بنا پر قرض خواہ کی حق تلفی کا اندیشہ ہو، تو قرض خواہ اس کو سفر سے روکنے کا حق رکھتا ہے۔ اس بارے میں امام ابن قدامہ نے تحریر کیا ہے:

”وَجُمْلَةٌ ذَلِكَ أَنَّ مَنْ عَلَيْهِ الدَّيْنُ إِذَا أَرَادَ السَّفَرَ، وَأَرَادَ غَيْرِيْمَهُ مَنَعَهُ، نَظَرْنَا: فَإِنْ كَانَ مَحَلُّ الدَّيْنِ قَبْلَ مَحَلِّ قُدُومِهِ مِنَ السَّفَرِ، مِثْلُ أَنْ يَكُونَ سَفَرُهُ إِلَى الْحَجِّ لَا يَقْدِمُ إِلَّا فِي صَفَرٍ، وَدَيْنُهُ يَحُلُّ فِي الْمُحَرَّمِ أَوْ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَهُ مَنَعُهُ مِنَ السَّفَرِ، لِأَنَّ عَلَيْهِ ضَرَرًا فِي تَأْخِيرِ حَقِّهِ عَن مَحَلِّهِ. فَإِنْ أَقَامَ ضَمِينًا مَلِيئًا، أَوْ دَفَعَ رَهْنًا يَفِي بِاللَّيْنِ عِنْدَ الْمَحَلِّ فَلَهُ السَّفَرُ، لِأَنَّ الضَّرَرَ يَزُولُ بِذَلِكَ. وَأَمَّا إِنْ

① المصنف، كتاب البيوع والأقضية، في الحبس في الدين، رقم الرواية ٩٦٧، ٦/٢٤٩. نیز ملاحظہ ہو: المحلّی، رقم المسألة ١٢٧٦، ٨/٦٢٩.

② المصنف، كتاب البيوع والأقضية، في الحبس في الدين، رقم الرواية ٩٦٨، ٦/٢٥٠. نیز ملاحظہ ہو: المحلّی، رقم المسألة ١٢٧٦، ٨/٦٢٩؛ وموسوعة فقه الحسن البصری ص ٤١٣.

كَانَ لَا يَحِلُّ إِلَّا بَعْدَ مَحَلِّ السَّفَرِ مِثْلُ أَنْ يَكُونَ مَحَلُّهُ فِي رَيْبِ، وَقُدُومُهُ فِي صَفَرٍ نَظَرْنَا: فَإِنْ كَانَ سَفَرُهُ إِلَى الْجِهَادِ، فَلَهُ مَنَعُهُ إِلَّا بِضَمِيمٍ أَوْ رَهْنٍ، لِأَنَّهُ سَفَرٌ يَتَعَرَّضُ فِيهِ لِلشَّهَادَةِ، وَذَهَابِ النَّفْسِ، فَلَا يَأْمَنُ فَوَاتُ الْحَقِّ.

وَإِنْ كَانَ سَفَرُهُ لغيرِ الْجِهَادِ فَظَاهِرٌ كَلَامُ الْحَرْقِيِّ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ مَنَعُهُ، وَهُوَ أَحَدُ الرَّوَايَتَيْنِ عَنِ أَحْمَدَ، لِأَنَّ هَذَا السَّفَرَ لَيْسَ بِأَمَارَةٍ عَلَى مَنَعِ الْحَقِّ فِي مَحَلِّهِ، فَلَمْ يَمْلِكْ مَنَعُهُ مِنْهُ كَالسَّفَرِ الْقَصِيرِ، وَكَالسَّعْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ. ❶

”اس بارے میں خلاصہ یہ ہے، کہ اگر مقروض سفر کرنا چاہے اور قرض خواہ روکنا چاہے، تو ہم دیکھیں گے:

❶ اگر قرض کی واپسی کا وقت سفر سے پلٹنے سے پہلے کا ہے، جیسے کہ وہ حج کے لیے جا رہا ہو اور واپسی ماہ صفر میں ہو اور ادائیگی کا وعدہ محرم یا ذوالحجہ ہو، تو اس کو مقروض کو سفر پر جانے سے روکنے کا حق ہوگا، کیونکہ اس سفر سے ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر اس کو ضرر لاحق ہوگا۔

❷ اگر وہ [مقروض] دولت مند ضامن مہیا کر دے یا قرض کے برابر رقم والی چیز بطور رہن رکھ دے، تو اس کو سفر کرنے کا حق ہوگا، کیونکہ اس طرح [متوقع] ضرر کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

اگر ادائیگی کا وعدہ اس کی سفر سے واپسی کے بعد کا ہو، جیسے کہ اس کا ادائیگی کا وعدہ ماہ ربیع کا ہو اور اس کا سفر سے پلٹنا ماہ صفر میں ہو، تو ہم دیکھیں گے:

● اگر سفر جہاد کے لیے ہو، تو اس کو سفر سے منع کرنے کا حق ہوگا، کیونکہ اس سفر میں اس کی شہادت اور جان کے ختم ہونے کی بنا پر اس کے حق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، ہاں ضامن یا رہن مہیا کرنے کی صورت میں سفر کی اجازت ہوگی۔

● اگر سفر جہاد کی غرض سے نہ ہو، تو السخرَقیؒ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے، کہ اس کو سفر سے روکنے کا حق نہ ہوگا، اور یہی احمد سے ایک روایت ہے، کیونکہ اس سفر میں اس کی حق تلفی کی کوئی علامت نہیں، اسی لیے اس کو منع کرنے کا حق بھی نہیں، یہ ایسے ہی ہے، جیسے کہ تھوڑی مسافت کا سفر ہو یا جمعہ کے لیے جانا ہو۔“

(۲)

### مقروض پر مالی اثرات والے قانونی اقدامات

قرض کے بروقت یا سرے سے ہی واپس نہ کرنے کی صورت میں اسلامی شریعت میں مقروض پر مالی اثرات مرتب کرنے والے قانونی اقدامات دو قسم کے ہیں:

- ۱: مقروض کی زندگی میں مالی اثرات والے اقدامات
  - ۲: مقروض کی وفات کے بعد مالی اثرات والے اقدامات
  - ۱: مقروض کی زندگی میں مالی اثرات والے اقدامات:
- اس قسم کے اقدامات میں سے تین درج ذیل ہیں:

① (السخرَقی): ابوالقاسم عمر بن الحسین الخرقی۔ امام احمد کے شاگرد المرزوی اور ان کے دو صاحبزادوں صالح اور عبد اللہ کے شاگرد ہیں۔ علامہ ابن قدامہ نے انہی کی کتاب [المختصر] کی شرح [المغنی] کے نام سے تالیف کی ہے۔ ۳۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: مقدمۃ التحقیق للمغنی ص ۶-۷)۔

- ۱: قرض خواہ کا مفلس کے ہاں اپنے موجود مال کا زیادہ حق دار ہونا
- ۲: رہن شدہ چیز کی فروختگی
- ۳: نادہندہ مقروض کی اپنے مال کے حق استعمال سے محرومی
- ذیل میں توفیق الہی سے انہی تینوں اقدامات کے متعلق تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔
- (۱)

## قرض خواہ کا مفلس کے ہاں

### اپنے موجود مال کا زیادہ حق دار ہونا

قرض کی واپسی کو یقینی بنانے والی ایک شرعی تدبیر یہ ہے، کہ اگر کسی مقروض کا دیوالیہ ہو جائے اور اس کے پاس قرض خواہ سے لیا ہوا مال بچسہ موجود ہو، تو قرض خواہ اس مال کا سب سے زیادہ حق دار ہوگا۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ، فَهُوَ أَحَقُّ

بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.“<sup>۱</sup>

”جو شخص ہو، ہو اپنا مال دیوالیہ شخص کے پاس پالے، تو وہ کسی بھی دوسرے

شخص سے، اس کا زیادہ حق دار ہوگا۔“

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ إِذَا وَجَدَ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ

وَالْوَدِيْعَةِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ .]

[اس بارے میں باب کہ جب وہ دیوالیہ شخص کے پاس بطور تجارت، قرض

یا امانت دیا ہو مال پالے، تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔] امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس بارے میں یہی فیصلہ دیا۔ امام بخاری نے سعید بن المسیب کے حوالے سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”قَضَىٰ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنِ اقْتَضَىٰ مِنْ حَقِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفْلَسَ فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.“<sup>①</sup>

”عثمان رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا: ”جو شخص [دوسرے شخص کے] دیوالیہ ہونے سے پہلے اپنا حق لے لے، تو وہ اس کا ہے اور جو کوئی اپنا ہی سامان [اس کے] دیوالیہ ہونے کے بعد [پچان لے، تو وہ دوسروں سے زیادہ، اس کا حق دار ہے۔“

(۲)

### رہن شدہ چیز کی فروختگی

قرض کی واپسی کو یقینی بنانے کے لیے ایک شرعی تدبیر یہ ہے، کہ قرض لینے والا اپنی کسی چیز کو ادائیگی قرض کے لیے بطور ضمانت قرض خواہ کے پاس رکھے۔ اس کو شرعی اصطلاح میں [الرہن] کہا جاتا ہے اور اس کا لغوی معنی [روکنا] اور شرعی معنی: ”جَعَلَ مَالٍ وَثِيقَةً عَلَىٰ دَيْنٍ.“ [بطور قرض دیئے ہوئے مال کے لیے ضامن بنانا] کے ہیں۔<sup>②</sup>

رہن کی مشروعیت:

رہن کی مشروعیت کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنِ مَقْبُوضَةً﴾<sup>③</sup>

”اور اگر تم کسی سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ، تو گروی ہے قبضے میں

② ملاحظہ ہو: فتح الباری ۱/۵۰۱۴۰.

① صحیح البخاری، ۱/۶۲.

③ سورة البقرة / جزء من الآية ۲۸۳.

لی گئی ہوئی۔“

علاوہ ازیں امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

”وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعَاهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ،  
وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِيهِ .“ ❶

”اور بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس  
گروی رکھی تھی اور اس سے اپنے گھر والوں کے لیے جو لیے تھے۔“

سفر و حضر میں گروی رکھنا:

آیت شریفہ میں گروی رکھنے کے لیے [سفر کی قید] اتفاقی ہے، کیونکہ سفر میں  
اکثر گروی رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں، کہ حضر میں گروی  
رکھنا درست نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ بات واضح ہے،  
کہ نبی کریم ﷺ نے بحالت حضر مدینہ طیبہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی  
رکھی تھی۔ امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ فِي الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ، وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِنْ  
كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنَ مَقْبُوضَةً﴾] ❷

[حضر میں ہوتے ہوئے رہن رکھنے کے متعلق باب اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد:  
(اور اگر تم کسی سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ، تو گروی ہے قبضے میں لی

گئی)۔]

حافظ ابن حجر عنوان کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

❶ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة، جزء من رقم الحديث

.۳۰۲/۴، ۲۰۶۹

❷ صحیح البخاری ۱۴۰/۵

”[فِي الْحَضَرِ] إِشَارَةٌ إِلَى التَّقْيِيدِ بِالسَّفَرِ فِي الْآيَةِ خَرَجَ لِغَالِبٍ فَلَا مَفْهُومَ لَهُ لِدَلَالَةِ الْحَدِيثِ عَلَى مَشْرُوعِيَّتِهِ فِي الْحَضَرِ.“<sup>❶</sup>

”[حضرمیں] اس میں یہ اشارہ ہے، کہ آیت میں [سفر کی قید] عام حالات کے پیش نظر ہے۔ اس کا [یہ] معنی نہیں [کہ حضر میں رہن رکھنا جائز نہیں] کیونکہ حدیث حضر میں گروی رکھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔“  
حضر میں رہن کے جواز کے بارے میں امام نووی لکھتے ہیں:

”وَجَوَازُ الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ، وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالْعُلَمَاءُ كَافَّةً إِلَّا مُجَاهِدًا وَدَاوُدَ.“<sup>❷</sup>  
”حضر میں گروی رکھنے کے جواز کے شافعی، مالک، ابوحنیفہ اور دیگر تمام علماء سوائے مجاہد اور داؤد کے قائل ہیں۔“

عدم ادائیگی کی صورت میں رہن شدہ چیز کی فروختگی میں اختلاف:  
اگر مقرض نے رہن شدہ چیز کو عدم ادائیگی کی صورت میں فروخت کرنے کا حق قرض خواہ کو دیا ہوا ہو، تو وہ اس چیز کو فروخت کر کے اپنا حق وصول کرے گا۔ اگر یہ بات پہلے سے طے نہ پائی ہو، تو قرض خواہ معاملہ قاضی کے پاس لے جائے گا، جو کہ مقرض کو قرض کی واپسی یا گروی شدہ چیز کی فروختگی میں سے ایک بات پر عمل کا پابند کرے گا۔ امام ابن قدامہ نے تحریر کیا ہے:

”إِذَا حَلَّ الْحَقُّ لِرِمِّ الرَّاهِنِ الْإِيْقَاءُ، لِأَنَّهُ دَيْنٌ حَالٌّ كَالَّذِي لَا رَهْنَ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يُؤَفَّ، وَكَانَ قَدْ أُذِنَ لِلْمُرْتَهِنِ أَوْ لِلْعَدْلِ فِي بَيْعِ الرَّهْنِ، بَاعَهُ، وَوَفَّى الْحَقَّ مِنْ ثَمَمِهِ، وَمَا فَضَلَ مِنْ



ثَمَّيْهِ فَلَمَّا لِيَكِهِ، وَإِنْ فَضَّلَ مِنَ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَعَلَى الرَّاهِنِ .  
 وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَذِنَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِ، أَوْ كَانَ قَدْ أَذِنَ لَهُمَا، ثُمَّ  
 عَزَلَهُمَا، طُوْلَبَ بِالْوَفَاءِ أَوْ بَيْعِ الرَّهْنِ . فَإِنْ فَعَلَ، وَإِلَّا  
 فَعَلَ الْحَاكِمُ مَا يَرَى مِنْ حَبْسِهِ، وَتَعْزِيرِهِ لِبَيْعِهِ، أَوْ يَبِيعُهُ  
 بِنَفْسِهِ، أَوْ أَمِينِهِ . وَيَهَذَا قَوْلَ الشَّافِعِيِّ .

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: " لَا يَبِيعُهُ الْحَاكِمُ؛ لِأَنَّ وِلَايَةَ الْحَاكِمِ عَلَى مَنْ  
 عَلَيْهِ الْحَقُّ، لَا عَلَى مَالِهِ، فَلَمْ يَنْفُذْ بَيْعَهُ بِغَيْرِ إِذْنِهِ ."  
 وَلَنَا: أَنَّهُ حَقٌّ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ، فَإِذَا امْتَنَعَ مِنْ آدَائِهِ، قَامَ الْحَاكِمُ  
 مَقَامَهُ فِي آدَائِهِ كَمَا لِإِقْفَاءٍ مِنْ جِنْسِ الدَّيْنِ . " ❶

”جب قرض کی واپسی کا وقت ہوگا، تو رہن رکھوانے والا دیگر مقروضوں  
 کی طرح بروقت ادائیگی کا پابند ہوگا، کیونکہ وہ واجب الذمہ قرض ہے۔  
 اگر وہ قرض ادا نہیں کرتا اور اس نے قرض خواہ یا کسی عادل شخص کو گروی  
 شدہ چیز فروخت کرنے کا حق دے رکھا ہو، تو اس چیز کو فروخت کر دیا  
 جائے گا۔ قرض خواہ اپنی رقم لے لے گا۔ اگر حاصل شدہ رقم سے [قرض  
 کی ادائیگی کے بعد] کچھ رقم بچی، تو وہ مقروض کو دے دی جائے گی اور  
 اگر [رہن شدہ چیز فروخت کرنے کے باوجود] قرض میں سے کچھ رقم کم  
 ہوئی، تو وہ مقروض کے ذمہ رہے گی۔

اگر مقروض نے فروختگی کی اجازت قرض خواہ یا منصف کو نہ دی ہو، یا اس  
 نے اجازت دینے کے بعد ان سے یہ حق واپس لے لیا ہو، تو اس سے  
 واپسی قرض یا گروی شدہ چیز (دونوں میں سے ایک) کا مطالبہ کیا جائے

گا۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بہتر، وگرنہ حاکم جیسا مناسب سمجھے گا: فروخت کرنے پر مجبور کرنے کی خاطر اس کو گرفتار کرے گا یا سزا دے گا یا خود یا اپنے نمائندے کی وساطت سے اس چیز کو فروخت کروادے گا۔ امام شافعی کی بھی یہی رائے ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ حاکم اس کو فروخت نہیں کرے گا۔ کیونکہ حاکم کی ولایت اس پر ہے، اس کے مال پر نہیں۔ اس لیے اس کی اجازت کے بغیر حاکم کی طرف سے فروختگی معتبر نہ ہوگی اور ہماری دلیل یہ ہے، کہ اس پر حق کی ادائیگی واضح طور پر لازم ہو چکی ہے۔ اب ادائیگی سے گریز اور فرار کی صورت میں حاکم اس کی نیابت کرتے ہوئے، اس کی طرف سے ادا کرے گا، جس طرح کہ وہ [رہن] لی ہوئی چیز سے، اس کی نیابت کرتے ہوئے قرض کو ادا کرتا ہے۔“

میری ناقص رائے میں امام شافعی اور امام احمد ہی کی رائے درست ہے، کیونکہ اگر مقررہ وقت پر ادائیگی نہ کرنے پر حاکم یا قرض خواہ گروی شدہ چیز فروخت کرنے کا مجاز نہ ہو، تو پھر گروی رکھنے کا مقصد کیا باقی رہ جائے گا؟ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۳)

### اپنے مال کے استعمال سے محرومی

جس شخص کے واجب الذمہ قرضہ جات اس کی مالی حیثیت سے تجاوز کر جائیں، تو اسلامی عدالت خود ہی یا قرض خواہوں کے مطالبے پر مقروض کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دیتی ہے۔ اسلامی فقہ میں اس کا نام [الْحَجْر] ہے۔

امام ابن قدامہ لکھتے ہیں:

”الْحَجْرُ هُوَ فِي الشَّرِيعَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ مَنَعُ الْإِنْسَانِ مِنَ

التَّصَرُّفِ فِي مَالِهِ. ❶“

”شریعت اسلامیہ میں کسی انسان کو اپنے مال میں تصرف سے روکنے کا

نام [الحَجْر] ہے۔“

اسی سلسلے میں امام نووی رقم طراز ہیں:

”مَنْ عَلَيْهِ دَيْنٌ حَالَةٌ زَائِدَةٌ عَلَى مَالِهِ يُحَجَّرُ عَلَيْهِ بِسُؤَالِ

عُرْمَانِهِ. “<sup>①</sup>

”جس شخص پر واجب الذمہ قرضہ جات اس کے مال سے زیادہ ہوں،

[تو] قرض خواہ کی درخواست پر (اس کو اپنے مال کے استعمال سے)

روک دیا جاتا ہے۔“

[الْحَجْر] کی دو دلیلیں:

اس بارے میں ذیل میں دو دلیلیں ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام حاکم اور امام دارقطنی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

ہے، کہ:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَجَرَ عَلَى مُعَاذِ بْنِ مَالَةَ، وَبَاعَهُ فِي

دَيْنٍ كَانَ عَلَيْهِ. “<sup>②</sup>

① المنہاج ۱/۲، ۱۴۶.

② المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ۵۸/۲؛ والسنن الکبری، کتاب التفلیس، باب

الحجر علی المفلس وبيع ماله فی دیوانہ، ۴۸/۶. امام حاکم نے اس کو [صحیحین کی شرط پر صحیح]

قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۵۸/۲؛

والتلخیص ۵۸/۲ - ۵۹). حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ”دارقطنی نے اسے روایت کیا ہے، حاکم نے اس

کو [صحیح] قرار دیا ہے اور ابو داؤد نے اسے [مرسل] روایت کیا ہے اور اس کے مرسل ہونے کو قابل ترجیح

ظہر آیا ہے۔ (بلوغ المرام ص ۱۱۵). حافظ ابن الصلاح نے لکھا ہے: ”یہ حدیث ثابت ہے۔“

(منقول از سبل السلام ۱۰۰/۳)؛ نیز ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۱/۱ - ۴۵۳ - ۴۵۴.

” بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے مال میں تصرف سے روک دیا تھا اور ان کے ذمے قرض کی [ادائیگی] کے لیے اس کو فروخت کر دیا تھا۔“

علامہ شوکانی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

” وَقَدْ اسْتَدَلَّ بِحَجْرِهِ ﷺ عَلَى مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى أَنَّهُ يَجُوزُ الْحَجْرُ عَلَى كُلِّ مَدْيُونٍ، وَعَلَى أَنَّهُ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ بَيْعُ مَالِ الْمَدْيُونِ لِقَضَاءِ دَيْنِهِ مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ مَنْ كَانَ مَالُهُ مُسْتَعْرَقًا بِالدَّيْنِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَالُهُ كَذَلِكَ. وَقَدْ حَكَى صَاحِبُ الْبَحْرِ هَذَا عَنِ الْعِتْرَةِ وَالشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ، وَقَيَّدُوا الْجَوَازَ بِطَلَبِ أَهْلِ الدَّيْنِ لِلْحَجْرِ مِنَ الْحَاكِمِ. وَرَوَى عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ يَجُوزُ قَبْلَ الطَّلَبِ لِلْمُصْلِحَةِ.

وَحِكَايَ فِي الْبَحْرِ أَيْضًا عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ وَالنَّاصِرِ وَأَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْحَجْرُ عَلَى الْمَدْيُونِ، وَلَا بَيْعُ مَالِهِ، بَلْ يَحْبِسُهُ الْحَاكِمُ، حَتَّى يَقْضِيَ وَاسْتَدَلَّ لَهُمْ بِقَوْلِهِ ﷺ: ”لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ“ الْحَدِيثُ. وَهُوَ مُخَصَّصٌ بِحَدِيثِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْمَذْكُورِ. “<sup>۱</sup>

” آنحضرت ﷺ کے معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے مال میں تصرف سے روکنے سے یہ استدلال کیا گیا ہے، کہ ہر مقروض کو اپنے مال میں تصرف سے روکنا درست ہے اور یہ کہ حاکم کے لیے مقروض کا مال، اس کے قرضہ کی

ادا یگی کے لیے بیچنا جائز ہے، خواہ وہ مال قرض کی واپسی کے لیے کافی ہو یا نہ ہو۔ البحر [کتاب] کے مؤلف نے اہل بیت، شافعی، مالک، ابو یوسف اور محمد کا یہی مذہب ذکر کیا ہے، [البتہ] انہوں نے حاکم کے مال میں تصرف سے منع کرنے کے جواز کے لیے قرض خواہوں کے مطالبہ کی قید لگائی ہے۔ شافعی سے روایت کیا گیا ہے، کہ مصلحت کی خاطر، اس پابندی کا [قرض خواہوں کے] مطالبہ سے پہلے لگانا بھی صحیح ہے۔

[کتاب] البحر میں یہ بھی نقل کیا گیا ہے، کہ زید بن علی، ناصر اور ابو حنیفہ کے نزدیک مقروض کو اپنے مال میں تصرف سے روکنا درست نہیں، بلکہ حاکم اس کو قید میں ڈال دے، یہاں تک کہ وہ [قرض] ادا کر دے۔ اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد: ”مسلمان کا مال حلال نہیں۔“ [یعنی اس کا لینا جائز نہیں] ..... الحدیث۔ سے دلیل پکڑی گئی ہے، [لیکن] اس حدیث کی معاذ بنی اللہ! والی حدیث سے تخصیص ہو چکی ہے۔ [لہذا اس سے حدیث سے مقروض کو مال میں تصرف سے روکنے کی ممانعت پر ان حضرات کرام کا استدلال درست نہیں۔] واللہ تعالیٰ اعلم۔

امیر صنعانی لکھتے ہیں:

”وَالْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ يَحْجَرُ الْحَاكِمَ عَلَى الْمَدِينِ  
التَّصَرُّفَ فِي مَالِهِ، وَيَبِيعُهُ عَنْهُ لِقَضَاءِ غُرْمَاتِهِ.“<sup>①</sup>

[یہ] حدیث اس بات کی دلیل ہے، کہ حاکم مقروض کو اپنے مال میں تصرف سے روک دے گا اور اس کے مال کو قرض خواہوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے اس کی طرف سے فروخت کر دے گا۔“

علامہ صنعانی مزید لکھتے ہیں:

”هَذَا وَقَدْ حَكَمَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي أُسَيْفِ جُهَيْنَةَ كَحُكْمِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي مِعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ .“ ❶

”علاوہ ازیں عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے جہینہ قبیلہ کے اسیف نامی شخص کے متعلق اسی طرح فیصلہ کیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے معاذ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے ساتھ کیا تھا۔“

❷ امام مالک نے عبدالرحمن بن دلاف مزنی سے روایت نقل کی ہے، کہ:

”بلاشبہ جہینہ [قبیلہ] کا ایک شخص حاجیوں پر سبقت لینے کی غرض سے ❸ گراں قیمت میں سواریاں خریدتا تھا، پھر وہ ان پر تیز رفتاری سے آتا اور حجاج پر سبقت لے جاتا۔ وہ [اسی شوق کو پورا کرتے کرتے] مفلس ہو گیا، تو اس کا معاملہ عمر بن الخطاب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے روبرو پیش کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

”أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّ الْأُسَيْفِعَ، أُسَيْفِعَ جُهَيْنَةَ، رَضِيَ مِنْ دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ بِأَنْ يُقَالَ: ”سَبَقَ الْحَاجَّ.“

أَلَا وَإِنَّهُ قَدْ دَانَ مُعْرِضًا، فَأَصْبَحَ قَدْرَيْنِ بِهِ . فَمَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا بِالْغَدَاةِ، نَقْسِمُ مَالَهُ بَيْنَهُمْ .

وَأَيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ، فَإِنَّ أَوْلَهُ هُمْ، وَآخِرُهُ حَرْبٌ .“ ❹

”اُما بعد، اے لوگو! بے شک اسیف، جو کہ جہینہ قبیلہ کا اسیف ہے، اپنے دین و امانت کو اس بنا پر برباد کرنے پر راضی ہو گیا، کہ کہا جائے: ”کہ وہ حاجیوں پر سبقت لے گیا۔“

خبردار! بلاشبہ وہ قرض پر خریداری تو کرتا رہا، لیکن ادائیگی سے اعراض کرتا

❶ سبل السلام ۱۰۶/۳ . یعنی حج کے اعمال میں دوسرے حاجیوں سے پہلے فارغ ہونے کی خاطر۔

❷ الموطأ، کتاب الوصیة، باب جامع القضاء وکراہتہ، رقم الروایة ۸، ۷۷۰/۲۸ .

رہا، یہاں تک کہ قرض نے اس کو گھیر لیا۔ پس جس کا اس کے ذمہ قرض ہو، وہ کل دن میں ہمارے پاس آجائے، ہم اس کا مال ان [یعنی اس کے قرض خواہوں] کے درمیان تقسیم کر دیں گے۔

خبردار! قرض سے بچو، کیونکہ اس کا آغاز غم اور انتہا مفلسی ہے۔“

اس سلسلے میں علامہ قرطبی تحریر کرتے ہیں:

”فَلِلْحَاكِمِ أَنْ يَحْجَرَ عَلَيْهِ، وَيَمْنَعَهُ مِنَ التَّصَرُّفِ فِيمَا بِيَدِهِ، وَيَحْصِلُهُ، وَيَجْمَعُ الْغُرْمَاءَ فَيُقْسِمُهُ عَلَيْهِمْ .

وَهَذَا هُوَ مَذْهَبُ الْجُمْهُورِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ كَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، وَعَلِيٍّ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضي الله عنه وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَمَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ.

وَقَالَ النَّخَعِيُّ، وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَأَبُو حَنِيفَةَ: ”لَيْسَ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَحْجَرَ عَلَيْهِ، وَلَا يَمْنَعَهُ مِنَ التَّصَرُّفِ فِي مَالِهِ، لَكِنْ يَحْبِسُهُ لِيُوفِّيَ مَا عَلَيْهِ، وَيَبِيعَ مَا عِنْدَهُ.“

وَالْحُجَّةُ لِلْجُمْهُورِ عَلَى هَؤُلَاءِ حَدِيثُ تَفْلَيْسَ مُعَاذِ رضي الله عنه الْمُتَقَدِّمِ، وَكَذَلِكَ فَعَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه بِالْجَهَنِيِّ، وَكَمْ يَخَالِفُهُ أَحَدٌ. ❶

”حاکم کو اختیار ہے، کہ اس پر [الحجر] عائد کر دے اور اس کے ہاں موجود مال میں حق استعمال سے اس کو محروم کر دے۔ اس کے مال کو جمع کرے اور قرض خواہوں کو جمع کر کے ان میں تقسیم کر دے۔ حضرات صحابہ اور دیگر اہل علم میں جمہور جیسے عمر، عثمان، علی، ابن مسعود، عروہ بن زبیر رضي الله عنه،

اوزاعی، مالک، شافعی اور احمد کا یہی مذہب ہے۔  
 نخعی، حسن بصری اور ابوحنیفہ نے کہا ہے: ”حاکم کو [الحجر] لگانے اور اس  
 کے ہاں موجود مال میں استعمال کے حق سے محروم کرنے کا اختیار نہیں۔  
 اس کی بجائے حاکم اس کو گرفتار کرے گا، تاکہ وہ اپنا مال فروخت کر کے  
 ان کا پورا پورا حق ادا کرے۔

ان حضرات کے خلاف جمہور کی دلیل معاذ رضی اللہ عنہ کے مفلس ہونے والی سابقہ  
 حدیث ہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جبینہ قبیلہ کے شخص کے متعلق بھی اسی  
 طرح فیصلہ فرمایا۔“

ایسے مقروض کے صدقہ کی واپسی:

اس قسم کا مقروض اگر اپنا مال بطور صدقہ دے، تو وہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔  
 امام بخاری تحریر کرتے ہیں:

[بَابٌ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنِ ظَهْرٍ غَنِيٍّ . وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ  
 مُحْتَاجٌ ، أَوْ أَهْلُهُ مُحْتَاجٌ ، أَوْ عَلَيْهِ دَيْنٌ ، فَالَّذِينَ أَحَقُّ أَنْ  
 يُقْضَى مِنْ الصَّدَقَةِ وَالْعَتَقِ وَالْهَبَةِ ، وَهُوَ رَدُّ عَلَيْهِ ، لَيْسَ لَهُ  
 أَنْ يُتْلَفَ أَمْوَالُ النَّاسِ . وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ” وَمَنْ أَخَذَ  
 أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ . “ ①

[ اس بارے میں باب، کہ بہترین صدقہ وہی ہے، کہ اس کے بعد بھی  
 آدمی مالدار رہ جائے اور جو شخص صدقہ کر کے خود محتاج ہو جائے، یا اس  
 کے بال بچے محتاج ہوں، یا اس کے ذمے قرض ہو، تو قرض کی واپسی،  
 صدقہ، [غلام] آزاد کرنے اور ہبہ پر مقدم ہوگی اور وہ [یعنی اس کا



صدقہ، غلام آزاد کروانے کے لیے اور بطورِ ہبہ دیا ہو مال] اس کو لوٹا دیا جائے گا، اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ [صدقہ وغیرہ کر کے قرض کی عدم ادائیگی سے] لوگوں کے مالوں کو ضائع کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگوں کے مال برباد کرنے کی غرض سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دیتے ہیں۔“ [

صدقہ واپس کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں:

”لَاِنَّ قَضَاءَ الدَّيْنِ وَاجِبٌ، وَالصَّدَقَةُ تَطْوِيعٌ، وَمَنْ أَخَذَ دَيْنًا وَتَصَدَّقَ بِهِ، وَلَا يَجِدُ مَا يَقْضِي بِهِ الدَّيْنَ، فَقَدْ دَخَلَ تَحْتَ وَعِيدٍ: ”مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ .....“ ❶

”کیونکہ قرض کی واپسی واجب ہے اور صدقہ کرنا نفلی کام ہے۔ سو جس شخص نے قرض لے کر صدقہ کیا اور اس کے پاس ادائیگی کے لیے کچھ نہیں، تو وہ اس وعید میں داخل ہو گیا: ”جس نے لوگوں کے مالوں کو لیا.....“

اسی بات کی ایک دلیل امام نسائی کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کردہ روایت ہے کہ:

”أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبْرٍ، وَكَانَ مُحْتَاجًا، وَكَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَبَاعَهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِشَمَانٍ مِائَةِ دِرْهَمٍ، فَأَعْطَاهُ، فَقَالَ: اقْضِ دَيْنَكَ.“ ❷

❶ عمدۃ القاری ۱/ ۸، ۱۹۳؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباری ۳/ ۲۹۴.

❷ السنن الکبریٰ، کتاب العتق والتدبیر، رقم الحدیث ۴۹۸۵، ۱۵/ ۴۴. امام بخاری نے اس حدیث کو مختصر طور پر روایت کیا ہے، البتہ ان کی روایت میں یہ نہیں کہ [اس کے ذمے قرض تھا]۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، رقم الحدیث ۲۴۰۳، ۱۵/ ۶۵). البتہ اس پر انہوں نے یہ عنوان تحریر کیا ہے: [بَابُ مَنْ بَاعَ مَنْ مَالِ الْمُفْلِسِ أَوْ الْمُعْدِمِ] ۵۵۵

”ایک انصاری شخص نے اپنا ایک غلام اپنی موت کے ساتھ آزاد کرنے کے لیے کہا، اور وہ شخص محتاج تھا اور اس کے ذمے قرض [بھی] تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں فروخت کر دیا اور یہ [رقم] اس کے مالک کو دے دی اور فرمایا: ”اپنا قرض ادا کرو۔“

(ب)

## مقروض کی وفات کے بعد مالی اثرات والے قانونی اقدامات

مقروض کے انتقال کے بعد قرض کی ادائیگی کو یقینی بنانے والے مالی اثرات کے حامل قانونی اقدامات میں سے دو درج ذیل ہیں:

ا: وصیت پر قرض کی ادائیگی کے بعد عمل ہونا

ب: تقسیم وراثت کا قرض کی ادائیگی کے بعد ہونا

توفیق الہی سے ذیل میں انہی کے بارے میں تفصیل پیش کی جا رہی ہے:

### ۱۔ وصیت پر عمل قرض کی ادائیگی کے بعد ہونا:

ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کی خاطر شریعت کا ایک حکم یہ ہے، کہ میت کی وصیت پر عمل قرض ادا کرنے کے بعد ہو۔ قرآن کریم میں اگرچہ مفید وصیت کا ذکر قرض سے پہلے ہوا ہے، لیکن علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے، کہ ابتدا قرض کی ادائیگی سے ہوگی۔ اس بارے میں انہوں نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے، جس کو حضرات

﴿ فَقَسَمَهُ عَلَى الْغُرَمَاءِ أَوْ أَعْطَاهُ حَتَّى يُنْفِقَ عَلَى نَفْسِهِ ﴾ [اس بارے میں باب، کہ دیوالیہ یا محتاج کا مال بچ کر قرض خواہوں میں تقسیم کرنا یا اس کو دینا، تاکہ وہ اپنی ذات پر خرچ کرے]۔ حافظ ابن حجر نے امام بخاری کی روایت کردہ حدیث شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ نسائی وغیرہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ بات ثابت ہے، کہ اس کے ذمے قرض تھا۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۵/ ۶۶)۔

ائمہ شافعی، احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد طیالسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

”إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿مَنْ بَعَدَ وَصِيَّةَ يُؤْصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالَّذِينَ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ. “<sup>①</sup>  
 ”بلاشبہ تم یہ آیت پڑھتے ہو: ”وصیت کے بعد، جو تم وصیت کرتے ہو، یا قرض (کے بعد)“ اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے وصیت سے پہلے قرض ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔“

امام ترمذی نے تحریر کیا ہے:

”وَالْعَمَلُ عَلَىٰ هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يُبَدَأُ بِالذَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ. “<sup>②</sup>

”عام اہل علم کا عمل اسی پر ہے، کہ بے شک وصیت سے پہلے قرض [کی ادائیگی] سے ابتدا کی جاتی ہے۔“

① بدائع المنن في جمع و ترتيب مسند الشافعي والسنن، كتاب الوقف والوصايا، باب ماجاء في الدين وقضائه قبل الوصية والتشديد فيه، ۲/ ۲۲۵-۲۲۶؛ والمسند، جزء من رقم الحديث ۱۲۲۱، ۲/ ۲۹۳؛ (ط. دار المعارف مصر)؛ وجامع الترمذي، أبواب الفرائض، باب ماجاء في ميراث الإخوة من الأب والأم، جزء من رقم الحديث ۲۱۷۴، ۶/ ۲۲۶؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الوصايا، الدين قبل الوصية، جزء من رقم الحديث ۲۷۴۷، ۲/ ۱۱۷؛ ومسند أبي داود الطيالسي، جزء من رقم الحديث ۱۷۵، ۱/ ۱۴۸. الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ امام ترمذی نے حدیث کے ایک راوی [الحارث] کے متعلق لکھا ہے، کہ بعض اہل علم نے اس پر تنقید کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۱۶/ ۲۲۷)؛ البتہ شیخ البانی نے اس حدیث کے معنی کی ایک دوسری حدیث سے تائید کی بنا پر اس کو [حسن] کہا ہے: (ملاحظہ ہو: إرواء الغلیل، رقم الحديث ۱۶۶۷، ۶/ ۱۰۸-۱۰۹؛ نیز ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ۲/ ۲۱۲؛ صحیح سنن ابن ماجه ۲/ ۱۱۲).

② جامع الترمذی ۶/ ۲۶۳.

اس سلسلے میں امام بخاری تحریر کرتے ہیں:

[بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دِينٍ﴾ ۱ وَبُذْكَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالذَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ، وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ ۲ فَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ أَحَقُّ مِنْ تَطَوُّعِ الصَّدَقَةِ] ۳  
 [اللہ تعالیٰ کے ارشاد] ترجمہ: (حصوں کی تقسیم) وصیت کے بعد، جو کہ وہ کرتا ہے اور قرض (کے بعد) کی تفسیر کے متعلق باب اور منقول ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے قرض کو وصیت پر مقدم کرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: [ترجمہ: بلاشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں، کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو۔]، تو امانت [قرض] کا ادا کرنا نفل وصیت [کے پورا کرنے] سے زیادہ ضروری ہے۔]

امام ابو بکر بھاص لکھتے ہیں:

”وَهَذَا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ .“ ۴  
 ”اس بارے میں اہل اسلام میں کوئی خلاف نہیں۔“

حافظ ابن کثیر نے تحریر کیا ہے:

”أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلْفِ عَلَىٰ أَنَّ الدَّيْنَ مُقَدَّمٌ عَلَىٰ الْوَصِيَّةِ .“ ۵

”علمائے متقدمین اور متاخرین کا اس بات پر اجماع ہے، کہ قرض وصیت

① سورة النساء / جزء من الآية ۵۸ .

② صحيح البخاري، كتاب الوصايا، ۳۷۷ / ۵ .

③ أحكام القرآن ۱ / ۹۵ .

④ تفسير ابن كثير ۱ / ۴۹۹ .

پر مقدم ہے۔“

آیت شریفہ میں وصیت کے پہلے ذکر کرنے کا تقاضا یہ نہیں، کہ آغاز بھی اسی کے ساتھ کیا جائے، کیونکہ آیت شریفہ میں موجود لفظ ﴿أَوْ﴾ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا۔ امام ابو بکر بھصا لکھتے ہیں:

”وَتَقْدِيمُ الْوَصِيَّةِ عَلَى الدَّيْنِ فِي الذِّكْرِ غَيْرُ مُوجِبٍ  
لِلتَّبْدِئَةِ بِهَا عَلَى الدَّيْنِ، لِأَنَّ ﴿أَوْ﴾ لَا تُوجِبُ التَّرْتِيبَ.“  
”وصیت کے قرض سے پہلے ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا، کہ قرض  
سے پہلے ابتدا بھی اسی کے ساتھ کی جائے، کیونکہ لفظ ﴿أَوْ﴾ سے ترتیب  
لازم نہیں ہوتی۔“<sup>①</sup>

باقی وصیت کے قرض سے پہلے ذکر کرنے کی مفسرین نے متعدد حکمتیں<sup>②</sup> بیان  
کی ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے، کہ وصیت میں کوتاہی کا اندیشہ، قرض کے مقابلے  
میں زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ وصیت کرنے والا تو فوت ہو چکا ہوتا ہے، مگر قرض خواہ  
ادا یگی قرض میں کوتاہی کی راہ میں موثر رکاوٹ ہوتے ہیں۔<sup>③</sup>

## ۲۔ تقسیم وراثت کا ادا یگی قرض کے بعد ہونا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۖ  
فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِنَّ

① احکام القرآن ۱/ ۹۵؛ نیز ملاحظہ ہو: احکام القرآن لابن العربی ۱/ ۳۴۳؛ وزاد المسیر لابن

الحوزی ۲/ ۲۸؛ وفتح الباری ۱۵/ ۳۷۸.

② حافظ ابن حجر نے اس کی چھ حکمتیں بیان کی ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۱۵/ ۳۷۸).

③ ملاحظہ ہو: تفسیر ابی السعود ۲/ ۱۵۰؛ والإکلیل فی استنباط التنزیل للسیوطی ص ۸۲.

يُوصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَالْهَنْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ  
لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ  
بَعْدِ وَصِيَّتِهِ تُؤْتُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ ﴿١﴾

[ اور تمہارے لیے اس کا نصف ہے، جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں، اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو، پس اگر ان کی اولاد ہو، تو تمہارے لیے ان کے چھوڑے ہوئے میں سے چوتھا حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائیں یا قرض (کے بعد)۔ اور ان کے لیے اس میں سے چوتھا حصہ ہے، جو تم چھوڑ جاؤ، اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو۔ پس اگر تمہاری کوئی اولاد ہو، تو ان کے لیے تمہارے چھوڑے ہوئے میں سے آٹھواں حصہ ہے،

اس وصیت کے بعد جو تم کر جاؤ یا قرض [کے بعد]۔ ]

علامہ قرطبی نے آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

”وَلَا مِيرَاثَ إِلَّا بَعْدَ آدَاءِ الدَّيْنِ وَالْوَصِيَّةِ.“ ﴿١﴾

”میراث قرض کی ادائیگی اور وصیت کے [پورا کرنے کے] بعد ہے۔“

وارثوں کی صغریٰ اور معاشی حالت کی کمزوری کی صورت میں بھی وراثت کی

تقسیم، قرض کی ادائیگی کے بعد ہی ہوگی۔ امام احمد اور امام ابن ماجہ نے حضرت سعد بن

اطول رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”مَاتَ أَحِبِّي، وَتَرَكَ ثَلَاثِمِائَةَ دِينَارٍ، وَتَرَكَ صِغَارًا،

فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْفِقَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ

أَخَاكَ مَحْبُوسٌ بِدَيْنِهِ، فَادْهَبْ فَأَقْضِ عَنْهُ.“

① سورة النساء / الآية ۱۲ .

② تفسیر القرطبی ۶۱ / ۵ .

”میرے بھائی فوت ہوئے اور تین سو دینار اور چھوٹے بچے چھوڑے۔ سو میں نے ان پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا، تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرض کی بنا پر تمہارا بھائی بند کیا گیا ہے، پس جاؤ اور اس سے [قرض] ادا کرو۔“

انہوں نے بیان کیا:

”فَذَهَبْتُ، فَقَضَيْتُ عَنْهُ، ثُمَّ جِئْتُ، فَقُلْتُ: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ قَضَيْتُ عَنْهُ، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا امْرَأَةٌ تَدْعِي دِينَارَيْنِ، وَلَيْسَتْ لَهَا بَيِّنَةٌ.“

”میں نے جا کر ان کا قرضہ ادا کر دیا، پھر میں نے واپس آ کر عرض کیا: ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول! میں نے ان کا قرضہ ادا کر دیا ہے، البتہ ایک عورت باقی ہے، جو کہ ان کے ذمے دو دینار بتلا رہی ہے، لیکن اس کے پاس کوئی گواہی نہیں۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”أَعْطُهَا، فَإِنَّهَا صَادِقَةٌ.“<sup>①</sup>

”اس کو ادا کر دو، کیونکہ وہ سچی ہے۔“



① المسند، رقم الحديث ۱۷۲۲۷، ۲۸ / ۴۶۳؛ و سنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، أداء الدين عن الميت، ۲۴۸۵، ۲ / ۶۱. حافظ بوسیری نے ابن ماجہ کی [سند کو صحیح] اور شیخ البانی نے حدیث کو [صحیح] کہا ہے۔ شیخ ارتاؤوط اور ان کے رفقاء نے بوسیری کی حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مصباح الزحاجة، رقم الحديث ۸۶۱، ۲ / ۴۸ - ۴۹؛ و صحیح سنن ابن ماجہ ۱۲ / ۵۷؛ و هامش المسند ۲۸ / ۴۶۳).

## مبحث پنجم

### ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں

تمہید:

شریعت اسلامیہ میں قرض کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لیے متعدد تدابیر موجود ہیں۔ ان میں سے قرض لیتے وقت مقروض کا قرض خواہ کے پاس کوئی چیز رہن رکھنا، ادائیگی قرض کے لیے ضامن کا تقرر اور حوالہ قرض ہیں۔ رہن کے متعلق گزشتہ صفحات میں توفیق الہی سے قدرے تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔ بقیہ دو کے متعلق درج ذیل دو عنوانوں کے ضمن میں تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

۱: ادائیگی قرض کے لیے ضامن

۲: حوالہ قرض

(۱)

### ادائیگی قرض کے لیے ضامن

شریعت اسلامیہ میں قرض کی واپسی کو یقینی بنانے والی ایک تدبیر ضامن کا مقرر کرنا ہے، کہ وہ مقروض کی عدم ادائیگی کی صورت میں ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کر لے۔ اس بات پر امام ابن ماجہ کی حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث دلالت کرتی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”الزَّعِيمُ غَارِمٌ، وَالْمَدِينُ مَقْضِيٌّ.“ ❶

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب الکفالة، رقم الحدیث ۲۴۰۵، ۶۷ / ۴. (المطبوع بتحقیق

د. بشار عواد معروف). ڈاکٹر بشار نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش سنن

ابن ماجہ ۶۷ / ۴).



”ضامن ادا یگی کرنے کا پابند ہے اور قرض تو ادا کیا جانا ہے۔“

ادا یگی قرض کے لیے ضامن کا تعین مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے ہو سکتا ہے:

ا: قرض لیتے وقت

ب: قرض لینے کے بعد مقروض کی زندگی میں

ج: مقروض کی وفات کے بعد

ذیل میں تینوں صورتوں کے متعلق قدرے تفصیل پیش خدمت ہے:

ا۔ قرض لیتے وقت:

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا، کہ اس نے بنو اسرائیل کے ایک دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار بطور قرض مانگے۔ اس شخص نے کہا: ”اٰتِنِي بِاللُّهُدَاۗءِ اُشْهَدُهُمْ.“

[میرے پاس ایسے گواہ لاؤ، جن کی گواہی قابل اعتماد ہو۔]

اس [قرض طلب کرنے والے] نے جواب دیا: ”كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا.“

[گواہ تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔]

اس نے کہا: ”فَاٰتِنِيۤ بِكَفِيْلٍ.“

[تو میرے پاس کوئی ضامن لاؤ۔]

اس نے جواب دیا: ”كَفَى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا.“

[اللہ تعالیٰ بطور ضامن کافی ہیں۔]

اس نے کہا: ”صَدَقْتُ ..... الْحَدِيثُ.“<sup>①</sup>

① صحیح البخاری، کتاب الکفالة، جزء من رقم الحدیث ۲۲۹۱، ۴/۴۶۹.

”تو نے سچ کہا ہے..... آخر حدیث تک۔“ ☆

امام بخاری نے اس حدیث کو درج ذیل عنوان کے ضمن میں روایت کیا ہے:

[بَابُ الْكِفَالَةِ فِي الْقَرْضِ وَالذُّيُونِ بِالْأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا.]<sup>①</sup>  
[قرض کی شخصی اور دیگر (یعنی مالی) ضمانتوں کے متعلق باب]

حافظ ابن حجر نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے:

”وَفِيهِ طَلَبُ الشُّهُودِ فِي الدَّيْنِ وَطَلَبُ الْكَفِيلِ بِهِ.“<sup>②</sup>  
”اس [حدیث] سے قرض میں گواہوں اور ادائیگی قرض کے لیے ضامن طلب کرنا ثابت ہوتا ہے۔“

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ مزید لکھتے ہیں:

”وَوَجْهُ الدَّلَالَةِ مِنْهُ عَلَى الْكِفَالَةِ تَحَدُّثُ النَّبِيِّ ﷺ  
بِذَلِكَ، وَتَقْرِيرُهُ لَهُ. وَإِنَّمَا ذَكَرَ ذَلِكَ لِئَتَأَسَى بِهِ فِيهِ، وَإِلَّا  
لَمْ يَكُنْ لِدُكْرِهِ فَائِدَةٌ.“<sup>③</sup>

”[قرض کی ادائیگی میں] ضامن کے طلب کرنے پر دلالت اس لیے ہے،

کہ نبی کریم ﷺ نے بلا انکار اس کا ذکر فرمایا۔ اور بلاشبہ آپ ﷺ نے

نے یہ بات اس لیے بیان کی، کہ اس کے مطابق عمل کیا جائے، وگرنہ

آپ کے بیان کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔“

ب: قرض لینے کے بعد مقروض کی زندگی میں:

امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے:

① صحیح البخاری ۴ / ۶۹۷۔

② فتح الباری ۴ / ۷۰۔

③ المرجع السابق ۴ / ۷۰۔ ☆ مکمل حدیث اس کتاب کے ص ۹۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

”أَنَّ رَجُلًا لَزِمَ غَرِيمًا لَهُ بِعَشْرَةِ دَنَانِيرَ عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ”مَا عِنْدِي شَيْءٌ أُعْطِيكَهُ.“  
فَقَالَ: ”لَا، وَاللَّهِ! لَا أَفَارِقُكَ حَتَّىٰ تَقْضِيَنِي أَوْ تَأْتِيَنِي بِحَمِيلٍ.“

فَجَرَّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ”كَمْ يَسْتَنْظِرُكَ؟“  
فَقَالَ: ”شَهْرًا.“

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”فَأَنَا أَحْمِلُ لَهُ.“  
فَجَاءَهُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
”مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هَذَا؟“  
قَالَ: ”مِنْ مَعْدِن.“  
قَالَ: ”لَا خَيْرَ فِيهَا.“  
وَقَضَاهَا عَنْهُ. ❶

”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص دس دینار ادا نہ کرنے کی بنا پر مقروض کو چٹ گیا، تو اس [مقروض] نے کہا: ”میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں، کہ میں تمہیں دوں۔“  
اس نے کہا: ”نہیں، اللہ کی قسم! میں اس وقت تجھے نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ تم میری رقم ادا کرو یا مجھے کوئی ضامن دو۔“  
پھر وہ اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس کھینچ کر لے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: ”وہ کتنی مہلت طلب کر رہا ہے؟“

❶ سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی استخراج المعادن، رقم الحدیث ۳۳۲۶، ۱۲۵/۹۔  
۱۲۶؛ و سنن ابن ماجہ، أبواب الأحکام الکفالة، رقم الحدیث ۵۶/۲، ۲۴۳۔ شیخ البانی نے اس کو صحیح [کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سنن ابی داؤد ۶۴۰/۲)۔ الفاظ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔

اس نے عرض کیا: ”ایک ماہ۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔“

وہ نبی کریم ﷺ کے فرمائے ہوئے وقت پر آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے

اس سے پوچھا: ”تم نے یہ [رقم] کہاں سے حاصل کی ہے؟“

اس نے جواب دیا: ”ایک کان سے۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اس میں خیر نہیں۔“<sup>①</sup>

پھر آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف سے (قرض) ادا کر دیا۔<sup>②</sup>

### ج۔ مقروض کی وفات کے بعد:

امام بخاری نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ نبی

کریم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا، تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، تو

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”هَلْ عَلَيْهِ ذَيْنٌ؟“

”کیا اس کے ذمے کوئی قرض ہے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”لا۔“ ..... ”نہیں!“، تو آپ ﷺ نے اس کی نماز

جنازہ پڑھائی۔

① آنحضرت ﷺ کے ارشاد [اس میں خیر نہیں] کے متعلق علامہ خطابی کے بیان کردہ احتمالات میں سے

چار درج ذیل ہیں:

۱۔ آنحضرت ﷺ کو اس لائے ہوئے سونے کے بارے میں کسی ایسی بات کا علم ہو، کہ اس کی بنا پر

آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا۔

۲۔ کان والے کان سے نکلی ہوئی مٹی بیچتے ہیں، اس میں سونا چاندی کے ٹکٹے، نہ ٹکٹے اور ٹکٹے کی صورت

میں اس کی مقدار کا قطعی علم نہ ہونے کی بنا پر غرر [دھوکا] کا امکان ہوتا ہے۔

۳۔ خام سونے کا لین دین میں رواج نہیں ہوتا۔ لین دین میں ڈھالا ہوا سونا اور چاندی کام آتے ہیں۔

۴۔ کانوں سے سونا چاندی نکالتے وقت انسانی جانوں کے ضیاع کا خطرہ ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(ملاحظہ ہو: معالم السنن ۳/۵۴-۵۵۔)

② ملاحظہ ہو: بذل المجہود ۱۴/۲۹۰۔

پھر آنحضرت ﷺ کے پاس ایک دوسرا جنازہ لایا گیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: ”هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟“

”کیا اس کے ذمے کوئی قرض ہے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”جی ہاں!“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”فَصَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ.“

”تم [ہی] اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھ لو۔“

ابوقادہ نے عرض کیا: ”عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ.“

”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! اس کا قرض میرے ذمے ہے۔“

[یعنی میں اس کا قرض ادا کر دوں گا۔]

”فَصَلِّ عَلَيَّ.“ ❶

”تب آنحضرت ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔“

سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بِالْوَفَاءِ؟“

”(تم ذمہ داری لیتے ہو) ادائیگی کی؟“

انہوں نے عرض کیا: ”بِالْوَفَاءِ.“

”(جی ہاں!) ادائیگی کی۔“ ❷

المستدرک میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”هُمَا عَلَيْكَ، وَفِي مَالِكَ، وَالْمَيْتُ مِنْهُمَا بَرِيءٌ.“

”وہ دو (قرض والے دینار) تجھ پر اور تیرے مال پر ہیں اور میت دونوں

(کی ادائیگی) سے بری ہو چکی ہے۔“

❶ صحیح البخاری، کتاب الکفالة، رقم الحدیث ۴۰۲۲۹۵ / ۴۷۴.

❷ صحیح سنن النسائی ۲ / ۹۷۰؛ صحیح سنن ابن ماجہ ۲ / ۵۱.

انہوں نے عرض کیا: ”جی ہاں۔“

تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

”فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا لَقِيَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: ”مَا صَنَعْتَ

الدُّيْنَارَانَ؟“

حَتَّىٰ كَانَ آخِرَ ذَلِكَ قَالَ: ”قَدْ قَضَيْتُهُمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟“

”(اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی جب بھی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات

ہوتی، تو فرماتے: ”ان دو دیناروں کا کیا بنا ہے؟“

یہاں تک کہ آخر کار انہوں نے عرض کیا: ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ!

میں نے ان دونوں کو ادا کر دیا ہے۔“

[یہ سن کر] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أَلَا نَحْنُ جِئْنَا بِرَدِّتْ عَلَيْهِ جَلْدَهُ.“<sup>①</sup>

”اب اس پر اس کی جلد ٹھنڈی ہوئی ہے۔“

امام بخاری نے مذکورہ بالا روایت کو صحیح بخاری میں درج ذیل عنوان کے ضمن

میں نقل کیا ہے:

[بَابُ مَنْ تَكْفَّلَ عَنْ مَيْتِ دَيْنًا فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ .]<sup>②</sup>

[اس بارے میں باب کہ میت کے قرض کا ضامن بننے والا [اس سے]

رجوع نہیں کر سکتا۔]

① المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، التشدید فی أداء الدین، ۲ / ۵۸ . امام حاکم نے اس

کی [سند کو صحیح] اور حافظ ذہبی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۷ / ۵۸ ؛

والتلخیص ۲ / ۵۸).

② صحیح البخاری ۴ / ۴۷۴ .

علامہ عینی فوائد حدیث بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

” فِيهِ الْكَفَالَةُ عَنِ الْمَيِّتِ . “ ❶

” اس [ حدیث ] میں میت کی طرف سے [ ادائیگی قرض میں ] ضامن ہونا ثابت ہوتا ہے۔ “

بلاشک و شبہ ضمانت کی یہ تینوں صورتیں قرض کی واپسی میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔

(۲)

### حوالہ قرض

ادائیگی قرض کو ممکن بنانے کے لیے ایک شرعی تدبیر [ حوالہ قرض ] ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

” وَهِيَ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ نَقْلُ دَيْنٍ مِنْ ذِمَّةٍ إِلَى ذِمَّةٍ . “ ❷

” وہ فقہاء کے نزدیک قرض کو ایک شخص کی ذمہ داری سے دوسرے شخص کی ذمہ داری میں منتقل کرنا ہے۔ “

اس کی دلیل امام بخاری اور امام مسلم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ ، فَإِذَا تُبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ . “ ❸

” دولت مند کی طرف سے ٹال مٹول ظلم ہے، سو جب کسی کو دولت مند کے حوالے کیا جائے، تو وہ اس کو قبول کرے۔ “

حدیث کی شرح میں امام نووی نے تحریر کیا ہے:

❷ فتح الباري ۴ / ۴۶۴ .

❸ عمدة القاري ۱۲ / ۱۱۳ .

❹ صحيح البخاري، كتاب الحوالة، باب الحوالة، وَهَلْ يُرْجَعُ فِي الْحَوَالَةِ، رقم الحديث ۴۰۲۲۸۷ / ۴۶۶۴؛ وصحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم مطلق الغني، وصحة الحوالة، واستحباب قبولها إذا أحيل على مليء، رقم الحديث ۳۳ - (۱۰۶۴)، ۱۱۹۷ / ۳ .

”وَإِذَا أُحْجِلَ بِالذَّيْنِ الَّذِي لَهُ، عَلَى مُوسِرٍ فَلْيَحْتَلْ.“<sup>①</sup>  
 ”جب اس کے قرض کو کسی غنی کے ذمے لگایا جائے، تو اس کو چاہیے، کہ  
 اسے قبول کر لے۔“

قرض خواہ کی طرف سے اس حوالہ کو قبول کرنے کے متعلق علماء کی تین آراء  
 ہیں۔ بعض نے اس کو مباح، بعض نے مستحب اور بعض نے واجب قرار دیا ہے۔<sup>②</sup> ان  
 تینوں میں سے جو رائے بھی راجح ہو، اس سے قطع نظر، یہ بات تو واضح ہے، کہ قرض کی  
 واپسی کو ممکن بنانے والی ایک شرعی تدبیر [حوالہ قرض] بھی ہے۔



WWW.KITABOSUNNAT.COM

① شرح النووي ۲۲۸/۱۰.

② ملاحظہ ہو: فتح الباري ۴/۴۶۵؛ نیز ملاحظہ ہو: المفہم ۴/۴۳۹.



## مبحث ششم

### نادار مقروض کی اعانت

تمہید:

بسا اوقات مقروض کوشش کے باوجود قرض ادا نہیں کر پاتا۔ اسلام میں جہاں ایک طرف قرض خواہ کو اس کے ساتھ مطالبہ میں نرمی، ادائیگی میں مہلت، قرض کے کچھ حصہ یا مکمل قرضہ کی معافی کی ترغیب دی گئی ہے، وہاں دوسری طرف عام مسلمانوں، اس کے رشتہ داروں اور اسلامی ریاست کو بھی اس کی اعانت کی تلقین کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں قرض خواہ کو دی ہوئی ہدایات کا قدرے تفصیلی ذکر توفیق الہی سے گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے۔<sup>①</sup>

اس مقام پر عام مسلمانوں، اقارب اور اسلامی ریاست کو دی ہوئی ہدایات کا ذکر توفیق الہی سے درج ذیل تین عنوانوں کے ضمن میں کیا جا رہا ہے:

#### ۱۔ اسلامی معاشرہ کی طرف سے اعانت:

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو، جو قرض کے زیر بار آجائیں اور کوشش کے باوجود، ادائیگی کی استطاعت نہ رکھیں، زکوٰۃ کے مستحقین میں شامل فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَبِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوْلَاةُ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرْمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ

① اس کتاب کے صفحات ۶۹ تا ۸۵ ملاحظہ فرمائیے۔

فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱﴾

”بے شک اموالِ صدقہ فقیروں کے لیے اور مسکینوں کے لیے اور انھیں اکٹھا کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے، جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہو اور گردنیں چھڑانے کے لیے ﴿۲﴾ اور قرض داروں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے اور مسافر کے لیے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے کمال حکمت والے ہیں۔“

امام قرطبی ﴿الغارِ مُؤَنَّ﴾ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

”هُمُ الَّذِينَ رَكِبَهُمُ الدَّيْنُ، وَلَا وَقَاءَ عِنْدَهُمْ بِهِ، وَلَا خِلَافَ فِيهِ، اللَّهُمَّ مَنِ ادَّانَ فِي سَفَاهَةٍ، فَإِنَّهُ لَا يُعْطَى مِنْهَا وَلَا مِنْ غَيْرِهَا إِلَّا أَنْ يَتُوبَ. “ ﴿۳﴾

”وہ ایسے لوگ ہیں، کہ ان پر قرض چڑھ جائے اور اس کی ادائیگی کی ان میں استطاعت نہ ہو، البتہ جس نے حماقت کے کاموں کے لیے قرض لیا ہو، اس کی نہ زکوٰۃ کی مدد سے اور نہ ہی کسی اور مدد سے مدد کی جائے گی، ہاں اگر وہ توبہ کرے [تو پھر اعانت کی جائے گی]۔“

قاضی ابوسعود تحریر کرتے ہیں:

”الَّذِينَ تَدَايَنُوا لِأَنْفُسِهِمْ فِي غَيْرِ مَعْصِيَتِهِمْ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ نِصَابٌ فَاضِلٌ عَنْ دِيُونِهِمْ. “ ﴿۴﴾

① سورة التوبة / الآية ۶۰ .

② یعنی غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرانے کے لیے۔

③ تفسیر القرطبی ۸ / ۱۸۳ - ۱۸۴ .

④ تفسیر أبي السعود ۴ / ۷۶ .

”وہ ایسے لوگ ہیں، کہ انہوں نے اپنی جانوں کے لیے نافرمانی کے کاموں کی بجائے (ٹھیک اغراض) کے لیے قرضہ لیا ہو، جب کہ (ادا یگی) قرض کے بعد ان کے پاس بقدر نصاب مال نہ رہ جائے۔“

نبی کریم ﷺ نے بھی اس قسم کے مقروض کو صدقہ و خیرات دینے کی ترغیب دی ہے۔ امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”أَصِيبُ رَجُلٍ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي ثَمَارٍ ابْتَاعِهَا، فَكُثِرَ دِينُهُ.“

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ.“

فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دِينِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”خُدُّوا مَا وَجَدْتُمْ، وَكَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ.“<sup>①</sup>

”نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک شخص<sup>②</sup> نے [باغ کا] پھل خریدا۔ جس میں نقصان کی بنا پر اس کے ذمہ کافی قرض چڑھ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر صدقہ کرو۔“

لوگوں نے اس پر صدقہ کیا، لیکن اس سے قرضہ کی رقم پوری نہ ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے [ان کے قرض خواہوں سے] فرمایا: ”جو تمہیں ملا ہے، وہی لے لو۔ اس کے علاوہ تمہارے لیے کچھ نہیں۔“

حدیث کی شرح میں علامہ قرطبی تحریر کرتے ہیں:

① صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب استحباب وضع الدين، رقم الحدیث ۱۰۵۶ / ۳ / ۱۱۹۱۔

② یہ شخص حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔

”وَلَا يَجِبُ أَنْ يُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ . وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ ، أَوْ حَصَّ عَلَيْهِ كَانَ خَيْرًا لَهُ ، وَفِيهِ ثَوَابٌ كَثِيرٌ . وَفَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ ذَلِكَ بِمُعَاذٍ - ﷺ - لِتَيْنِ خُصُومِهِ أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدَهُ شَيْءٌ وَلِتَطِيبُ قُلُوبُهُمْ بِمَا أَخَذُوا ، فَيَسْهَلُ عَلَيْهِمْ تَرْكُ مَا بَقِيَ ، وَيَلْخَفَ الدَّيْنُ عَنْ مُعَاذٍ - ﷺ - . وَلَيَسَّارَكَ الْمُتَصَدِّقُونَ فِي أَجْرِ الْمَعُونَةِ وَثَوَابِهَا ، وَلَيَكُنْ ذَلِكَ سُنَّةً حَسَنَةً .“ ❶

”اُس پر صدقہ کرنا واجب نہیں۔ اور جس نے کیا یا اس کی ترغیب دی، تو اس نے اپنے لیے بھلائی کی، اور اس میں بہت ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ طرز عمل اس لیے اختیار کیا، تاکہ ان کے قرض خواہوں پر واضح ہو جائے، کہ ان کے پاس (دینے کے لیے) کچھ بھی نہیں اور جو کچھ وہ لے چکے ہیں، اس کے ساتھ ان کے دل راضی ہو جائیں اور قرض کا باقی حصہ چھوڑنا، ان کے لیے آسان ہو جائے۔ اور اسی طرح معاذ رضی اللہ عنہ سے قرض کی تخفیف ہو جائے، صدقہ کرنے والے تعاون کے اجر و ثواب میں شریک ہو جائیں، اور یہ [نادار قرض دار پر صدقہ کرنا] اچھی سنت بن جائے۔“

### تنبیہ:

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے قرض داروں کو مفلس کے ہاں پائی جانے والی ہر چیز لینے کا حق دیا ہے۔ علامہ قرطبی شرح حدیث میں لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: ﴿ خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ ﴾ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْمُفْلِسَ يُؤْخَذُ مِنْهُ كُلُّ مَا يَوْجَدُ لَهُ ، وَسُنَّتِي مِنْ ذَلِكَ مَا كَانَ مِنْ ضَرُورَتِهِ .

وَرَوَى ابْنُ نَافِعٍ عَنِ مَالِكٍ: "أَنَّهُ لَا يُتْرَكُ لَهُ إِلَّا مَا يُؤَارِيهِ ."  
وَلَا يُتْرَكُ لَهُ مَسْكَنٌ ، وَلَا خَاتَمٌ ، وَلَا تَوْبُ جُمُعَتِهِ مَا لَمْ  
تَقْلَ قِيمَتُهَا .<sup>①</sup>

”آنحضرت ﷺ کا ارشاد: [جو تم پاؤ، لے لو] اس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ اس کے ہاں موجود ہر چیز لے لی جائے گی، البتہ اس کی ضرورت کی چیزیں چھوڑی جائیں گی۔ ابن نافع نے مالک سے روایت نقل کی گئی ہے: ”بدن کو چھپانے والے کپڑوں کے سوا کوئی چیز اس کے لیے چھوڑی نہ جائے گی۔“ اس کی رہائش گاہ، انگٹھی حتیٰ کہ جمعہ کا لباس بھی اس کے لیے چھوڑا نہ جائے گا، البتہ اگر اس کی قیمت معمولی ہو، تو اس کے پاس رہنے دیا جائے گا۔“

اور اس کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكُ .“..... ”اور تمہارے لیے اس کے سوا کچھ نہیں۔“ اس طرح آنحضرت ﷺ نے اپنے فیصلہ میں توازن برقرار رکھا۔ ایک طرف قرض خواہوں کو مقروض کی بساط سے باہر کسی چیز کے تقاضا سے روک دیا، تو دوسری طرف قرض دار کو اس بات کا پابند کیا ہے، کہ جو کچھ بھی اس کے ہاں موجود ہے، اپنے قرض خواہوں کے حوالہ کر دے۔

حدیث کی شرح میں علامہ نووی نے تحریر کیا ہے:

”فِيهِ التَّعَاوُنُ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى ، وَمَوَاسَاةُ الْمُحْتَاَجِ ،  
وَمَنْ عَلَيْهِ الدِّينُ ، وَالْحَثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ عَلَيْهِ .“<sup>②</sup>

”اس [حدیث] میں نیکی اور تقویٰ [کے کاموں] میں تعاون، نادار اور [خصوصی طور پر] مقروض کے ساتھ ہمدردی اور اس پر صدقہ کرنے کی

② شرح النووي ۱۰ / ۲۱۸ .

① المفهم ۴ / ۴۲۸ باختصار .

ترغیب ہے۔“

علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ نے قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے شخص کو سوال کرنے کی اجازت دی ہے۔ امام احمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدٍ ثَلَاثٍ: ذِي دَمٍ مُّوجِعٍ، أَوْ غُرْمٍ مُّفْطَعٍ، أَوْ فَقْرٍ مُّذْقِعٍ.“<sup>①</sup>

”بلاشبہ تین قسم کے اشخاص میں سے کسی ایک کے علاوہ سوال کرنا جائز نہیں: اذیت ناک خون والے،<sup>②</sup> یا بھاری قرض والے، یا شدید فقر والے۔“

مزید برآں آنحضرت ﷺ کا نادار مقروض میت کی نماز جنازہ خود پڑھانے کی بجائے حضرات صحابہ سے یہ فرمانا:

”صَلُّوْا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ.“

”تم [میں] اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔“

اس میں بھی ضمنی طور عام لوگوں کو اس بات کی ترغیب ہے، کہ وہ اس کا قرض ادا کر دیں، تاکہ وہ نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ سے محروم نہ رہے۔<sup>③</sup>

## ۲۔ اقارب کو نادار میت کے قرض کی ادائیگی کی تلقین:

نبی کریم ﷺ سے یہ بات بھی ثابت ہے، کہ آپ ﷺ نے نادار میت کا قرضہ ادا کرنے کی رشتہ داروں کو پر زور ترغیب دی۔ حضرات ائمہ ابو داؤد الطیالسی، احمد،

① المسند، جزء من رقم الحدیث ۱۲۱۳۴، ۱۹ / ۱۸۲ - ۱۸۳. شیخ ارناؤد ط اور ان کے رفقاء نے

[شواہد کی بنا پر اس کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱۹ / ۱۸۳).

② وہ قتل، کہ اس کی دیت کا ادا کرنا قاتل یا اس کے اولیاء کے بس میں نہ ہو۔

③ حدیث کی تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو اس کتاب کا صفحہ ۱۶۲۔

ابوداؤد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”حَطَبْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ”هَهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟“  
فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ.

ثُمَّ قَالَ: ”هَهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟“  
فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ.

ثُمَّ قَالَ: ”هَهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟“  
فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: ”أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! ﷺ“.

فَقَالَ: ”مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي فِي الْمَرَّتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ؟“ أَمَا إِنِّي لَمْ  
أَنْوَهُ بِكُمْ إِلَّا خَيْرًا. إِنَّ صَاحِبَكُمْ مَأْسُورٌ بِدِينِهِ.

فَلَقَدْ رَأَيْتَهُ آدَى عَنْهُ حَتَّى مَا بَقِيَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ. ①

”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”فلاں قبیلہ کا  
کوئی شخص یہاں ہے؟“

① مسند أبي داود الطيالسي، وما أسند عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ، رقم الحديث ۹۳۳، ۲۱۳-۲۱۴؛ والمسند، رقم الحديث ۲۰۱۲۴، ۲۳۳/۳۱۰؛ وسنن أبي داود، كتاب البيوع، باب التشديد في الدين، رقم الحديث ۳۳۳۹، ۱۳۷/۹؛ وسنن النسائي، كتاب البيوع، التسهيل فيه، ۳۱۵/۷؛ والمستدرک على الصحيحين، كتاب البيوع، ۲۵/۲؛ والسنن الكبرى للبيهقي، كتاب التفليس، باب حلول الدين عن الميت، رقم الحديث ۱۱۲۶۷، ۱۶/۸۱. الفاظ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔ امام حاکم، شیخ البانی اور ڈاکٹر محمد ترکی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک على الصحيحين ۲۵/۲؛ وصحيح الترغيب والترهيب ۳۵۳/۲؛ وهامش مسند أبي داود الطيالسي ۲/۲۱۴). نیز ملاحظہ ہو: أحكام الحناظر ویدعها ص ۱۵.

کسی شخص نے بھی جواب نہ دیا۔

آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: ”فلاں قبیلہ کا کوئی شخص یہاں ہے؟“

کسی شخص نے بھی جواب نہ دیا۔

آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: ”یہاں فلاں قبیلہ کا کوئی شخص ہے؟“

ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ”میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ!“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”پہلی دو مرتبہ جواب دینے سے تجھے کس چیز

نے روکا۔ خبردار! [یعنی خوب توجہ سے سنو] بلاشبہ میں تو تمہارا ذکر تمہاری

بھلائی ہی کے لیے کرتا ہوں۔ بے شک تمہارا ساتھی قرض کی وجہ سے روکا

گیا ہے۔<sup>①</sup>

(سمرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا): یقیناً میں نے دیکھا، کہ اس نے اس کی

طرف سے ادا کر دیا، یہاں تک کہ کوئی کسی چیز کا مطالبہ کرنے والا باقی نہ

رہا۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

”فَإِنْ شِئْتُمْ فَأَقْدُوهُ، وَإِنْ شِئْتُمْ فَأَسْلِمُوهُ إِلَىٰ عَذَابِ اللَّهِ.“<sup>②</sup>

”پس اگر تم چاہو، تو اس کی طرف سے فدیہ دے<sup>③</sup> دو اور اگر چاہو، تو

اس کو عذابِ الہی کے سپرد کر دو۔“

ایک اور روایت میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

① مسند ابی داؤد الطیالیسی میں ہے: ”إِنَّ صَاحِبَكُمْ مَحْبُوسٌ بِبَابِ الْجَنَّةِ بِدِينِ عَلِيِّهِ.“

(۲۱۴/۱۲)۔ ”بلاشبہ تمہارا ساتھی اپنے ذمہ قرض کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روکا گیا ہے۔“

② المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ۲۵/۱۲۔

③ یعنی قرض ادا کر کے اس کو چھڑا لو۔ ایک اور روایت میں ہے: ”وَإِنْ شِئْتُمْ فَفَكُّوهُ.“ (مسند ابی

داؤد الطیالیسی، رقم الحدیث ۹۳۴، ۲۱۵/۱۲)۔



”فَلَوْ رَأَيْتُ أَهْلَهُ وَمَنْ يَتَحَرَّوْنَ أَمْرَهُ قَامُوا فَقَضَوْا عَنْهُ.“ ❶

”میں چاہتا ہوں، کہ اس کے کنبہ والے اور اس کے معاملہ کی فکر کرنے والے لوگ اُنھیں اور اس کی طرف سے ادائیگی کر دیں۔“

۳: نادار مقروض کے سلسلے میں اسلامی ریاست کی ذمہ داری:

اسلامی ریاست کی گونا گوں ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ وہ نادار اور مفلس مقروض لوگوں کے قرض کی ادائیگی میں ان کی اعانت کرے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کسی ایسی میت کو لایا جاتا، جس پر قرض ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

”هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا؟“

”کیا اس نے اپنے قرض کے ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟“

پھر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا جاتا، کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے، کہ اس سے قرض ادا ہو سکتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز (جنازہ) پڑھاتے، وگرنہ مسلمانوں سے فرماتے:

”صَلُّوْا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ.“

”اپنے ساتھی کی نماز (جنازہ) پڑھ لو۔“

پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”أَنَا أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تَوَقَّى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ

دَيْنًا فَعَلَيْ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَا لَا فِلْوَرِئِهِ.“ ❷

❶ السنن الكبرى للبيهقي، كتاب التفليس، باب حلول الدين على الميت، جزء من رقم الحديث ۸۲/۶، ۱۱۲۶۸.

❷ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الكفالة، باب الدين، رقم الحديث ۴۷۷/۴، ۲۲۹۸؛ صحيح مسلم، كتاب الفرائض، باب من ترك مالا فلورثته، ۱۴ - (۱۶۱۹)، ۱۲۳۷/۳.

”میں ایمان والوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں۔ اس لیے [اب] جو بھی اہل ایمان میں سے وفات پا جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو، تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔ اور جو کوئی مال چھوڑے، تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔“

آنحضرت ﷺ کا یہ اعلان اسلامی حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے تھا۔ اسی لیے آپ ﷺ کے انتقال کے بعد، یہ ذمہ داری مسلمان حکام کی ہے۔ اس حدیث کی شرح میں حضرات محدثین نے اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے تین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام ابن بطلال تحریر کرتے ہیں:

وَهَكَذَا يَلْزَمُ السُّلْطَانَ أَنْ يَفْعَلَهُ لِمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْهُ وَقَعَ الْقَصَاصُ مِنْهُ فِي الْآخِرَةِ، وَلَمْ يُحْبَسِ الْغَرِيمُ عَنِ الْجَنَّةِ بِدَيْنٍ، لَهُ مِثْلُهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ وَإِلَّا فَبِقِسْطِهِ. ①

سلطان پر لازم ہے، کہ وہ مقرض ہونے کی حالت میں فوت ہونے والے شخص کے ساتھ ایسا معاملہ کرے، اگر وہ ایسے نہیں کرے گا، تو آخرت میں اس سے قصاص لیا جائے گا۔ مقرض کو ایسے قرض کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے جنت میں جانے سے روکا نہ جائے گا، کہ جس کے برابر اس کا بیت المال میں حق تھا۔ اگر ایسا نہ ہو، تو اس کے حصہ کے مطابق۔ ②

ب: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”وَهَلْ كَانَ ذَلِكَ مِنْ خَصَائِصِهِ أَوْ يَجِبُ عَلَيَّ وَكَلَاةِ الْأَمْرِ

① ملاحظہ ہو: شرح ابن بطلال ۶/ ۴۲۸؛ وفتح الباری ۱۲/ ۱۰۔

② یعنی اگر قرض کے برابر مقرض کا بیت المال میں حق نہ ہو، تو جس قدر اس کا حق بنتا ہو، اسی حساب سے سلطان بیت المال سے اس کا قرض ادا کرے۔

بَعْدَهُ؟ وَالرَّاجِحُ الْأَسْتِمْرَارُ. ❶

”کیا یہ آنحضرت ﷺ کے خصائص میں سے تھا یا آپ کے بعد حکام پر بھی واجب ہے؟

راجح بات یہ ہے، کہ اس کا وجوب [ان پر] جاری ہے۔“

ج: علامہ یعنی اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

”وَفِيهِ أَنَّ الْأِمَامَ يَلْزَمُهُ أَنْ يَفْعَلَ هَكَذَا فَيَمْنَنَ مَاتَ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ. فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْهُ وَقَعَ الْقِصَاصُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَالْإِثْمُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا، إِنْ كَانَ حَقُّ الْمَيْتِ فِي الْمَالِ بَقِيَ بِقَدْرِ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ وَإِلَّا فَبِقِسْطِهِ. ❷“

”اس [حدیث] میں یہ ہے، کہ بلاشبہ امام پر لازم ہے، کہ وہ فوت ہونے والے مقروض شخص کے ساتھ ایسے ہی کرے۔ اگر وہ ایسے نہیں کرے گا، تو روز قیامت اس سے قصاص لیا جائے گا اور دنیا میں وہ گناہ گار ہے۔ اگر بیت المال میں میت کا حق قرض کے برابر ہو [تو مکمل قرض ادا کیا جائے گا]، وگرنہ اس کے حق کے برابر اس کا قرض ادا کیا جائے گا۔“

❸: شیخ البانی لکھتے ہیں:

”فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ، فَعَلَى الدَّوْلَةِ أَنْ تُؤَدِّيَ عَنْهُ، إِنْ كَانَ جَهْدَ فِي قَضَائِهِ.“

”اگر اس [یعنی مقروض میت] کے پاس مال نہ ہو، اور اس نے [پہلے سے خود] اس کے ادا کرنے کے لیے جدوجہد کی ہو، [لیکن ادا نہ کر سکا ہو]

❶ فتح الباری ۱۲ / ۱۰۔

❷ عمدة القاری ۱۲ / ۱۲۶۔

تو ریاست کی ذمہ داری ہے، کہ اس کی طرف سے ادا کرے۔<sup>①</sup>  
آنحضرت ﷺ کے بعد بھی بعض مسلمان حکام اس ذمہ داری کو پورا کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ امام ابو عبید القاسم بن سلام نے روایت نقل کی ہے، کہ:  
عمر بن عبد العزیز نے عبد الحمید بن عبد الرحمن کو، جو کہ عراق میں تھے، لکھا کہ لوگوں کے عطیات دے دو۔

انہوں نے جواب میں لکھا: ”بلاشبہ میں لوگوں کے عطیات ان کو دے چکا ہوں، [لیکن پھر بھی] بیت المال میں مال باقی ہے۔“  
انہوں نے ان کو لکھا:

أَنْ أَنْظِرُ كُلَّ مَنْ آدَانَ فِي غَيْرِ سَفَهٍ وَلَا سَرْفٍ، فَأَقْضِ عَنْهُ.<sup>②</sup>  
”تم دیکھو، کہ ہر وہ شخص جس نے بیوقوفی کے کاموں یا اسراف سے خرچ کرنے کے لیے قرض نہ لیا ہو، اس کی طرف سے قرض ادا کر دو۔“  
بیت المال سے اعانت کے حصول کے لیے شرائط:

اس گفتگو سے کوئی یہ نہ سمجھ لے، کہ وہ لوگوں سے قرض لے کر اسراف و تبذیر سے لوگوں کے مالوں کو برباد کرتا رہے، پھر اس کے مرنے کے بعد بیت المال اس کے ذمہ قرضوں کو ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ یہ تصور خام خیالی اور دین سے نا فہمی کی پیداوار ہے۔ بیت المال پر میت کے قرضہ جات کی ادائیگی کی ذمہ داری کے لیے کچھ شرائط ہیں، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱۔ قرض لینے کا معقول اور جائز سبب:

بیت المال صرف انہی قرضوں کی ادائیگی کا پابند ہوگا، جو کہ معقول اور جائز

① احکام الجنائز و بدعها، ص ۱۴۔

② کتاب الأموال، باب تعجیل إخراج الفیء و قسمته بین أهله، رقم الروایة ۶۲۵، ص ۲۳۴۔

مقاصد کی خاطر لیے گئے ہوں۔ اسراف و تبذیر کی غرض سے لیے ہوئے قرضوں کی ادائیگی کی ذمہ داری بیت المال پر نہیں۔ اس شرط کی تائید حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اس حکم سے ہوتی ہے، جو کہ انہوں نے حاکم عراق عبدالحمید بن عبدالرحمن کو دیا تھا، کہ اس شخص کا قرض بیت المال سے ادا کرو، جس نے حماقت کے کاموں یا اسراف سے خرچ کرنے کے لیے قرض نہ لیا ہو۔ اسی طرح اس کی تائید امام قرطبی اور قاضی ابوسعود کے بیانیوں سے بھی ہوتی ہے، کہ زکوٰۃ کا مستحق وہ مقروض شخص ہے، کہ جس نے بیوقوفی اور گناہ کے کاموں کی خاطر قرض نہ لیا ہو۔<sup>①</sup>

۲۔ ادائیگی قرض کے لیے مقروض کی تاحد استطاعت کوشش:

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں، کہ وہ قرض لے کر جاڑ دے، پھر اس انتظار میں رہے، کہ بیت المال اس کو ادا کرے۔ وہ اس بات کا پابند ہے، کہ قرض کی واپسی کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے تاحد استطاعت کوشش کرے۔ اگر پھر بھی اس کو کامیابی نہ ہو اور وہ قرض ادا کیے بغیر مر جائے، تو پھر بیت المال اس کی جانب سے قرض ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ حَمَلَ مِنْ أُمَّتِي دَيْنًا، ثُمَّ جَهَدَ فِي قَضَائِهِ، فَمَاتَ، وَلَمْ يَقْضِهِ،

فَأَنَا وَوَلِيُّهُ.“<sup>②</sup>

”میری امت میں سے جس شخص نے قرض لیا، پھر اس کی ادائیگی کی

① ملاحظہ ہو اس کتاب کے صفحات ۴۷، ۴۸ اور ۱۵۶۔

② المسند، رقم الحدیث ۲۴۴۵۵، ۴۰ / ۵۱۱۔ حافظ منذری اس کے متعلق لکھتے ہیں، کہ احمد نے اس کو

[عمدہ اسناد] کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابویعلیٰ اور طبرانی نے [المعجم الاوسط] میں اس کو روایت کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: الترغیب والترہیب ۱ / ۵۹۸)۔ شیخ البانی اور شیخ ارنؤڈ اور ان کے رفقاء نے اس کو [صحیح

قراریا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۱ / ۳۴۹؛ وھامش المسند ۴ / ۵۱۱)۔

خاطر جدوجہد کی، [لیکن] پھر [بھی] وہ ادا کیے بغیر مر گیا، تو میں قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں۔“

### ۳۔ بیت المال میں مال کی موجودگی:

مذکورہ بالا دونوں شرطوں کی موجودگی کے باوجود، خزانہ خالی ہونے کی صورت میں اسلامی ریاست ادائیگی قرض کی ذمہ دار نہ ہوگی۔ اس کے لیے دونوں شرطوں کے ساتھ بیت المال میں مال کی موجودگی، تیسری شرط کا ہونا بھی ضروری ہے، جیسا کہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے، کہ آنحضرت ﷺ بیت المال خالی ہونے کی صورت میں جنازہ پڑھانے سے انکار کر کے دیگر مسلمانوں کو میت کا قرضہ ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات کے دروازے کھلنے پر قرض کی ادائیگی بیت المال سے فرمادیتے۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ عام لوگوں اور اقارب کو ترغیب دی گئی ہے، کہ وہ نادار قرض دار کی اس کی زندگی اور اس کے بعد بھی، قرض کی ادائیگی میں اعانت کریں اور مذکورہ بالا تینوں شرائط کی موجودگی میں بیت المال مرنے والے نادار مقروض کا قرض ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ اور اس طرح ایک طرف مقروض آخرت کی جواب دہی سے محفوظ ہو جائے گا اور دوسری جانب قرض خواہ کو اس کا مال بھی واپس مل جائے گا۔



## مبحث ہفتم

### ادائیگی قرض میں تاخیر پر

#### تجویز کردہ دوسراؤں کی شرعی حیثیت

بعض مفکرین نے قرض کی بروقت واپسی نہ ہونے کی صورت میں کچھ سزائیں تجویز کی ہیں۔ توفیق الہی سے ان میں سے دو کے متعلق درج ذیل عنوانوں کے ضمن میں گفتگو کی جا رہی ہے:

- ۱: ادائیگی قرض میں تاخیر پر جرمانہ
- ۲: مقروض پر ادائیگی میں تاخیر کے بقدر قرض دینے کی پابندی

(۱)

#### ادائیگی قرض میں تاخیر پر جرمانہ

قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کے حوالے سے ایک سوال اٹھایا جاتا ہے، کہ کیا مقروض کو، بروقت ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں، جرمانہ کیا جاسکتا ہے؟ یا بالفاظ دیگر کیا مقروض کو بطور قرض لی ہوئی رقم سے زیادہ کی ادائیگی کا پابند کیا جاسکتا ہے؟ سوال کا جواب دینے سے پیشتر یہ سمجھنا ضروری اور مفید ہے، کہ یہ جرمانہ یا زائد رقم کیا ہے۔ اصل رقم کے علاوہ مدت کی بنا پر دی اور لی جانے والی رقم ہی کا نام سود ہے اور سود کی حرمت قطعی اور اٹل ہے۔

بعض مفکرین کا نقطہ نظر یہ ہے، کہ یہ زائد رقم یا جرمانہ، سود ہونے کی بنا پر، قرض خواہ نہ لے، لیکن مقروض کو اس کی ادائیگی کا پابند کیا جائے اور اس رقم کو خیراتی کاموں میں صرف کیا جائے۔

اسی بارے میں اردنی عالم ڈاکٹر مصطفیٰ زرقاء لکھتے ہیں:

”حل یہ ہے، کہ ٹال مٹول کرنے والے مقروض پر قرض کی رقم اور ٹال مٹول کی مدت کے تناسب سے تعزیری طور پر نقد جرمانہ عائد کیا جائے۔ [جرمانہ] سود کے شبہ کی بنا پر قرض خواہ کو نہ دیا جائے، بلکہ اس کو خیراتی کاموں کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔“<sup>①</sup>

### تبصرہ:

اس نقطہ نظر پر تبصرہ توفیق الہی سے درج ذیل نکات کے ضمن میں پیش کیا جا رہا ہے:

۱: اس نقطہ نظر کے حامل حضرات بطور جرمانہ لی ہوئی رقم قرض خواہ کو دینے کی اجازت نہیں دیتے، کہ اس میں سود کا شبہ ہے اور سود لینا حرام ہے۔ یہاں قابل توجہ بات یہ ہے، کہ اگر سود کا لینا حرام ہے، تو کیا دینا جائز ہے؟ اور کیا کسی کو سود کی ادائیگی کا پابند کرنا درست ہے؟

رسول کریم ﷺ نے جہاں سود کھانے والوں پر لعنت کی ہے، وہاں کھلانے والے پر بھی لعنت کی ہے۔ امام مسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا:

”لَعْنَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ.“<sup>②</sup>

[رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔]

امام نووی نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

① محلة دراسات اقتصادية إسلامية ص ۴۴. منقول از کتاب: أحكام تغير قيمة العملة

النقدية وأثرها في تسديد القرض“ ص ۹۶.

② صحيح مسلم، كتاب المساقاة، رقم الحديث ۱۰۵- (۱۵۹۷) ۱۲۱۸/۳۴.



[بَابُ لَعْنِ آكِلِ الرِّبَا وَمُوْكَلِّهِ] ①

[سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت کے متعلق باب]

آنحضرت ﷺ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ انہیں گناہ میں برابر کا شریک قرار دیا۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا:

”لَعْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ آكِلِ الرِّبَا وَمُوْكَلِّهِ وَكَاتِبِهِ وَشَاهِدِيهِ،

وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ“ ②

”رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، اس کے کھلانے والے، اس

کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی، اور فرمایا: ”وہ

[گناہ میں] برابر ہیں۔“

کیا مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کی روشنی میں قرض کی ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر کسی مسلمان کو ایسا کام کرنے کا پابند کرنا درست ہو سکتا ہے، کہ جس کے کرنے کی بنا پر وہ رسول کریم ﷺ کی لعنت کا مستحق قرار پائے؟

۲: اسلامی شریعت میں قرض کی واپسی کے لیے متعدد اخلاقی اور قانونی اقدامات

ہیں، جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

ا: عدم ادائیگی اور تاخیر کا ظلم ہونا

ب: نال منول کرنے والے مقرض کا فاسق قرار پانا اور اس کی گواہی کا مسترد ہونا

ج: عزت کا مباح ہونا

د: قید میں ڈالنا

ه: سفر پر پابندی

و: اپنے مال کے استعمال سے محرومی

ز: رہن شدہ چیز کی فروختگی

① صحیح مسلم ۱۲۱۸/۳. ② المرجع السابق، کتاب المساقاة، باب لعن آكل

الربا وموكله، رقم الحديث ۱۰۶- (۱۰۹۸)، ۱۲۱۸/۳.

ح: قرض خواہ کا مفلس کے ہاں اپنے موجود مال کا زیادہ حق دار ہونا  
ط: مقروض میت کی وصیت پر عمل قرض کی ادائیگی کے بعد ہونا  
ی: تقسیم وراثت کا ادائیگی قرض کے بعد ہونا  
ک: ضامن کا تقرر

ل: حوالہ دین کی بنا پر ذمہ داری قبول کرنے والے کا ادائیگی کا پابند ہونا ❶  
علاوہ ازیں اگر کسی شخص نے معقول اور جائز غرض کے لیے قرض لیا ہو اور  
جدوجہد کے باوجود اپنے وسائل کی قلت کی بنا پر قرض کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو، تو اسلامی  
شریعت میں اس کو سوال کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور دوسرے لوگوں اور اسلامی  
ریاست کو اس کی مدد کرنے کی تلقین کی گئی ہے، جس کا خاکہ حسب ذیل ہے:

ا: اسلامی معاشرہ کی طرف سے اعانت

ب: اقارب کو نادر میت کے قرض کی ادائیگی کی تلقین

ج: اسلامی ریاست کی نادر شخص کے قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں ذمہ داری ❷

قرض کی رقم واپس کروانے کے لیے جرمانہ کی غیر شرعی تدبیر اختیار کرنے کا فتویٰ  
دینے کی بجائے، ضرورت اس بات کی ہے، کہ مذکورہ بالا شرعی تدابیر پر سنجیدگی اور  
دلجمعی سے عمل پیرا ہونے کی پر زور تلقین کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قوی  
امید ہے، کہ اس طرح قرض خواہ کی دی ہوئی رقم ضائع نہیں ہوگی۔

۳: اگر کوئی شخص یا ادارہ یہ سمجھتا ہے، کہ مذکورہ بالا ساری تدبیریں اس کی رقم کی  
واپسی کے لیے ناکافی ہیں، تو اس کو درج ذیل دو سوال اور ان کے جواب کو واضح  
طور پر اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنا چاہیے:

ا: عام حالات میں قرض دینے کا شرعی حکم کیا ہے؟

ب: سود دینے یا کسی کو سود دینے کا پابند کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

❶ ان سب تدبیروں کی تفصیل اس کتاب کے صفحات ۱۵۳ تا ۱۵۴ میں ملاحظہ فرمائیے۔

❷ ان تینوں باتوں کی تفصیل اس کتاب کے صفحات ۱۵۵ تا ۱۶۸ میں ملاحظہ فرمائیے۔

پہلے سوال کا یقیناً جواب یہ ہے، کہ عام حالات میں قرض دینا مستحب<sup>۱</sup> ہے اور دوسرے سوال کا قطعی طور پر جواب یہ ہے، کہ سود کا دینا یا اس کے دینے کا کسی کو پابند کرنا حرام ہے۔ مذکورہ بالا جوابات کی روشنی میں کیا یہ عقل مندی ہے، کہ ایک مستحب کام کی خاطر حرام کے ارتکاب کی پابندی فتویٰ دیا جائے؟ کیا قرض کی بروقت ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں مقروض پر جرمانہ عائد کرنے پر اصرار کرنے والے قرض خواہ کے لیے یہ مناسب نہیں، کہ وہ قرض ہی نہ دے، تاکہ اس کا ایک مستحب کام دوسرے اشخاص کے لیے حرام کام کرنے کی پابندی کا سبب نہ بنے؟

۴: علاوہ ازیں کیا لوگوں کی اصلاح اور ان کے حقوق واپس دلوانے کی خاطر اپنی مرضی سے سزائیں ایجاد کرنے کا کسی کو اختیار حاصل ہے؟  
امام ابوالمعالی الجونی تحریر کرتے ہیں:

وَذَهَبَ بَعْضُ الْجَهْلَةِ عَنْ غِرَّةٍ وَعَبَاوَةٍ أَنَّ مَا جَرَى فِي  
صَدْرِ الْإِسْلَامِ مِنَ التَّخْفِيفَاتِ كَانَ سَبَبًا أَنَّهُمْ كَانُوا عَلَى  
قُرْبِ عَهْدٍ بِصَفْوَةِ الْإِسْلَامِ ، وَكَانَ يَكْفِي فِي رَدِّعِهِمْ  
التَّنْبِيهُ الْيَسِيرُ ، وَالْمِقْدَارُ الْقَرِيبُ مِنَ التَّعْزِيرِ . وَأَمَّا الْآنَ  
فَقَدْ قَسَتْ الْقُلُوبُ ، وَبَعَدَتِ الْعُهُودُ ، وَوَهتِ الْعُقُودُ ،  
وَصَارَ مُتَشَبِّهُتُ عَامَّةِ الْخَلْقِ الرَّعْبَاتِ وَالرَّهْبَاتِ ، فَلَوْ  
وَقَعَ الْإِقْتِصَارُ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعُقُوبَاتِ لَمَا اسْتَمَرَّتِ  
السِّيَاسَاتُ .

وَهَذَا الْفَنُّ قَدْ يَسْتَهِينُ بِهِ الْأَغْيَاءُ ، وَهُوَ عَلَى الْحَقِيقَةِ  
تُسَبَّبُ إِلَى مُضَادَّةِ مَا ابْتِغِثَ بِهِ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ  
السَّلَامُ . وَعَلَى الْجُمْلَةِ مَنْ ظَنَّ أَنَّ الشَّرِيعَةَ تَتَلَقَّى مِنْ

① مستحب ایسا عمل ہوتا ہے، کہ اس کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں گناہ نہ ہو۔

اسْتِصْلَاحِ الْعُقَلَاءِ وَ مُقْتَضَى رَأْيِ الْحُكَمَاءِ فَقَدْ رَدَّ  
الشَّرِيعَةَ ، وَ اتَّخَذَ كَلَامَهُ هَذَا إِلَى رَدِّ الشَّرَائِعِ ذَرِيعَةً . وَلَوْ  
جَازَ ذَلِكَ لَسَاعَ رَجْمُ مَنْ لَيْسَ مُحْصِنًا إِذَا زَنَا فِي زَمَانِنَا  
هَذَا لِمَا تَخَيَّلَهُ هَذَا الْقَائِلُ ، وَلَجَازَ الْإِزْدِبَارُ عَلَى مَبَالِغِ  
الزَّكَوَاتِ عِنْدَ ظُهُورِ الْحَاجَاتِ . ❶

بعض جاہلوں کا غفلت اور بے خبری کی بنا پر گمان یہ ہے، کہ ابتدائے  
اسلام میں [سزاؤں میں] تخفیف کا سبب یہ تھا، کہ لوگوں کا زمانہ خالص  
اسلام سے قریب تھا اور ان کو [غلط کاموں سے] روکنے کے لیے معمولی  
تنبیہ اور ہلکی مقدار میں تعزیر کافی تھی۔ اور اب جب کہ دل سخت ہو چکے  
ہیں، [خالص اسلام سے] زمانہ بہت دور ہو چکا ہے اور عام مخلوق ترغیب  
و ترہیب والی چیزوں سے اپنا رشتہ مضبوط کر چکی ہے، سابقہ سزاؤں پر  
اکتفا کرنے سے نظام نہیں چل سکتا۔

بعض بیوقوف اس بات کو معمولی سمجھتے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ بات تو اس  
شریعت کی مخالفت کا سبب بنے گی، جس کے ساتھ سید الانبیاء۔ علیہ وعلیہم  
السلام۔ مبعوث کیے گئے۔ [خلاصہ کلام یہ ہے] کہ جس نے یہ گمان کیا،  
کہ شریعت عقلاء کی اصلاحات اور حکماء کی دانش سے استفادہ کرتی ہے،  
اس نے شریعت کو مسترد کیا اور اس نے اپنی اس بات کو شریعتوں کو رد  
کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اگر یہی رائے مان لی جائے، تو پھر تو ہمارے  
زمانے میں غیر شادی شدہ بدکار کو سنگسار کرنا درست ہوتا اور [فقراء و  
مساکین کی] ضروریات کے زیادہ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کی مقدار  
بڑھانا جائز ہوتا۔

ایک اور مقام پر امام الجوی نے لکھتے ہیں:

”وَلَيْسَ يَسُوغُ لَنَا أَنْ نُسْتَحْدِثَ وَجُوهًا فِي اسْتِصْلَاحِ الْعِبَادِ ، أَوْ جَلْبِ أَسْبَابِ الرَّشَادِ ؛ لِأَصْلِ لَهَا فِي الشَّرِيعَةِ ، فَإِنَّ هَذَا يَجْرُ خُرْمًا عَظِيمًا ، وَخَطْبًا هَائِلًا جَسِيمًا .“<sup>①</sup>

”ہمارے لیے یہ جائز نہیں، کہ لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کے اسباب مہیا کرنے کی غرض سے ایسے طریقے ایجاد کریں، جن کی شریعت میں اساس نہ ہو، کیونکہ بلاشبہ اس سے [شریعت میں] خلل واقع ہوگا اور سنگین اور خوفناک مصیبت پیا ہوگی۔“

گفتگو کا ماحصل یہ ہے، کہ قرض کی بروقت ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں مقروض پر جرمانہ عائد کرنا درست نہیں۔

(۲)

مقروض پر ادائیگی میں تاخیر کے بقدر قرض دینے کی پابندی

بعض مفکرین کی رائے یہ ہے، کہ ٹال مٹول کرنے والے مقروض کو بذریعہ عدالت قرض کی ادائیگی پر مجبور کیا جائے۔ علاوہ ازیں اس کو اس بات کا بھی پابند کیا جائے، کہ وہ ادائیگی میں تاخیر کی مدت کے بقدر، اصل قرض کے برابر رقم، اپنے قرض خواہ کو بطور قرض دے، تاکہ وہ اس رقم کو اپنے حسب منشا نفع بخش کاموں میں لگا کر فائدہ حاصل کرے۔<sup>②</sup>

تبصرہ:

ذیل میں اس رائے پر تبصرہ ملاحظہ فرمائیے:

① غیاث الأمم ص ۲۲۱۔

② یہ رائے ڈاکٹر محمد انس زرقاء اور ڈاکٹر محمد علی القری نے پیش کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: ”التعویض عن ضرر الساطلة في الدين بين الفقه والاقتصاد“ / مجلة الدراسات الإسلامية جده ، المحلد الثامن عشر ، العدد الرابع ، ذوالقعدة ۱۴۰۳ھ ، اغسطس ۱۹۸۳م ، ص ۴۴ ؛ منقول از کتاب ”احکام تغییر قیمتة العملة النقدية وأثرها في تسديد القرض ص ۹۸)۔

۱: قرض کو واپس کروانے کے لیے اسلامی شریعت میں متعدد اخلاقی اور قانونی اقدامات موجود ہیں۔<sup>①</sup> مذکورہ بالا طریقہ کار کا میرے محدود علم کے مطابق کتاب و سنت میں کوئی وجود نہیں۔ اس بارے میں قرآن و سنت میں بیان کردہ اقدامات کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی بات تجویز کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔<sup>②</sup>

۲: اس رائے کے مطابق قرض خواہ، اپنے دیئے ہوئے قرض کے بدلہ میں، اصل رقم کے علاوہ، ایک اور فائدہ حاصل کرتا ہے اور وہ مقروض کی طرف سے ادائیگی میں تاخیر کی مدت کے بقدر، اصل قرض کے برابر رقم کا قرض ہے اور اس بات پر اجماع ہے، کہ قرض کی بنا پر، اصل رقم کی واپسی کے علاوہ، ہر حاصل کیا جانے والا فائدہ سود ہے۔ اور سود کا لینا دینا حرام ہے۔<sup>③</sup>

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ قرض کی ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر، مقروض کو تاخیر کی مدت کے بقدر، قرض لی ہوئی رقم کے برابر رقم بطور قرض دینے کا پابند کرنا درست نہیں۔  
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔<sup>④</sup>



① اس سلسلے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو اس کتاب کے صفحات ۱۱۱-۱۵۳۔

② اس کے متعلق امام الحرمین کا قول کتاب ہذا کے صفحات ۱۷۳-۱۷۵ پر ملاحظہ فرمائیے۔

③ اس بارے میں تفصیل کتاب ہذا کے صفحات ۱۸۳-۱۸۵ میں دیکھیے۔

④ اس بارے میں مزید تفصیل اس کتاب کے صفحات ۱۸۸-۱۸۹ میں ملاحظہ فرمائیے۔

## مبحث ہشتم

### قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگانا

بسا اوقات قرض لیتے دیتے وقت کوئی اور شرط بھی لگا دی جاتی ہے یا اس کے بعد کسی خاص نوعیت کا طرز عمل یا لین دین شروع ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں صحیح صورت حال سمجھنے سمجھانے کی خاطر توفیق الہی سے درج ذیل عنوانات کے تحت تفصیلی گفتگو کی جا رہی ہے:

- ۱: قرض کے ساتھ ایک اور خرید و فروخت کا معاملہ
- ۲: قرض کے ساتھ کرایہ کا لین دین
- ۳: قرض میں دی ہوئی چیز سے اعلیٰ یا زیادہ کی واپسی کی شرط
- ۴: مقروض کی طرف سے قرض دینے کی شرط لگانا
- ۵: دوسرے شہر میں قرض کی واپسی کی شرط
- ۶: مقروض کا ہدیہ دینا
- ۷: مقروض سے خدمت یا مہمانی لینا

(۱)

#### قرض کے ساتھ ایک اور خرید و فروخت کا معاملہ

اس کی صورت یہ ہے، کہ قرض دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی مقروض سے کوئی چیز خریدنے کی شرط یا اس کے ہاتھ فروخت کرنے کی شرط لگائی جائے۔ اس کی دو شکلیں ہیں۔ ایک یہ ہے، کہ قرض کے ساتھ طے شدہ تجارتی لین دین

میں چیز کی حقیقی قیمت لگائی جائے۔

دوسری شکل یہ ہے، کہ مقروض سے خریداری کے وقت حقیقی قیمت سے کم قیمت دی جائے اور اس کے ہاتھ فروختگی کے وقت حقیقی قیمت سے زیادہ قیمت وصول کی جائے اسلامی شریعت میں یہ دونوں شکلیں حرام ہیں۔ ان کی حرمت کے دو دلائل درج ذیل ہیں۔  
۱: امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لَا يَحِلُّ بَيْعٌ وَسَلْفٌ.“<sup>①</sup>

[فروختگی اور قرض [کا جمع کرنا] جائز نہیں]۔

اس حدیث شریف کی شرح میں امام مالک نے تحریر کیا ہے:

”وَتَفْسِيرُ ذَلِكَ أَنَّ يَقُولَ الرَّجُلُ: ”أَخَذْتُ سِلْعَتَكَ بَكَذَا أَوْ كَذَا عَلَى أَنْ تُسَلِّفَنِي كَذَا أَوْ كَذَا“.<sup>②</sup>

[اس کی تفسیر یہ ہے، کہ ایک شخص دوسرے سے کہے: ”میں تمہارا فلاں فلاں سود اس شرط پر خریدتا ہوں، کہ تم فلاں فلاں چیز بطور قرض مجھے دو]۔

امام احمد نے اس کی شرح میں بیان کیا ہے:

”أَنَّ يَكُونَ يَقْرِضُهُ قَرْضًا، ثُمَّ يَبِيعُهُ بَيْنًا يَزِدَادُ عَلَيْهِ“

[یہ کہ وہ اس کو قرض دے، پھر اس کے ہاتھ کوئی چیز زیادہ قیمت پر

① سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في الرجل يبيع ماليس عنده، جزء من رقم الحديث

۳۴۹۹-۲۹۱/۹، ۲۹۲؛ و جامع الترمذی، أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع

ماليس عندك، جزء من رقم الحديث ۳۶۰/۴-۳۶۱. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو

[حسن صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۶۱/۴؛ و صحیح سنن أبي داود ۶۶۹/۲

و صحیح سنن الترمذی ۹/۲).

② الموطأ، كتاب البيوع، باب السلف وبيع القروض بعضها ببعض، ۶۵۷/۲.



فروخت کرے] ❶

امام احمد نے حدیث شریف کی شرح میں ایک اور صورت بھی بیان کی ہے:  
 ”وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ يُسَلِّفُ إِلَيْهِ فِي شَيْءٍ ، فَيَقُولُ: ”إِنْ لَمْ  
 يَتَّهَيَّأْ عِنْدَكَ ، فَهُوَ بَيْعٌ عَلَيْكَ“ . ❷

[اور یہ [بھی] احتمال ہے، کہ وہ اس کو قرض دے اور اس سے کوئی چیز لے  
 لے اور کہے: ”اگر تمہارے پاس [ادائیگی کے لیے] رقم تیار نہ ہو سکے، تو اس  
 کے عوض [یہ چیز] تمہاری طرف سے مجھ پر فروخت تصور کی جائے گی۔]  
 شیخ الاسلام ابن تیمیہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اس حدیث شریف کے  
 حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ”لَا يَحِلُّ بَيْعٌ وَسَلْفٌ“ . فَإِذَا  
 بَاعَهُ وَأَقْرَضَهُ كَانَ ذَلِكَ مِمَّا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ﷺ ،  
 وَكِلَاهُمَا يَسْتَحِقُّ التَّعْزِيرَ ، إِنْ كَانَ قَدْ بَلَغَهُ النَّهْيُ . ❸

[یقیناً نبی کریم سے ثابت ہے، کہ بلاشبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فروختگی  
 اور قرض [کا جمع کرنا] جائز نہیں“، سو جب اس نے اس کے ہاتھ [کوئی  
 چیز] فروخت کی اور اس کو قرض [بھی] دیا، تو اس نے اللہ تعالیٰ اور ان  
 کے رسول ﷺ کی جانب سے حرام کردہ کاموں میں سے ایک کا  
 ارتکاب کیا۔ اگر پہلے سے ممانعت کا علم تھا، تو ان دونوں میں سے ہر ایک  
 تعزیری سزا کا مستحق ہوگا۔]

۲: اس میں عام طور پر تجارتی لین دین کو قرض کے بدلہ میں دی ہوئی رقم یا چیز کے بدلہ  
 میں، اصل قرض سے زیادہ لینے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، اور قرض کے بدلے میں اصل

❷ المرجع السابق ۳۶۱/۴

❶ جامع الترمذی ۳۶۱/۴

❸ مجموع الفتاویٰ ۵۲۸/۲۹

قرض سے زیادہ لی جانے والی چیز یا رقم ہی تو سود ہے۔ امام ابن قیم لکھتے ہیں:

”وَأَمَّا السَّلْفُ وَالْبَيْعُ فَلِأَنَّهُ إِذَا أَقْرَضَهُ إِلَى سَنَةٍ ، ثُمَّ بَاعَهُ مَا يُسَاوِي خَمْسِينَ بِمِائَةٍ ، فَقَدْ جَعَلَ هَذَا الْبَيْعَ ذَرْبَةً إِلَى الزِّيَادَةِ فِي الْقَرْضِ الَّذِي مُوجِبُهُ رَدُّ الْمِثْلِ . وَلَوْلَا هَذَا الْبَيْعُ لَمَا أَقْرَضَهُ ، وَلَوْلَا عَقْدُ الْقَرْضِ لَمَا اشْتَرَى ذَلِكَ .“<sup>۱</sup>

”قرض اور بیچنے [کے جمع کرنے کی وجہ حرمت یہ ہے]، کیونکہ جب وہ اس کو ایک سال کے لیے قرض دیتا ہے، پھر پچاس کی چیز سو میں دیتا ہے، تو اس نے فروختگی کو قرض میں اضافہ کا ذریعہ بنایا، حالانکہ قرض تو برابر کی واپسی کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ اگر فروختگی کا یہ معاملہ نہ ہوتا، تو وہ اس کو قرض ہی نہ دیتا۔ اور اگر قرض نہ ہوتا، تو مقروض اس چیز کو نہ خریدتا۔“

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ قرض کے ساتھ نتھی کیا ہوا تجارتی معاملہ حرام ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ سے قرض کی بنا پر مقروض سے عام طور پر ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس استحصال اور ظلم کا دروازہ بند کرتے ہوئے ابتدا ہی سے ان دونوں کو جمع کرنے سے منع فرما دیا۔

(۲)

## قرض کے ساتھ کرایہ کا لین دین کرنا

کرایہ کا لین دین بھی خرید و فروخت کی طرح ہے، کہ جس میں ایک چیز یا نفع کے بدلے میں دوسری چیز یا نفع دینے کا معاہدہ طے پاتا ہے۔ جس طرح خرید و فروخت کے معاملے کو قرض کے ساتھ جمع کرنا ناجائز ہے، اسی طرح کرایہ کے لین دین کو بھی

قرض کے ساتھ نتھی کرنا حرام ہے۔ علمائے امت نے اس بات کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ ذیل میں تین اقوال ملاحظہ فرمائیے:

۱: مواہب الجلیل میں ہے:

”كُلُّ عَقْدٍ مُعَاوَضَةٍ لَا يَجُوزُ أَنْ يُقَارَنَهُ سَلْفٌ“ ❶

[کسی بھی عقد معاوضہ کے ساتھ قرض [لینا دینا] جائز نہیں]

۲: کتاب [الحاوی] میں ہے:

”لَا تَجُوزُ الْإِجَارَةُ بِشَرْطِ الْقَرْضِ“ . ❷

[قرض [لینے دینے] کی شرط کے ساتھ کرایہ پر لین دین کا معاملہ کرنا جائز

نہیں]

۳: علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَشْتَرِطَ فِي الْقَرْضِ شَرْطًا يَجْرُبُهُ نَفْعًا مِثْلَ أَنْ

يَشْتَرِطَ أَنْ يَبِيعَهُ أَوْ يَشْتَرِي مِنْهُ ، أَوْ يَوْجِرَهُ أَوْ يَسْتَأْجِرَ مِنْهُ ،

لَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَسَلْفٍ . وَعَنْ أَبِي بِن كَعْبٍ ،

وَابْنِ مَسْعُودٍ ، وَابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّهُمْ نَهَوْا عَنْ قَرْضٍ

جَرَّ مَنْفَعَةً ، وَلَا أَنَّهُ عَقْدُ إِرْفَاقٍ ، وَشَرْطُ ذَلِكَ يُخْرِجُهُ عَنْ

مَوْضُوعِهِ . ❸

قرض کے ساتھ کوئی ایسی شرط لگانا جائز نہیں، جو [قرض دینے والے کے

لیے] نفع کا سبب بنے، جیسے کہ اس [مقروض] کے ہاتھ [کچھ] فروخت

کرنا یا اس سے خریدنا، یا اس کو کرایہ پر دینا، یا اس سے کرایہ پر

❶ مواہب الجلیل ۱۴۶/۶ . منقول از: ”المنفعة فی القرض“ للشیخ العمرانی ص ۲۱۳ .

❷ منقول از: المرجع السابق ص ۲۱۳ .

❸ ملاحظہ ہو: الکافی ۱۷۵/۳ باختصار .

لینا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خرید و فروخت کے معاملہ اور قرض [کو جمع کرنے سے] منع فرمایا ہے، [حضرات صحابہ] ابی بن کعب، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، کہ انہوں نے ہر اس قرض سے منع فرمایا، جو [قرض خواہ کے لیے] نفع کا سبب بنے۔ علاوہ ازیں قرض کا معاملہ تو [مقروض کے ساتھ] شفقت کے لیے ہے اور ایسی شرط اس [قرض] کو اپنے دائرے سے نکال دیتی ہے۔

علامہ ابن قدامہ ہی لکھتے ہیں:

وَإِنْ شَرَطَ فِي الْقَرْضِ أَنْ يُوجِرَهُ دَارَهُ لَمْ يَحْزَلْ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَسَلْفٍ ، وَلِأَنَّهُ شَرَطَ عَقْدًا فِي عَقْدٍ ، فَلَمْ يَحْزَلْ . وَإِنْ شَرَطَ أَنْ يُوجِرَهُ دَارَهُ بِأَقْلٍ مِنْ أُجْرَتِهَا ، أَوْ عَلَى أَنْ يَسْتَأْجِرَ دَارَ الْمُقْرِضِ بِأَكْثَرٍ مِنْ أُجْرَتِهَا ، كَانَ أَبْلَغَ فِي التَّحْرِيمِ .<sup>۱</sup>

اور اگر اس [قرض دینے والے] نے یہ شرط لگائی، کہ وہ [یعنی مقروض] اس کو اپنا گھر کرایہ پر دے، تو جائز نہ ہوگا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خرید و فروخت کے معاملے اور قرض [کو جمع کرنے] سے منع فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں اس طرح ایک معاملے کو دوسرے معاملے کے لیے شرط ٹھہرایا جاتا ہے، لہذا ایسا کرنا درست نہیں۔ اور اگر اس [قرض دینے والے] نے یہ شرط لگائی، کہ وہ [یعنی مقروض] اس کو اپنا گھر حقیقی کرایہ سے کم پر دے گا، یا وہ [یعنی قرض لینے والا] اس [یعنی قرض دینے والے] کا مکان حقیقی کرایہ سے زیادہ پر لے گا، تو اس کی حرمت اور زیادہ شدید ہوگی۔

(۳)

قرض میں دی ہوئی چیز سے اعلیٰ یا زیادہ کی واپسی کی شرط لگانا قرض دیتے وقت دی ہوئی رقم یا چیز سے زیادہ بہتر چیز واپس کرنے کی شرط لگانا قطعی طور پر حرام ہے۔ یہی اضافہ یا افضلیت تو سود ہے۔ توفیق الہی سے ذیل میں اسی بارے میں چند ایک اقوال پیش کیے جا رہے ہیں۔

۱: امام مالک نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

”مَنْ أَسْلَفَ سَلْفًا فَلَا يَشْتَرِطُ أَفْضَلَ مِنْهُ، وَإِنْ كَانَتْ قَبْضَةً مِنْ عَلْفٍ، فَهُوَ رَبًّا.“ ❶

”جو شخص کوئی قرض دے، تو وہ اس سے اعلیٰ چیز واپس لینے کی شرط عائد نہ

کرے، اگر چہ وہ [بڑھوتری] مٹھی بھر چارہ ہی ہو، وہ [تو] سود ہے۔“

ب: امام مالک نے نافع سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا:

”مَنْ أَسْلَفَ سَلْفًا فَلَا يَشْتَرِطُ إِلَّا قَضَاءَهُ.“ ❷

”جو شخص کوئی قرض دے، وہ صرف اسی کی واپسی کی شرط لگائے۔“

۳: امام مالک نے نقل کیا ہے، کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

”يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! إِنِّي أَسْلَفْتُ رَجُلًا سَلْفًا، وَاشْتَرَطْتُ عَلَيْهِ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفْتُهُ.“

”اے ابو عبدالرحمن! بلاشبہ میں نے ایک شخص کو کچھ قرض دیا ہے اور میں

❶ المؤطا، کتاب البيوع، باب ما لا يجوز من السلف، رقم الرواية ۹۴، ۲/ ۶۸۲.

❷ المرجع السابق، رقم الرواية ۹۳، ۲/ ۶۸۲.

نے اس سے اعلیٰ [دینے کی] اس پر شرط لگائی ہے۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”فَذَلِكَ الرَّبَّاءِ .“

”یہ تو سود ہے۔“

اس نے عرض کیا:

”فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟“

”تو [اب] آپ مجھے کس طرح کرنے کا حکم دیتے ہیں؟“

انہوں نے فرمایا:

”السَّلْفُ عَلَى ثَلَاثَةِ وُجُوهِ:

سَلْفٌ تُسَلِّفُهُ تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ ، فَلَكَ وَجْهُ اللَّهِ .

وَسَلْفٌ تُسَلِّفُهُ تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ صَاحِبِكَ ، فَلَكَ وَجْهٌ

صَاحِبِكَ .

وَسَلْفٌ تُسَلِّفُهُ لِتَأْخُذَ خَبِيثًا بِطَبِّبٍ ، فَذَلِكَ الرَّبَّاءِ .“

”قرض کی تین اقسام ہیں:

ایک وہ قرض ہے، کہ تم اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہو،

وہ تو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے۔

ایک وہ قرض ہے، کہ تم اس کے ذریعے اپنے ساتھی کی خوشنودی کو حاصل

کرنا چاہتے ہو، تو تمہارے لیے تمہارے ساتھی کی خوشنودی ہے۔

ایک وہ قرض ہے، کہ تم اس کے ذریعے پاک [چیز] کے بدلے میں

خبیث [چیز] لینا چاہتے ہو، تو وہ سود ہے۔“

اس شخص نے عرض کیا:

”فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟“

”اے ابو عبد الرحمن! آپ مجھے [اب] کیسے کرنے کا حکم دیتے ہیں؟“

انہوں نے فرمایا:

”أَرَى أَنْ تَشُقَّ الصَّحِيفَةَ .

فَإِنْ أَعْطَاكَ مِثْلَ الَّذِي أَسْلَفْتَهُ ، قَبِلْتَهُ .

وَإِنْ أَعْطَاكَ دُونَ الَّذِي أَسْلَفْتَهُ ، فَأَخَذْتَهُ ، أُجِرْتَ .

وَإِنْ أَعْطَاكَ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفْتَهُ طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ ، فَذَلِكَ شُكْرٌ ،

فَشَكَرَهُ لَكَ ، وَلَكَ أَجْرٌ مَا أَنْظَرْتَهُ .“<sup>①</sup>

”میری رائے یہ ہے، کہ تم وثیقہ [یعنی قرض کی دستاویز] کو پھاڑ دو۔

پس اگر وہ تمہارے دیئے ہوئے قرض کے برابر دے، تو قبول کر لینا۔

اور اگر وہ تمہارے دیئے ہوئے قرض سے کم دے، اور تم اس کو لے لو، تو

تمہیں اجر ملے گا۔

اور اگر وہ تمہارے دیئے ہوئے قرض سے اپنی خوشی سے اعلیٰ دے، تو یہ

[اس کی طرف سے] شکر ہے، کہ اس نے اس طرح تمہارا شکریہ ادا کیا

ہے اور تمہارے لیے مہلت دینے کے عوض ثواب ہے۔“

**تشبیہ:**

اگر کوئی مقروض اپنی خوشی سے بغیر کسی سابقہ شرط کے، لیے ہوئے قرض سے

افضل و اعلیٰ چیز دے، تو اس کے لینے میں کچھ مضائقہ نہیں، اس بات کے دلائل میں

سے دو درج ذیل ہیں:

① الموطأ، کتاب البیوع، باب ما لا يجوز من السلف، رقم الروایة ۶۹۲، ۶۸۱ / ۲ - ۶۸۲؛ نیز

ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، کتاب البیوع، باب قرض جر منفعة، .....، رقم الروایة ۱۴۶۶۲،

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

ایک شخص کا نبی کریم ﷺ کے ذمہ ایک خاص عمر کا اونٹ تھا۔ وہ شخص آپ ﷺ سے تقاضا کرنے کے لیے آیا، تو آپ نے فرمایا: ”أَعْطُوهُ.“  
 ”اس کو دو۔“

”فَطَلَبُوا سِنَّهُ، فَلَمْ يَجِدُوا إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا.“  
 ”انہوں نے اس عمر کا [اونٹ] تلاش کیا، لیکن اس سے اچھی عمر کا ہی ملا۔“  
 آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”أَعْطُوهُ.“  
 ”اس کو [اچھی عمر والا اونٹ ہی] دے دو۔“

تو وہ شخص [یعنی قرض وار] کہنے لگا: ”أَوْفَيْتَنِي أَوْفَى اللَّهِ بِكَ.“  
 ”آپ نے مجھے [میرا حق] پوری طرح دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو بھی [اس کا بدلہ] پورا پورا دے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً.“  
 ”بلاشبہ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں، جو [قرض] ادا کرنے میں تم سب سے بہتر ہوں۔“

۲: امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:  
 ”میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مسعر کہتے ہیں، کہ میرا خیال ہے، کہ انہوں نے کہا: ”چاشت کا وقت تھا“، آپ ﷺ نے فرمایا: ”دور کعتیں پڑھ لو۔“  
 ②

① صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، رقم الحدیث ۲۳۹۳، ۵۸/۵۹۔

② المرجع السابق، رقم ال



”وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَقَضَانِي وَزَادَنِي.“  
 ”اور میرا آپ پر قرض تھا، آپ نے اس کو ادا کیا [بلکہ] اور زیادہ  
 (بھی) دیا۔“

امام بخاری نے دونوں حدیثوں پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ] ❶

[اچھی طرح ادا کرنے کے متعلق باب]

امام بغوی پہلی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ مَنْ اسْتَقْرَضَ شَيْئًا، فَرَدَّهُ أَحْسَنَ أَوْ أَكْثَرَ  
 مِنْ غَيْرِ شَرْطٍ، كَانَ مُحْسِنًا، وَيَحِلُّ ذَلِكَ لِلْمُقْرِضِ .  
 فَأَمَّا إِذَا شَرَطَ فِي الْقَرْضِ أَنْ يَرُدَّ أَكْثَرَ أَوْ أَفْضَلَ فَهُوَ  
 حَرَامٌ. ❷

اس میں [اس بات کی] دلیل ہے، کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کو بطور قرض  
 لے اور شرط کے بغیر اس سے زیادہ اچھی چیز یا (وہی چیز) زیادہ مقدار  
 میں واپس کرے، تو وہ احسان کرنے والا [سمجھا جائے] ہوگا، اور  
 قرض خواہ کے لیے اس کا لینا جائز ہوگا۔

اور اگر قرض میں یہ شرط ہو، کہ اس سے زیادہ مقدار میں، یا اس سے افضل  
 چیز کو واپس کرنا ہوگا، تو وہ حرام ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ بالا فتویٰ سے بھی اسی بات کی تائید  
 ہوتی ہے۔

❶ صحیح البخاری ۵۸/۵.

❷ شرح السنة ۱۹۲/۸ - ۱۹۳ باختصار.

(۴)

### مقروض پر قرض دینے کی شرط لگانا

اس کی صورت یہ ہے، کہ قرض دینے والا قرض دیتے وقت کہے: ”میں آپ کو اس شرط پر قرض دے رہا ہوں، کہ بعد میں آپ مجھے قرض دینا۔“ یا مقروض کہے: ”مجھے قرض دیجیے، میں بعد میں آپ کو قرض دوں گا۔“

قرض لیتے دیتے وقت اس شرط کا عائد کرنا درست نہیں، کیونکہ اس میں قرض کے عوض فائدہ یا نفع لینے کی شرط ہے۔ اور وہ یہ ہے، کہ مقروض بعد میں اس کو قرض دے گا۔ اور امت کا اس بات پر اجماع ہے، کہ ہر وہ فائدہ جو قرض کے ذریعہ سے حاصل کیا جائے، سود ہے۔

ذیل میں اس بارے میں بعض علمائے امت کے اقوال ملاحظہ فرمائیے۔

۱: علامہ علیش لکھتے ہیں:

”وَلَا خِلَافَ فِي الْمَنْعِ مِنْ أَنْ يُسَلِّفَ الْإِنْسَانَ شَخْصًا  
لِيُسَلِّفَهُ بَعْدَ ذَلِكَ“ ❶

[کسی شخص کا دوسرے شخص کو اس شرط پر قرض دینا، کہ وہ بعد میں اس کو قرض دے گا، اس کے ممنوع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں]۔

۲: علامہ ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں:

وَأِنْ شَرَطَ أَنْ يُقْرِضَهُ الْمُقْتَرِضُ مَرَّةً أُخْرَى لَمْ يَجُزْ ، لِأَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ بَيْعِ وَسَلْفِ ، وَلِأَنَّهُ شَرَطَ عَقْدًا فِي  
عَقْدٍ فَلَمْ يَجُزْ . ❷

اگر اس نے یہ شرط لگائی، کہ قرض لینے والا اس [یعنی قرض دینے

❶ منح الحلیل لعلیش ۷۹/۵ . نقل عن ”المنفعة في القرض“ ص ۲۱۹ .

❷ المغنی ۴۳۶/۶ باختصار .

والے] کو دوسری مرتبہ [بدلہ میں] قرض دے گا، تو یہ جائز نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خرید و فروخت کے معاملہ اور قرض [کو جمع کرنے] سے منع فرمایا ہے اور کیونکہ اس میں ایک معاملہ میں دوسرے معاملہ کی شرط لگائی گئی ہے، اس لیے یہ ناجائز ہے۔

۳: سعودی عرب کے سابقہ مفتی اعظم شیخ ابن باز سے اسی بارے میں سوال کیا گیا، جو کہ درج ذیل ہے:

[کسی شخص کو اس شرط پر قرض دینے کا حکم کیا ہے، کہ وہ معینہ مدت کے دوران قرض کی رقم واپس کر دے گا اور اتنی ہی رقم، اتنی ہی مدت کے لیے اپنے قرض دینے والے کو ادھا ردے گا۔ کیا یہ اس حدیث میں داخل ہے: ”ہر قرض جو نفع حاصل کرنے کا سبب ہو، سود ہے؟“ یہ بات پیش نظر رہے، کہ قرض کی واپسی میں بڑھوتی طلب نہیں کی گئی]

شیخ بریلوہ جواب میں فرماتے ہیں:

”یہ قرض جائز نہیں، کیونکہ اس میں قرض کے عوض نفع کی شرط لگائی گئی ہے اور وہ دوسرا قرض ہے، جو کہ اب قرض لینے والا قرض دینے والے کو دے گا] اور علماء کا اس پر اجماع ہے، کہ ہر وہ قرض جس میں نفع کی شرط لگائی گئی ہو، وہ [نفع] سود ہے۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے فتویٰ دیا ہے، جو اس پر دلالت کرتا ہے۔

جہاں تک حدیث کہ [ہر قرض جو نفع حاصل کرنے کا سبب ہو، سود ہے] کا تعلق ہے، سو وہ ضعیف ہے، لیکن اس سلسلہ میں اعتماد حضرات صحابہ کے فتویٰ اور اہل علم کے اس کی ممانعت پر اجماع پر ہے۔“<sup>①</sup>

① کتاب الدعوة، الفتاویٰ ۱۵۲/۱ نقلا عن ”المنفعة فی القرض“ ص ۲۲۰-۲۲۱.

(۵)

### دوسرے شہر میں قرض کی واپسی کی شرط لگانا

قرض کے متعلقہ مسائل میں سے ایک یہ ہے، کہ ایک مقام پر قرض دیا جائے اور کسی دوسری جگہ اس کی واپسی کی شرط طے کی جائے۔ فقہ اسلامی میں اس کو [سُفْتَجَة] کہتے ہیں۔ علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

”وَمَعْنَاهُ: اشْتَرَا طُ الْقَضَاءِ فِي بَلَدٍ آخَرَ.“ ❶

”اس کا معنی یہ ہے: کسی دوسرے شہر میں ادائیگی کی شرط لگانا۔“

ا: آثار صحابہ:

توفیق الہی سے اس سلسلے میں ذیل میں بعض حضرات صحابہ کے آثار نقل کیے جا رہے ہیں:

۱: امام مالک نے نقل کیا ہے، کہ انھیں خبر پہنچی ہے، کہ:

”بلاشبہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو دوسرے شہر میں ادا کرنے کی شرط پر غلہ قرض دینے کے متعلق اظہار ناپسندیدگی کرتے ہوئے فرمایا:

”فَأَيْنَ الْحَمْلُ؟“ ❷

”پس [غلہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ] لے جانے کا کرایہ کہاں ہے؟

[یعنی وہ کس کے ذمہ ہے؟]“

۲: امام مالک نے اسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ عمر بن خطاب کے دو صاحبزادے عبداللہ اور عبید اللہ رضی اللہ عنہم ایک لشکر کے ساتھ عراق گئے۔ واپسی پر ان کا گزر

❶ المغنی ۴۳۶/۶.

❷ الموطأ، کتاب البیوع، باب مالا یحوز من السلف، رقم الراویة ۶۸۱/۲۰۹۱.

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے انہیں خوش آمدید کہا اور کہنے لگے: ”اگر میں تمہیں کچھ نفع پہنچا سکتا، تو (ضرور) پہنچاتا۔“ پھر (خود ہی) فرمانے لگے:

”بَلَىٰ، هَاهُنَا مَالٌ مِنْ مَالِ اللَّهِ، أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَ بِهِ إِلَىٰ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَسْلِفُكُمْ فَتَبْتَاعَانِ بِهِ مَتَاعًا مِنْ مَتَاعِ الْعِرَاقِ، ثُمَّ تَبِيعَانِهِ بِالْمَدِينَةِ، فَتَوَدَّيَانِ رَأْسَ الْمَالِ إِلَىٰ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَيَكُونُ الرَّبْحُ لَكُمْ.“

”کیوں نہیں، یہاں اللہ تعالیٰ کا مال ہے۔<sup>❶</sup> میں اس کو امیر المؤمنین کو بھیجنا چاہتا ہوں، سو [وہ] میں تم دونوں کو بطور قرض دیتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ عراقی سامان خرید لو، پھر اس کو مدینہ (طیبہ جا کر) فروخت کر دینا۔ اصل رقم امیر المؤمنین کو دے دینا اور نفع تم دونوں لے لینا۔“

ان دونوں نے کہا: ”ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔“ تو انہوں نے (ان دونوں کو مال دے) دیا اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو چٹھی لکھی، کہ ان دونوں سے مال لے لیجئے۔

جب وہ دونوں آئے، تو انہوں نے (سودا) فروخت کیا اور نفع کمایا۔ جب انہوں نے اصل رقم عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کی، تو انہوں نے پوچھا:

”أَكُلُّ الْجَيْشِ أَسْلَفَهُ مِثْلَ مَا أَسْلَفَكُمْ؟“

”کیا انہوں نے سارے لشکر کو تمہاری طرح قرض دیا؟“

انہوں نے عرض کیا: ”نہیں۔“

❶ یعنی بیت المال کا مال ہے۔

تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”إِنَّا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَسْلَفَكُمَا. أَدِيَا الْمَالَ وَرَبِحَهُ.“  
 ”امیر المؤمنین کے دو بیٹے، سو تم دونوں کو قرض دیا۔ تم دونوں اصل رقم  
 اور اس کا نفع ادا کرو۔“

عبداللہ رضی اللہ عنہ تو خاموش رہے، البتہ عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”مَا يَنْبَغِي لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَذَا. لَوْ نَقَصَ هَذَا الْمَالَ،  
 أَوْ هَلَكَ لَضَمِنَاهُ.“

”اے امیر المؤمنین! آپ کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں۔ اگر اس مال  
 میں خسارہ ہوتا، یا یہ [مال] ہلاک ہو جاتا، تو ہم اس (کی ادائیگی) کے  
 ذمہ دار تھے۔“

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”تم دونوں اس کو ادا کرو۔“

عبداللہ رضی اللہ عنہ تو چپ رہے، البتہ عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے سوال جواب کیے۔

عمر رضی اللہ عنہ کے ہم نشینوں میں سے ایک نے کہا:

”يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَوْ جَعَلْتَهُ قِرَاضًا.“

”اے امیر المؤمنین! اگر آپ اس کو مضاربت کی شکل دے دیں؟“

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”قَدْ جَعَلْتَهُ قِرَاضًا.“

”میں اس کو مضاربت کی شکل دیتا ہوں۔“

سو عمر رضی اللہ عنہ نے اصل رقم اور آدھا نفع لیا اور ان کے دونوں صاحبزادوں

عبداللہ اور عبید اللہ رضی اللہ عنہما نے آدھا نفع لیا۔<sup>①</sup>

۳: امام عطاء نے بیان کیا:

① الموطأ، کتاب القراض، باب ماجاء في القراض، رقم الرواية ۱، ۲ / ۶۸۷ - ۶۸۸.

”كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رضي الله عنه يَأْخُذُ مِنْ قَوْمٍ بِمَكَّةَ دَرَاهِمَ، ثُمَّ يَكْتُبُ لَهُمْ بِهَا إِلَى مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضي الله عنه بِالْعِرَاقِ .“  
 فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، فَلَمْ يَرَهُ بِأَسَا .“  
 وَرَوَى عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مِثْلِ ذَلِكَ، فَلَمْ يَرَهُ بِأَسَا .“ ❶

”ابن زبیر رضي الله عنه مکہ میں کچھ لوگوں سے درہم لیتے تھے، پھر عراق میں موجود (اپنے بھائی) مصعب بن زبیر رضي الله عنه کو اس بارے میں ان کے لیے لکھ دیتے [اور وہ لوگ وہاں ان سے لے لیتے]۔  
 ابن عباس رضي الله عنه سے اس کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے اس میں کچھ مضائقہ نہ سمجھا۔

علی رضي الله عنه سے بھی روایت کی گئی ہے، کہ ان سے [بھی] اسی قسم کا سوال کیا گیا، تو انہوں نے (بھی) اس میں کچھ حرج نہ سمجھا۔“

### اس معاملہ کی مختلف صورتیں:

سفتجہ کی درج ذیل چار صورتیں ہو سکتی ہیں:

❶ اس میں قرض خواہ اور مقروض دونوں کا فائدہ ہو۔ جس دوسری جگہ ادائیگی کی شرط عائد کی جا رہی ہے، وہیں ادا کرنے میں مقروض کے لیے آسانی ہو، کہ اس کی رقم یا چیز اسی مقام پر ہو اور قرض دار کی مصلحت بھی اسی مقام پر لینے میں ہو،

❶ المغنی ۱/ ۶ - ۴۳۶ - ۴۳۷ . ابن الزبیر رضي الله عنه کے متعلق نیز دیکھئے: المصنف للإمام عبدالرزاق،

كتاب البيوع، باب السفتجة، رقم الرواية ۱۴۶۴۲، ۱/ ۸، ۱۴۰ .

کہ اس نے وہ رقم یا چیز وہیں صرف کرنی ہو۔

۲: اس میں صرف مقروض کا فائدہ ہو، کہ واپسی کے وقت وہ رقم یا چیز اس کے پاس اسی دوسری جگہ ہو، البتہ قرض خواہ کو رقم یا چیز کو اپنی اصلی جگہ لانے کے لیے اضافی خرچہ اور راستے کا خطرہ برداشت کرنا پڑے۔

۳: اس میں صرف قرض خواہ کا فائدہ ہو، کہ اس نے اسی مقام پر رقم یا چیز کو استعمال میں لانا ہو، البتہ مقروض کو وہاں رقم یا چیز پہنچانے میں اضافی خرچہ اور راستے کا خطرہ برداشت کرنا پڑے۔

۴: دوسری جگہ ادائیگی کی شرط کی صورت میں قرض خواہ اور مقروض دونوں کا نقصان ہو۔ مقروض کو وہاں رقم پہنچانے کے لیے اضافی خرچہ اور راستے کا خطرہ برداشت کرنا پڑے اور قرض خواہ کو وہاں سے رقم واپس لانے کی خاطر اضافی خرچہ اور راستے کا خطرہ برداشت کرنا پڑے۔<sup>۱</sup>

### چاروں صورتوں کا حکم:

پہلی صورت میں مقروض دو فائدے حاصل کرتا ہے: ایک قرض حاصل کرنے کا اور دوسرا قرض کی رقم یا چیز کو اپنی آسانی کی جگہ ادا کرنے کا۔ قرض خواہ صرف ایک فائدہ حاصل کرتا ہے اور وہ یہ ہے، کہ ادائیگی کے وقت وہ قرض کی رقم یا چیز کو اپنی مطلوبہ جگہ میں حاصل کرتا ہے۔ اس معاملہ کو درج ذیل شکل سے واضح کیا جاسکتا ہے۔

قرض خواہ	مقروض
X	۱: قرض کے ذریعہ سے رقم یا چیز کا حاصل کرنا
قرض کی رقم یا چیز واپسی کے وقت اپنی مطلوبہ جگہ میں حاصل کرنا۔	۲: قرض کی رقم یا چیز اپنی آسانی کی جگہ ادا کرنا۔

۱ تفصیل کے لیے دیکھئے: ”ربا الفروض وأدلة، تحریمہ“ للأستاذ الدكتور رفیق مصری ص ۶۰-۶۳.



مذکورہ بالا شکل سے یہ حقیقت سمجھ میں آتی ہے، کہ قرض خواہ مقروض سے قرض کے بدلہ میں کوئی ایسا نفع نہیں لے رہا، جس کا لینا حرام ہے۔  
 قرض خواہ کو ملنے والا نفع یا سہولت اس اضافی نفع یا سہولت کے بدلے میں ہے، جو کہ وہ مقروض کو دے رہا ہے۔

اس لیے یہ معاملہ قرض کے ساتھ حاصل شدہ ناجائز فائدہ کے دائرہ سے خارج ہے۔ حضرت ابو موسیٰ کا فاروق اعظم کے دو صاحبزادوں رضی اللہ عنہم کو دیا ہوا قرض بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اعتراض اس قرض کے دینے پر نہیں تھا، بلکہ امیر المؤمنین کے بیٹوں کو دینے کی تخصیص کی بنا پر تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا معاملہ بھی اسی صورت کا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

”جب وہ کسی دوسرے شہر میں وصول کرنے کی شرط پر قرض دے: مثال کے طور پر ادھار دینے والے کی مصلحت کسی دوسرے شہر میں درہم پہنچانا ہو اور ادھار لینے والے کے اس شہر میں درہم موجود ہوں، البتہ اس کو درہم کی ضرورت قرض خواہ کے شہر میں ہو، تو وہ اس سے قرض لے کر اپنے شہر میں ایک چٹھی [سُفْتَجَه] لکھ دے۔

علماء کے ایک قول کے مطابق یہ معاملہ صحیح ہے۔

یہ [بھی] کہا گیا ہے، کہ یہ ممنوع ہے، کیونکہ اس میں قرض نے نفع پہنچایا ہے۔ [لیکن] صحیح بات یہ ہے، کہ یہ جائز ہے، کیونکہ قرض خواہ کو اس شہر تک درہم پہنچانے میں راستے کا خطرہ نہ اٹھانا پڑا اور مقروض کو بھی اسی شہر میں ادائیگی سے راستے کے خطرہ کو برداشت کرنے سے نجات مل گئی۔  
 قرض کے اس معاملہ میں دونوں کو فائدہ ہوا اور شارع لوگوں کے لیے

مفید اور مناسب بات سے منع نہیں کرتے۔ وہ تو ضرر رساں چیز سے روکتے ہیں۔“ ①

دوسری صورت میں مقروض دو فائدے حاصل کر رہا ہے: ایک قرض کے پانے کا، دوسرا فائدہ یہ ہے، کہ وہ دوسری جگہ ادائیگی سے رقم یا چیز کے اصل جگہ پہنچانے کے خرچے اور وہاں پہنچاتے ہوئے راستے کے خطرے سے نجات حاصل کر رہا ہے۔ اور یہ صورت جائز ہوگی، کیونکہ قرض کا اصل مقصد مقروض کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے، اور اس صورت میں قرض خواہ بغیر کسی معاوضہ کے مقروض کو ہر فائدہ پہنچا رہا ہے۔

تیسری صورت حرام ہوگی، کیونکہ اس میں قرض خواہ اپنے دیئے ہوئے قرض کے عوض نفع حاصل کر رہا ہے، اور مقروض کا اس کو برداشت کرنا کسی اضافی فائدہ کی بنا پر نہیں، بلکہ صرف قرض لینے کی مجبوری کی وجہ سے ہے۔ اور قرض کے سبب ایسا نفع لینے کی شرط لگانا ناجائز اور حرام ہے۔ اور شاید فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان: **فَأَيْنَ الْحَمْلُ؟**..... ”کرایہ کہاں ہے؟“ میں اسی بات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

چوتھی صورت تو دونوں میں سے کوئی بھی گوارا نہ کرے گا، کیونکہ اس میں دونوں کا نقصان ہے۔

### تنبیہات:

۱: اگر قرض کی دوسری جگہ ادائیگی میں صرف قرض خواہ کا فائدہ ہو، لیکن یہ شرط پہلے سے طے شدہ نہ ہو، بلکہ مقروض اپنی مرضی سے بعد میں اس جگہ ادا کر دے، تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ امام عبدالرزاق نے زہری اور ابن سیرین رحمہما اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے کہا:

”إِذَا مَا سَلَفَتْ رَجُلًا هُنَا طَعَامًا، فَأَعْطَاكَهُ بِأَرْضٍ أُخْرَى،  
فَإِنْ كَانَ يَشْتَرِطُ فَهُوَ مَكْرُوهٌ، وَإِنْ كَانَ عَلَىٰ وَجْهِ  
الْمَعْرُوفِ فَلَا بَأْسَ.“<sup>①</sup>

”جب آپ کسی کو اس جگہ غلہ بطور قرض دیں اور وہ اس کو کسی دوسری جگہ  
ادا کر دے۔ اگر یہ طے شدہ شرط کے ساتھ ہو، تو ناپسندیدہ ہے، اور اگر یہ  
[مقروض کی جانب سے قرض خواہ کے ساتھ] بھلائی کی غرض سے ہو، تو  
اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔“

۲: اگر دوسری جگہ ادائیگی کی شرط کی بنا پر مقروض پر کسی اضافی خرچے اور راستے کے  
خطرے کو برداشت کرنے کا بوجھ نہ ہو، تو اس صورت میں یہ معاملہ درست ہوگا۔  
علامہ ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں:

”وَإِنْ شَرَطَ أَنْ يُعْطِيَهُ إِيَّاهُ فِي بَلَدٍ آخَرَ، وَكَانَ لِحَمْلِهِ  
مَوْؤَنَةٌ لَمْ يَجْزُ، لِأَنَّهُ زِيَادَةٌ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِحَمْلِهِ مَوْؤَنَةٌ  
جَازَ.“<sup>②</sup>

”اور اگر اس [یعنی قرض خواہ] نے یہ شرط لگائی، کہ وہ اس کو دوسرے شہر  
میں ادا کرے اور وہاں پہنچانے کا کرایہ ہو، تو یہ شرط لگانا جائز نہ ہوگا،  
کیونکہ یہ [قرض کی اصل رقم یا چیز پر] اضافہ ہے اور اگر اس کی منتقلی کا  
خرچہ نہ ہو، تو یہ (شرط لگانا) جائز ہوگا۔“

① المصنف، کتاب البيوع، باب السُّفْتَحَةِ، رقم الرواية ١٤٦٤١، ١٤٠ / ٨.

② المغني ٤٣٦ / ٦.

(۶)

## مقروض کا ہدیہ دینا

بعض لوگ قرض لینے کے بعد ادھار دینے والوں کو تحائف دیتے ہیں۔ ایسے تحائف کا قبول کرنا ناجائز ہے۔ اس بارے میں ذیل میں ایک حدیث شریف اور چند ایک صحابہ کرام اور علمائے اُمت کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَأَهْدَى إِلَيْهِ، أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ، فَلَا يَرْكَبُهَا، وَلَا يَقْبَلُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذَلِكَ.“ ❶

”جب تم میں سے کوئی ایک قرض دے، تو وہ [یعنی مقروض] اس کو تحفہ دے، یا سواری پر سوار [ہونے کی پیشکش] کرے، تو وہ نہ تو اس پر سوار ہو اور نہ ہی اس [ہدیہ] کو قبول کرے۔ ہاں اگر ان دونوں کے درمیان پہلے سے اس سلسلے میں کوئی دستور رائج ہو [تو پھر کچھ مضائقہ نہیں]۔“

❶ سنن ابن ماجہ، أبواب الأحکام، باب القرض، رقم الحدیث ۲۴۵۸، ۶۱/۲؛ والسنن الکبری، کتاب البیوع، باب کل قرض جرّ منفعۃ فہورب، رقم الحدیث ۱۰۹۳۴، ۵۷۳/۵۔ الفاظ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ حافظ بسو صیری اور شیخ البانی نے اس کو [ضعیف] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مصباح الزجاجة ۴۸/۲؛ وضعیف سنن ابن ماجہ ص ۱۸۸؛ إرواء الغلیل ۲۳۶/۵؛ و سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ ۳۰۳/۳-۳۰۷)۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الفتاوی الکبری ۱۵۹/۶-۱۶۰)۔ شیخ عبد اللہ بن محمد عمرانی نے لکھا ہے، کہ یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ تو ضعیف ہے، البتہ تعدد طرق، حضرات صحابہ کے تائیدی اقوال اور راوی کے ضعیف ہونے کا سبب فسق اور جھوٹ نہ ہونے کی بنا پر [حسن لغیرہ] کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المنفعة فی القرض ص ۱۲۰)۔

ب: امام بخاری نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”میں مدینہ [طیبہ] حاضر ہوا، تو میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ انہوں نے فرمایا: ”کیا [ہمارے ہاں] نہیں آؤ گے، کہ میں تمہیں ستو [پلاؤں] اور کھجوریں کھلاؤں اور تم ایک [ایسے] گھر میں داخل ہو گے [کہ رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لائے تھے]؟“

پھر انہوں نے فرمایا:

”إِنَّكَ بِأَرْضِ الرَّبِّ بِهَا فَاشِ . إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ ،  
فَأَهْدِي إِلَيْكَ حِمْلَ تَبْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَيْتٍ ، فَلَا  
تَأْخُذْهُ ، فَإِنَّهُ رَبَّاءٌ .“ ❶

”تم ایسی سرزمین میں ہو، جہاں سود عام ہے۔ جب تمہارا کسی پر قرض ہو، پھر وہ تمہیں گھاس کا، یا جسو کا، یا چارے کا ایک گٹھا تحفہ کے طور پر بھیجے، تو بھی نہ لو، کیونکہ بلاشبہ وہ سود ہے۔“

علامہ عینی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اس قول کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

”أَيُّ فَيَأْتِي قَبُولَ هَدِيَّةِ الْمُسْتَقْرِضِ جَارٍ مَجْرَى الرَّبِّاءِ مِنْ  
حَيْثُ أَنَّهُ زَائِدٌ عَلَى مَا أَخَذَهُ مِنْهُ الْمُسْتَقْرِضُ .“ ❷

”یعنی قرض خواہ کا ہدیہ قبول کرنا سود ہی کے حکم میں ہے، کیونکہ وہ اس

❶ صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب مناقب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، رقم الروایة

۳۸۱۴، ۱۷، ۱۲۹۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اسی بات کو سعید بن منصور نے اپنی [کتاب]

السنن میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی [یہی بات] روایت کی

گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: الفتاویٰ الکبریٰ ۱/۲، ۱۶۰)۔

❷ ملاحظہ ہو: عمدة القاری ۱/۱۶، ۲۷۷۔

کے لیے ہوئے قرض پر اضافہ ہے۔“

ج: امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

”إِذَا أَسْلَمْتَ رَجُلًا سَلَفًا فَلَا تَقْبَلْ مِنْهُ هَدِيَّةَ كُرَاعٍ.“<sup>①</sup>

”جب تو کسی آدمی کو قرض دے، تو اس سے پایہ کا بھی تحفہ قبول نہ کرو۔“

د: امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے،

”أَنَّهُ قَالَ فِي رَجُلٍ: ”كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ عَشْرُونَ دِرْهَمًا.

فَجَعَلَ يُهْدِي إِلَيْهِ، وَجَعَلَ كُلَّمَا أَهْدَى إِلَيْهِ هَدِيَّةً بَاعَهَا

حَتَّى بَلَغَ ثَمَنُهَا ثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما:

”لَا تَأْخُذْ مِنْهُ إِلَّا سَبْعَةَ دَرَاهِمٍ.“<sup>②</sup>

”یقیناً انھوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا، کہ جس کے ایک

دوسرے شخص کے ذمہ بیس درہم تھے، اس [یعنی مقروض] نے اس کو

تحائف دینے شروع کیے۔ اور جب بھی وہ اس کو ہدیہ دیتا، تو وہ [یعنی

قرض خواہ] اس کو فروخت کر دیتا، یہاں تک کہ فروختگی سے جمع شدہ رقم

تیرہ درہم ہو گئی، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے [اس شخص] کو فرمایا: ”[اب] تم اس

سے صرف سات درہم لو۔“

ہ: امام بیہقی نے سالم بن ابی الجعد سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا:

”كَانَ لَنَا جَارٌ سَمَّاكٌ، عَلَيْهِ لِرَجُلٍ خَمْسُونَ دِرْهَمًا، فَكَانَ

① المصنف، کتاب البیوع، باب الرجل یهدی لمن أسلفه، جزء لرقم الروایة ۱۴۶۵۰، ۱۸/۱۴۳.

② السنن الکبری، کتاب البیوع، باب کل قرض جر منفعه فهو ربا، رقم الروایة ۱۰۹۳۰، ۱۵/۵۷۲.

۵۷۲. شیخ البانی نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: إرواء الغلیل ۱۵/۲۳۴).

يُهْدِي إِلَيْهِ السَّمَكَ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: "قَاصِبِهِ بِمَا أَهْدَى إِلَيْكَ". ❶

”ہمارا ایک پڑوسی چھیرا تھا۔ کسی شخص کے اس کے ذمہ پچاس درہم تھے۔ وہ اس کو مچھلی بطور تحفہ دیتا رہا۔ قرض دینے والے نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: ”جس قدر مچھلی اس نے بطور تحفہ تمہیں دی ہے، اس کی قیمت [اصل رقم سے] منہا کر دو۔“

و: امام عبدالرزاق نے ابواسحاق سے روایت نقل کی ہے، کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

”إِنِّي أَقْرَضْتُ رَجُلًا قَرْضًا، فَأَهْدَى لِي هَدِيَّةً.“

”بے شک میں نے ایک شخص کو قرض دیا تھا، تو اس نے مجھے تحفہ دیا ہے۔“

انہوں نے فرمایا:

”ارْذُدْ إِلَيْهِ هَدِيَّتَهُ أَوْ آئِبُهُ.“ ❷

”اس کا تحفہ اس کو واپس کر دو، یا اس کو [اس کا] بدل دو۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

”أَوْ أَحْسِبَهَا لَهُ مِمَّا عَلَيْهِ.“ ❸

❶ المصنف لعبد الرزاق، كتاب البيوع، باب الرجل يهدي لمن أسلفه، رقم الرواية ١٤٦٥١، ١٨ / ٤٣؛ والسنن الكبرى، كتاب البيوع، باب كل قرض جرم منفعة، رقم الرواية ١٠٩٣١، ١٥ / ٥٧٢ - ٥٧٣. شيخ الباني نے السنن الكبرى کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: إرواء الغلیل ١٥ / ٢٣٤).

❷ المصنف، كتاب البيوع، باب الرجل يهدي لمن أسلفه، رقم الرواية ١٤٦٥٤، ١٨ / ١٤٤.

❸ المرجع السابق، جزء من رقم الرواية ١٤٦٥٥، ١٨ / ١٤٤.

”یا اس کے ذمہ جو [قرض] ہے، اس میں سے اس [ہدیہ کی قیمت] کو شمار کرلو۔“

ز: امام مالک اس بارے میں فرماتے ہیں:

”لَا تُقْبَلُ هَدِيَّةُ الْمَدْيُونِ مَا لَمْ يَكُنْ مِثْلَهَا قَبْلُ أَوْ حَدَثَ مُوجِبٌ لَهَا.“ ❶

”پہلے سے مروجہ باہمی معاملہ یا ہدیہ دینے کے کسی نئے [شرعی] سبب کے بغیر مقروض کا تحفہ قبول نہ کیا جائے گا۔“

ح: علامہ شوکانی تحریر کرتے ہیں:

”وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْهَدِيَّةَ وَالْعَارِيَّةَ وَنَحْوَهُمَا إِذَا كَانَتْ لِأَجْلِ التَّنْفِيسِ فِي أَجْلِ الدَّيْنِ أَوْ لِأَجْلِ رِشْوَةِ صَاحِبِ الدَّيْنِ أَوْ لِأَجْلِ أَنْ يَكُونَ لِصَاحِبِ الدَّيْنِ مَنَفَعَةً فِي مُقَابِلِ دَيْنِهِ، فَذَلِكَ مُحَرَّمٌ، لِأَنَّهُ نَوْعٌ مِنَ الرِّبَا أَوْ رِشْوَةٍ.“

وَأِنْ كَانَ ذَلِكَ لِعَادَةِ جَارِيَةٍ بَيْنَ الْمُقْرِضِ وَالْمُسْتَقْرِضِ قَبْلَ التَّدَايُنِ، فَلَا بَأْسَ.

وَأِنْ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ لِغَرَضٍ أَصْلًا، فَالظَّاهِرُ الْمَنْعُ لِإِطْلَاقِ النَّهْيِ عَنِ ذَلِكَ.“ ❷

”[گفتگو کا] ما حاصل یہ ہے، کہ بلاشبہ اگر تحفہ [دینا]، یا عاریۃ کوئی چیز دینا، یا اسی طرح کی کوئی اور صورت اختیار کرنا قرض کی [واپسی کی] مدت



میں آسانی کے لیے ہو، یا قرض دینے والے کو رشوت دینے کی غرض سے ہو، یا قرض دینے والے کو قرض دینے کے عوض کچھ فائدہ پہنچانے کی خاطر ہو، تو ایسا کرنا حرام ہے، کیونکہ یہ سود کی قسم ہے یا رشوت ہے۔ (اور وہ دونوں ہی حرام ہیں۔)

اور اگر یہ صورتیں ادھار لینے اور دینے والے کے درمیان پہلے سے موجود ہوں، تو پھر کچھ مضائقہ نہیں۔

اور اگر ایسی صورتیں اختیار کرنے کا کوئی مقصد بھی نہ ہو، تو ظاہر بات یہی ہے، کہ یہ حرام ہیں، کیونکہ اس بارے میں ممانعت مطلق ہے۔“

(۷)

### مقروض سے خدمت یا مہمانی لینا

اس بارے میں علامہ ابن قدامہ نے امام ابن ابی موسیٰ سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”وَلَوْ أَقْرَضَهُ قَرْضًا، ثُمَّ اسْتَعْمَلَهُ عَمَلًا، لَمْ يَكُنْ لِيَسْتَعْمِلَهُ مِثْلَهُ قَبْلَ الْقَرْضِ، كَانَ قَرْضًا جَرَّ مَنَفَعَةً. وَلَوْ اسْتَصَافَ غَرِيمَةً، وَلَمْ تَكُنِ الْعَادَةُ جَرَّتْ بَيْنَهُمَا بِذَلِكَ، حُسِبَ لَهُ مَا أَكَلَهُ.“<sup>①</sup>

”اور اگر اس نے دوسرے شخص کو قرض دیا، پھر اس سے کوئی ایسا کام لیا،

جو کہ قرض دینے سے پیشتر نہیں لیتا تھا، تو یہ وہ قرض ہے، کہ اس نے فائدہ

کمایا۔ (اور ایسا قرض دینا حرام ہے۔)

اور اگر اس نے قرض خواہ کی مہمانی کی اور اس سے پہلے ان کے درمیان

ایسی صورت نہ تھی، تو قرض خواہ نے جو کھایا، اس کا حساب کیا جائے گا

[یعنی کھانے کے بقدر رقم مقروض کے قرضے سے منہا کر دی جائے

گی۔]۔“



## مبحث نہم

### قرض کی زکوٰۃ

قرض کے متعلقہ مسائل میں سے ایک یہ ہے، کہ بطور قرض دی ہوئی رقم یا چیز کی زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟ توفیق الہی سے اس بارے میں گفتگو درج ذیل دو عنوانوں کے ضمن میں کی جائے گی۔

۱: کیا مقروض قرض کی زکوٰۃ دے گا؟

۲: کیا قرض دینے والا قرض کی زکوٰۃ دے گا؟

(۱)

#### کیا مقروض لیے ہوئے قرض کی زکوٰۃ دے گا؟

علمائے اُمت نے اموال کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے: پہلی قسم ”اموال باطنہ“ جیسے نقدی، سونا، چاندی اور سامان تجارت ہیں۔ دوسری قسم ”اموال ظاہرہ“ جیسے چوپائے، غلہ، پھل وغیرہ ہیں۔

جمہور علماء کے نزدیک اموال باطنہ والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہیں۔ قرض کی چیز یا رقم کو اس کی ذاتی قابل زکوٰۃ رقم میں شامل تصور نہ کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر اس کے پاس کل ۲ لاکھ روپے ہیں، جن میں سے ایک لاکھ ذاتی اور ایک لاکھ روپے قرض کے ہیں، تو وہ صرف ایک لاکھ روپے کی زکوٰۃ ادا کرے گا، دو لاکھ کی نہیں۔<sup>①</sup>

① ذاتی موجود رقم..... ایک لاکھ روپے..... قرض کی رقم ایک لاکھ روپے۔

اس صورت میں کل موجود رقم ۲ لاکھ روپے ہوگی۔ لیکن زکوٰۃ ایک لاکھ پر ہوگی، کیونکہ اس کی حقیقی حیثیت ایک لاکھ کی ہے، دو لاکھ کی نہیں۔

اور اگر اس کے پاس کل موجود ایک لاکھ ہے، اور وہ ایک لاکھ ہی کا مقروض ہے، تو اس صورت میں اس پر سرے سے زکوٰۃ فرض ہی نہ ہوگی، کیونکہ اس کی حقیقی حیثیت صفر ہے۔<sup>①</sup> یہ رائے حضرات ائمہ عطاء، سلیمان بن یسار، میمون بن مہران، حسن، نخعی، لیث، مالک، ثوری، اوزاعی، اسحاق، ابو ثور اور اصحاب رائے کی ہے۔

حضرات ائمہ ربیعہ، حماد بن ابی سلیمان اور شافعی کے جدید قول کے مطابق قرض کی زکوٰۃ مقروض کے ذمہ ہوگی۔<sup>②</sup>

اموالِ ظاہرہ کے متعلق امام احمد سے دو روایات منقول ہیں۔ ایک روایت کے مطابق ان کا حکم اموالِ باطنہ جیسا ہوگا، کہ ان کی زکوٰۃ مقروض کے ذمہ نہ ہوگی۔ اور یہی رائے حضرات ائمہ عطاء، حسن، سلیمان، میمون بن مہران، نخعی، ثوری، لیث اور اسحاق کی ہے۔ دوسری رائے حضرات ائمہ مالک، اوزاعی اور شافعی کی ہے۔ امام احمد سے بھی ایک روایت اسی کی تائید میں نقل کی گئی ہے۔<sup>③</sup>

مذکورہ بالا گفتگو کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱: جمہور علماء کے نزدیک اموالِ باطنہ والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہیں۔

۲: بعض علماء کے نزدیک اموالِ ظاہرہ والے مقروض پر بھی قرض کی زکوٰۃ نہیں۔

۳: بعض علماء کے نزدیک اموالِ ظاہرہ والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ ہے۔

مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہ ہونے کے دلائل:

۱: حضرات ائمہ مالک، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے سائب بن یزید سے

① کل موجود رقم..... ایک لاکھ روپے..... قرض کی رقم..... ایک لاکھ روپے۔

اس صورت میں مقروض کے پاس حقیقی طور پر کچھ بھی نہیں، جو کچھ اس کے پاس ہے، وہ کسی اور کا بطور قرض ہے۔ لہذا اس پر سرے سے زکوٰۃ نہ ہوگی۔

② ملاحظہ ہو: المغنی ۴ / ۲۹۳.

③ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴ / ۲۶۵.

روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ فرما رہے تھے:

”إِنَّ هَذَا شَهْرُ زَكَاةِكُمْ . فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّهِ ، ثُمَّ لِيُؤَدِّ زَكَاةَ مَا فَضَّلَ .“<sup>①</sup>

”بلاشبہ یہ تمہارا زکوٰۃ کا مہینہ ہے۔<sup>②</sup> پس جس کسی کے ذمہ قرض ہو، اس کو چاہیے، کہ وہ اس کو ادا کر دے، پھر باقی کی زکوٰۃ ادا کرے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

”فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَقْضِهِ ، وَزَكُوا بَقِيَّةَ أَمْوَالِكُمْ .“<sup>③</sup>

”پس جس پر قرض ہو، سو وہ اس کو ادا کر دے۔ اور اپنے باقی ماندہ مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔“

حافظ ابن عبد البر رقم طراز ہیں:

”قَوْلُ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا تَجِبُ الزَّكَاةُ عَلَى مَنْ عَلَيْهِ دَيْنٌ .“<sup>④</sup>

① الموطأ، کتاب الزکاة، باب الزکوة فی الدین، رقم الروایة ۱۷، ۱ / ۲۵۳؛ ومصنف عبد الرزق، کتاب الزکاة، باب لا زکوة إلا فی فضل، رقم الروایة ۷۰۸۶، ۴ / ۹۲-۹۳؛ ومصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزکاة، ما قالوا فی الرجل یكون علیہ الدین من قال: ”لا یزکیه“، ۳ / ۱۹۴؛ والسنن الکبری للبیہقی، کتاب الزکاة، باب الدین مع الصدقة، رقم الروایة ۷۶۰۶، ۴ / ۲۴۹. الفاظ روایت مصنف عبد الرزاق کے ہیں۔

② زکوٰۃ کے مہینہ سے ان کی مراد رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔

③ اور ادائیگی زکوٰۃ کے لیے رمضان کے مہینے کا تعین ضروری نہیں۔ حاصل شدہ مال پر سال مکمل ہونے کے پیش نظر کسی بھی مہینے کو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مقرر کیا جاسکتا ہے۔

④ مصنف ابن ابی شیبہ ۳ / ۱۹۴۔

⑤ التمهید. منقول از هامش السنن الکبری للبیہقی ۴ / ۲۵۱۔

علامہ ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں:

” قَالَ ذَلِكِ بِمَحْضَرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ ، فَلَمْ يُنْكِرُوهُ ، فَدَلَّ عَلَىٰ اتِّفَاقِهِمْ عَلَيْهِ . “ ❶

” انہوں نے صحابہ کی موجودگی میں یہ بات فرمائی، لیکن انہوں نے اس پر

اعتراض نہ کیا۔ اور یہ اس بات پر ان کی موافقت پر دلالت کرتی ہے۔“

❷ :۲ زکوٰۃ کی فریضیت اغنیاء پر ہے، فقراء پر نہیں۔ اگر مقروض کے ذمہ قرض اس کے پاس موجود رقم کے برابر ہے، یا اس قدر ہے، کہ اس کے بعد وہ صاحبِ نصاب نہیں رہتا، تو وہ فقراء کے دائرہ میں شامل ہو کر زکوٰۃ کا مستحق ٹھہرا، اس سے قرض کے مال کی زکوٰۃ کا مطالبہ کیونکر کہا جاسکتا ہے۔ ❸

❹ :۳ صدقہ و خیرات تو اس حد تک کی جاتی ہے، کہ اس کی ادائیگی کے بعد بھی ادا کرنے والا تو نگر اور غنی رہے۔ اور یہاں تو مقروض پہلے ہی سے فقیر ہے، قرض کی چیز یا رقم کی زکوٰۃ کی ادائیگی اس کے فقر میں مزید اضافہ کرے گی۔ ❺

❻ :۴ زکوٰۃ کی فریضیت ناداروں کے ساتھ تعاون اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تو نگرگی کا شکر ادا کرنے کے لیے ہے۔ اور یہاں تو مقروض خود نادار ہے اور اسلام کا ثابت شدہ ضابطہ ہے: اَبْدَأْ بِنَفْسِكَ ثُمَّ بِمَنْ تَعُوْذُ . ❻ ..... ”اپنی جان سے شروع کرو، پھر ان کے ساتھ، جن کی کفالت تم کرتے ہو۔“ علاوہ ازیں نادار مقروض کو تو اس قدر تو نگرگی میسر ہی نہیں ہوئی، کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو۔

❶ المغنی ۴ / ۲۶۴ .

❷ ملاحظہ ہو: المغنی ۴ / ۲۶۴ .

❸ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴ / ۲۶۴ .

❹ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴ / ۲۶۴ .

۵: قرض کی چیز یا رقم پر مقروض کی ملکیت حقیقی نہیں، بلکہ وقتی اور ظاہری ہے، اسی لیے مقروض کے افلاس کی صورت میں قرض خواہ مقروض کے ہاں موجود اپنے مال کا اس سے زیادہ حق دار ہوتا ہے۔<sup>①</sup>

۶: جمہور علماء کے نزدیک قرض خواہ اپنے دیئے ہوئے قرض کی زکوٰۃ دینے کا پابند ہے۔ مقروض کو بھی قرض کے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کا پابند کرنے کی صورت میں ایک ہی مال پر دو دفعہ زکوٰۃ واجب ہوگی، جو کہ شرعاً درست نہیں۔<sup>②</sup>

### اموال ظاہرہ والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ ہونے کے دلائل:

- ۱: مقروض آزاد، مسلمان اور صاحب نصاب ہونے کی بنا پر دیگر مسلمانوں کی طرح ہے۔ جس طرح ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، اسی طرح اس پر فرض ہوگی۔<sup>③</sup>
- ۲: اموال ظاہرہ پر زکوٰۃ کی فرضیت نسبتاً زیادہ مؤکد ہے۔ فقراء اور مساکین کی نگاہ ایسے مالوں پر قدرے زیادہ ہوتی ہے اور انھیں ان کی زکوٰۃ میں سے کچھ حاصل ہونے کی توقع زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے اسلامی حکومت کے عمال انہی کی زکوٰۃ کی وصولی کے لیے جاتے ہیں۔ اموال باطنہ کی زکوٰۃ دینے پر نہ وہ کسی کو مجبور کرتے ہیں اور نہ ہی اس کا مطالبہ کرتے ہیں۔

### توجیح:

دونوں آراء میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے سے پیشتر دونوں طرف کے دلائل پر غور و فکر کرتے ہیں۔

① ملاحظہ ہو: اس کتاب کا صفحہ ۱۲۵۔

② ملاحظہ ہو: فقہ الزکاة ۱/۱۰۶۔

③ ملاحظہ ہو: المغنی ۴/۲۶۳۔

۱: مقروض پر قرض واجب ہونے کی پہلی دلیل، کہ وہ نصاب کا مالک ہے، محل نظر ہے۔ اس کی نصاب کی ملکیت محض وقتی اور ظاہر ہے، حقیقی نہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی کے پاس بقدر نصاب نقد یا مولیٰ یا غلہ یا کوئی اور چیز ہو، اور اس کے ذمہ قرض بھی ہو۔ اور جب ہم قرض کی رقم یا چیز کو اس کے پاس موجود چیز یا رقم سے منہا کریں گے، تو وہ صاحب نصاب نہیں رہے گا۔ اور کسی شخص کی حقیقی حیثیت تو اس کے ذمہ واجبات نکالنے کے بعد ہی متعین ہوتی ہے۔

۲: اموال ظاہرہ والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ کے دلائل کی اساس اموال کی دو قسموں میں تقسیم پر ہے۔ لیکن ان دونوں کے درمیان حد فاصل قائم کرنا کٹھن کام ہے، خصوصاً موجودہ دور میں اموال باطنہ میں شمار کیے گئے بعض اموال، اموال ظاہرہ سے کچھ کم عیاں نہیں۔ فیکٹریوں میں تیار کی ہوئی مصنوعات، دکانوں میں سجایا ہوا سامان تجارت اور منڈیوں میں جمع کی ہوئی تجارتی چیزیں کسی طور پر اموال ظاہرہ سے کم عیاں اور واضح نہیں۔ اس کے برعکس مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہ ہونے کے دلائل کافی زیادہ قوی ہیں۔

### مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہ ہونے کے متعلق اقوال:

اس مسئلہ کو مزید نکھارنے کی غرض سے ذیل میں توفیق اللہی سے چند ایک علمائے امت کے اقوال ذکر کیے جا رہے ہیں:

۱: امام مالک نے یزید بن حصیفہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے سلیمان بن یسار سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا، کہ اس کے پاس مال ہے، اور اس کے بقدر اس پر زکوٰۃ ہے:



”أَعْلَيْهِ زَكَاةٌ؟“

”کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟“

انہوں نے فرمایا: ”لا .“ ..... [نہیں] ❶

۲: امام ابن ابی شیبہ نے طاؤس سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

”إِذَا كَانَ عَلَيْكَ دَيْنٌ فَلَا تُزَكِّيهِ .“ ❷

”جب تم پر قرض ہو، تو اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرو۔“

۳: امام ابن ابی شیبہ نے عطاء سے روایت کی ہے، کہ ان سے اس شخص کے بارے

میں سوال کیا گیا، کہ جس کے ذمہ سال دو سال کا قرضہ ہے:

”أَفِيْزِكِّيْهِ؟“

”کیا وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا؟“

انہوں نے فرمایا: ”لا .“ ❸

”نہیں۔“

۴: امام عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

میں نے عطاء سے پوچھا:

❶ الموطأ، كتاب الزكاة، باب لا زكوة إلا في فضل، رقم الرواية ۷۰۸۹، ۷۰۸۹، ۹۳ / ۴. نیز ملاحظہ ہو:

المحلى، رقم المسألة ۶۹۵، ۱۳۵ / ۶.

❷ المصنف، كتاب الزكاة، ما قالوا في الرجل يكون عليه دين من قال لا يزكّيه، ۱۹۲ / ۴. نیز

ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، كتاب الزكاة، باب لا زكوة إلا في فضل، رقم الرواية ۷۰۹۰،

۹۳ / ۴.

❸ المصنف، كتاب الزكاة، ما قالوا في الرجل يكون عليه دين من قال: لا يزكّيه، ۱۹۳ / ۴؛ نیز

ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، كتاب الزكاة، باب لا زكوة إلا في فضل، رقم الرواية ۷۰۹۰،

۹۲ / ۴.

”حَرِثٌ لِرَجُلٍ دَيْنُهُ أَكْثَرُ مِنْ مَالِهِ يَحْصُدُ، أَيُوَدِّي حَقَّهُ  
يَوْمَ يَحْصُدُ؟“

”ایک کھیتی والے شخص کا قرض اس کے مال سے زیادہ ہے، کیا وہ کٹائی  
کے دن اس کا حق ادا کرے گا؟“

انہوں نے جواب دیا:

”مَا أَرَى عَلَى رَجُلٍ دَيْنُهُ أَكْثَرُ مِنْ مَالِهِ مِنْ صَدَقَةٍ فِي

مَاشِيَةٍ وَلَا أَصْلٍ، وَلَا أَنْ يُؤَدِّيَ حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ. “<sup>①</sup>

”میں نہیں سمجھتا، کہ جس شخص کا قرض اس کے مال سے زیادہ ہو، کہ اس کی  
کھیتی یا اصل میں کوئی صدقہ [واجب] ہو، اور وہ [کھیتی] کی کٹائی کے دن  
بھی اس کا حق ادا نہیں کرے گا۔“

۵: امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”إِذَا كَانَ حَيْنَ يُزَكِّي رَجُلٌ مَالَهُ، نَظَرَ مَا لِلنَّاسِ عَلَيْهِ  
فَيَعْزِلُهُ. “<sup>②</sup>

”جب آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ دے رہا ہو، تو دیکھے، کہ لوگوں کا کس قدر  
مال اس کے ذمہ ہے، اس کو الگ کر دے۔“

۶: امام ابن ابی شیبہ نے حضرت فضیل سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

”لَا تُزَكِّ مَا لِلنَّاسِ عَلَيْكَ. “<sup>③</sup>

”لوگوں کا جو کچھ تمہارے ذمہ ہے، تم اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرو۔“

① المصنف، کتاب الزکاة، باب لا زکوٰۃ إلا فی فضل، رقم الروایة ۷۰۸۹، ۷۰۸۹، ۹۳/۴.

ملاحظہ ہو: المحلی، رقم المسألة ۶۹۵، ۱۳۵/۶.

② المصنف، کتاب الزکاة، ما قالوا فی الرجل یكون علیہ دین من قال: ”لا یزکیه“، ۱۹۳/۴.

③ المصنف، کتاب الزکاة، ما قالوا فی الرجل یكون علیہ الدین من قال: لا یزکیه، ۱۹۳/۳.

۷: امام ابن ابی شیبہ حضرت حسن سے روایت نقل کرتے ہیں، کہ انہوں نے بیان کیا:

”لِلزَّكَاةِ حَدٌّ مَعْلُومٌ، فَإِذَا جَاءَ ذَلِكَ حَسِبَ مَا لَهُ الشَّاهِدُ وَالْعَائِبُ، فَيُؤَدِّي عَنْهُ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ دَيْنٍ عَلَيْهِ.“<sup>①</sup>

”زکوٰۃ کا وقت معلوم ہے، جب وہ آجائے، تو وہ اپنے حاضر اور غائب مال کا حساب کرے، اور اس [سب] کی زکوٰۃ ادا کرے، سوائے اس قرض کے، جو اس کے ذمہ ہو۔“

۸: امام عبدالرزاق نے حضرت [سفیان] ثوری سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا:

”إِذَا حَضَرَ نَخْلُكَ أَوْ زَرْعُكَ، انْظُرْ مَا عَلَيْكَ مِنْ دَيْنٍ قَدِيمٍ أَوْ حَدِيثٍ، فَارْفَعْهُ، ثُمَّ زَكِّ مَا بَقِيَ إِذَا بَلَغَ خُمْسَهُ أَوْ سِقِي.“<sup>②</sup>

”جب تیری بھجوریں یا کھیتی آجائے، تو دیکھو کہ تمہارے ذمہ کس قدر پرانا یا نیا قرض ہے، اس کو منہا کر دو، پھر باقی اگر پانچ و سق ہو، تو اس کی زکوٰۃ ادا کر دو۔“

سابقہ گفتگو کا ما حاصل یہ ہے، کہ کسی بھی مقروض پر، خواہ وہ اموال باطنہ والا ہو یا اموال ظاہرہ والا، قرض کی رقم یا چیز کی زکوٰۃ نہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے، کہ اس کے مقروض ہونے کا دعویٰ درست ہو۔ اس بارے میں امام ابو عبید فرماتے ہیں:

”إِنَّ الدَّيْنَ إِذَا عُلِمَتْ صِحَّتُهُ (أَي لَمْ يَكُنْ مُجَرَّدَ دَعْوَى) يُسْقَطُ الزَّكَاةَ عَنِ صَاحِبِ الزَّرْعِ وَالْمَاثِيَةِ إِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ

① المصنف، كتاب الزكاة، ما قالوا في الرجل يكون عليه الدين من قال: لا يزكيه، ۳/ ۱۹۳.

② المصنف، كتاب الزكاة، باب لا زكوة إلا في فضل، رقم الرواية ۷۰۸۹، ۴/ ۹۳.

الرَّسُولِ الَّذِي أَمَرَ أَنْ تُؤْخَذَ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ لِيَتَرَدَّ عَلَى الْفُقَرَاءِ . وَالْمَدِينُ مِنْ أَهْلِ الزَّكَاةِ ، فَكَيْفَ تُؤْخَذُ مِنْهُ؟ وَمَعَ هَذَا إِنَّهُ مِنَ الْعَارِمِينَ ، فَاسْتَوْجَهَا مِنْ جِهَتَيْنِ . ❶

”جب قرض کا ہونا پایہ ثبوت کو پہنچ جائے (یعنی صرف دعویٰ ہی نہ رہے)، تو رسول ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے، جنھوں نے اغنیاء سے زکوٰۃ لے کر فقیروں کو دینے کا حکم دیا ہے، کھیتی اور چوپایوں والے سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ مقروض (تو خود) زکوٰۃ کے مستحقین میں سے ہے، اس سے زکوٰۃ کیسے لی جائے گی؟ علاوہ ازیں وہ [عارمین] ❷ میں سے ہے، اس لیے دو پہلوؤں سے خود زکوٰۃ کا مستحق ہے۔“ ❸

(۲)

### کیا قرض دینے والا قرض کی زکوٰۃ ادا کرے گا؟

اس سلسلے میں حضرات صحابہ اور علمائے اُمت کی مختلف آراء ہیں۔ توفیق الہی سے ذیل میں اس بارے میں کچھ گفتگو کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

(۱)

ایک رائے یہ ہے، کہ قرض دینے والے پر قرض کی زکوٰۃ نہیں۔ عکرمہ فرماتے ہیں:

”لَيْسَ فِي الدَّيْنِ زَكَاةٌ.“

”قرض میں زکوٰۃ نہیں۔“

یہی بات حضرت عائشہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی گئی ہے۔

❶ الأموال ص ۵۱۰، منقول از فقہ الزکوٰۃ ۱/۱۵۹.

❷ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں سے ایک [عارمین] ہے یعنی ایسے مقروض جو قرض ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

❸ یعنی ایک فقیر ہونے کی بنا پر اور دوسرا [عارمین] میں سے ہونے کی وجہ سے۔

## دلیل:

اس قول کی دلیل یہ ہے، کہ قرض دئے جانے کی وجہ سے قرض خواہ کے لیے اس مال میں کچھ اضافہ نہیں ہو رہا، اس لیے قرض میں دیا ہوا مال غیر تجارتی سامان کی مانند ہے، ❶ جس پر زکوٰۃ نہیں۔

## تبصرہ:

مال کی زکوٰۃ ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرض ہے، قرض دینا عام حالات میں مستحب ہے۔ قرض دینے والا رضا کارانہ طور پر قرض دے کر اپنے مال کے اضافہ کو روکتا ہے۔ ایک مستحب کام کی بنا پر فرض کیسے ساقط ہو سکتا ہے؟ قرض دینے والے کا قرض کی بنا پر ثواب کی خاطر اپنے مال میں اضافہ کو روکنا، خود اس کا اپنا انتخاب ہے، اگر وہ مال میں اضافہ کے رکنے کو برداشت نہیں کر سکتا، تو قرض ہی نہ دے، لیکن زکوٰۃ جو فرض ہے، اس کو تو نہ چھوڑے۔

مزید برآں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قرض دینے والے کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی منقول ہے۔ امام ابن حزم نے نافع کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ:

”أَنَّهُ وَلِيَ مَالِ يَتِيمٍ، فَكَانَ يَسْتَسْلِفُ مِنْهُ، يَرَى أَنَّ ذَلِكَ أَحْرَزُ لَهُ، وَيُؤَدِّي زَكَاتَهُ مِنْ مَالِ يَتِيمٍ.“ ❷

”بلاشبہ وہ یتیم کے مال کے نگہبان بنے، تو وہ اس کے مال میں سے بطور قرض لیا کرتے تھے، کیونکہ وہ ان کی نظر میں اس کے مال کی زیادہ حفاظت والی شکل تھی اور وہ اس کی زکوٰۃ یتیم کے مال ہی سے نکالتے تھے۔“

❶ ملاحظہ ہو: المغنی ۱/ ۲۷۰۔

❷ المحلی، رقم المسألة ۶۹۴،

(ب)

دوسری رائے یہ ہے، کہ قرض کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم یہ ہے، کہ مقروض اپنے ذمہ قرض کا اعتراف کرتا ہے اور قرض کی واپسی کی استطاعت بھی رکھتا ہے۔

دوسری قسم یہ ہے، کہ قرض کسی ایسے شخص کے ذمہ ہو، جو نادر ہو، یا قرض کا اپنے ذمہ ہونے کا انکار کرنے والا، یا نال مثل کرنے والا ہو۔

اس دوسری رائے کے مطابق ان دونوں قسموں کا حکم جدا جدا ہے۔ اور پھر دو قسموں کے قرض کے متعلق دوسری رائے والے علماء میں باہمی اختلاف ہے۔ جس کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

### پہلی قسم کے قرض کا حکم:

۱: اس کے متعلق ایک رائے یہ ہے، کہ قرض خواہ پر اس قرض کی ہر سال زکوٰۃ ادا کرنی لازم نہیں، بلکہ قرض ملنے پر وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

اور پھر ایک قول کے مطابق صرف ایک سال کی، اور دوسرے قول کے مطابق گزشتہ سارے سالوں کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ یہ دوسرا قول حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض ائمہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اصحاب الرائے کا موقف بھی یہی ہے۔

### دلیل:

جب قرض کی رقم یا چیز ہی قرض دینے والے کے پاس نہیں، تو اس کی بنا پر زکوٰۃ واجب کیونکر ہو سکتی ہے؟ علاوہ ازیں زکوٰۃ کی فرضیت کی اساس باہمی ہمدردی ہے، لیکن ادھار دینے والے کو ایسے مال کی زکوٰۃ دینے کا پابند کرنا، جس سے وہ مستفید ہی نہیں ہو رہا، باہمی ہمدردی کے منافی ہے۔<sup>①</sup>

**تبصرہ:**

قرض دینے والے نے قرض دے کر جو کچھ بھی کیا ہے، عام حالات میں وہ مستحب کے دائرہ سے آگے نہیں بڑھتا۔ اور زکوٰۃ کی ہر سال ادائیگی اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ فریضہ ہے۔ اپنی مرضی سے کیے ہوئے مستحب کام کی بنا پر قرض دینے والا کا فرض کام کو معطل کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ب: پہلی قسم کے قرض کے متعلق دوسری رائے یہ ہے، کہ قرض دینے والا اس کی ہر سال زکوٰۃ ادا کرے۔ یہ رائے حضرات صحابہ میں سے عثمان، ابن عمر، جابر رضی اللہ عنہم، امام شافعی اور بعض دیگر ائمہ کی ہے۔

**دلیل:**

قرض کی اس قسم میں مقروض کے اقرار اور ادائیگی کی استطاعت کی وجہ سے قرض دینے والے کی ملکیت متاثر نہیں ہوتی، کیونکہ وہ جب چاہے، اپنا قرض واپس لے کر اس میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے۔<sup>①</sup>

**تبصرہ:**

اس رائے کی دلیل زیادہ وزنی اور معقول نظر آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اس سلسلے میں امام بیہقی نے سائب بن یزید کے حوالے سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

”زَكَاةُ إِذَا كَانَ عِنْدَ الْمَلَاءِ .“

”اس کی [یعنی قرض کی] زکوٰۃ ادا کرو، جب وہ مال دار شخص کے

ذمہ ہو۔“<sup>②</sup>

① ملاحظہ ہو: المغنی ۱/۴، ۲۷۰۔

② السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الزکاة، باب زکوٰۃ الدین إذا کان علی ملیء موفی، رقم

الروایة ۱/۴، ۷۶۱۹، ۲۵۱۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت نقل کی ہے، کہ ان دونوں نے فرمایا:

”مَنْ أَسْلَفَ مَا لَا فَعَلَيْهِ زَكَاتُهُ فِي كُلِّ عَامٍ إِذَا كَانَ فِي ثِقَةٍ.“<sup>①</sup>

”جو شخص کسی کو قرض دے اور اگر وہ [مقروض] ثقہ ہو، تو اس پر ہر سال اس کی زکوٰۃ ہوگی۔“

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ ان سے غائب مال [قرض وغیرہ کی وجہ سے] کی زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

”أَدَّ عَنِ الْغَائِبِ كَمَا تُؤَدِّي عَنِ الشَّاهِدِ.“  
”غائب مال سے اسی طرح (زکوٰۃ) ادا کرو، جس طرح کہ حاضر مال سے کرتے ہو۔“

اس [یعنی سائل] نے ان سے کہا:

”إِذَا يَهْلِكُ الْمَالُ.“

”اس طرح مال برباد ہو جائے گا۔“

تو انہوں نے فرمایا:

”هَلَاكُ الْمَالِ خَيْرٌ مِنْ هَلَاكِ الدِّينِ.“<sup>②</sup>

”دین کی بربادی سے مال کی بربادی اچھی ہے۔“

دوسری قسم کے قرض کا حکم:

دوسری قسم یہ ہے کہ وہ کسی نادار، یا قرض کے اپنے ذمہ ہونے سے انکار کرنے

① السنن الكبرى، رقم الرواية ۷۶۲۰، ۴/۲۵۲.

② الرجوع السابق، جزء من رقم الرواية ۷۷۲۱، ۴/۲۵۲.



والے، یا نال مثل کرنے والے کے ذمہ ہو۔ ایسے قرض کی زکوٰۃ کے متعلق دو آراء ہیں: ایک یہ کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ یہ رائے حضرات ائمہ قتادہ، اسحاق، ابو ثور اور اہل عراق کی ہے۔

### دلیل:

اس قرض سے مستفید ہونا قرض دینے والے کے دائرہ استطاعت سے باہر ہے۔

### تبصرہ:

کیا یہ قرض، قرض دینے والے کو واپس ملا ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں ملا، تو واقعہ اس سے استفادہ اس کے لیے ممکن نہ تھا۔ لیکن اگر یہ قرض واپس مل گیا ہے، تو وصولی والے سال اس سے استفادہ قرض خواہ کے بس میں تھا۔ لہذا اس سال کا حکم گزشتہ سالوں سے مختلف ہونا چاہیے۔ باقی سالوں کے برعکس اس سال کی زکوٰۃ فرض ہونی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسری رائے یہ ہے، کہ اس قرض پر اب کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی۔ البتہ اس کے حاصل ہو جانے پر اس کی زکوٰۃ دینا ہوگی۔ ایک قول کے مطابق صرف ایک سال کی، اور دوسرے قول کے مطابق گزشتہ سارے سالوں کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ یہ رائے حضرت علی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور بعض دیگر ائمہ کرام سے نقل کی گئی ہے۔<sup>①</sup>

### دلیل:

سب سالوں کی زکوٰۃ کے واجب ہونے کی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے، کہ گزشتہ سب سالوں میں اس کی حالت ایک جیسی رہی، لہذا اس پر زکوٰۃ کے وجوب اور عدم وجوب کا حکم بھی ایک ہونا چاہیے۔

تبصرہ:

ایسے قرض کی حالت گزشتہ سب سالوں میں یکساں نہ تھی۔ جس سال میں وہ قرض وصول ہوا، اس میں وہ قرض دینے والے کے اثاثہ میں شامل ہو گیا۔ اس سے پہلے سالوں میں، تو وہ اس کے اثاثہ میں شامل نہ تھا۔ اسی فرق کی بنا پر گزشتہ سالوں میں سے صرف قرض کی وصولی والے سال زکوٰۃ کے وجوب والی بات زیادہ درست نظر آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرات ائمہ حسن، لیث، اوزاعی، مالک اور ایک روایت کے مطابق امام شافعی کی یہی رائے ہے۔<sup>۱</sup>

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ قرض دینے والے پر دئے ہوئے قرض کی زکوٰۃ کے واجب ہونے کے بارے میں علمائے اُمت کی مختلف آراء ہیں۔ اور شاید ان میں سے راجح بات یہ ہے، کہ:

ا: اگر مقروض اپنے ذمہ قرض کا اعتراف کرے اور اس میں قرض کی واپسی کی استطاعت ہو، تو قرض دینے والا اس قرض کی دیگر مال کے ساتھ ملا کر، یا تنہا نصاب کو پہنچنے پر، ہر سال زکوٰۃ ادا کرے۔

ب: اگر قرض کسی نادار، یا قرض کے اپنے ذمہ ہونے سے انکار کرنے والے، یا نال منول کرنے والے شخص پر ہو، تو قرض دینے والا، اس قرض کی وصولی والے سال، صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔



① المغنی ۱/ ۲۷۰ - ۲۷۱. حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے متعلق، نیز ملاحظہ ہو: السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الزكاة، باب زكوة الدين إذا كان على معسر أو جاحد، رقم الرواية . ۲۵۳ / ۴، ۷۶۶۶.

## مبحث دہم

### بنک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت

قرض کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے شاید یہ مناسب ہو، کہ معاشرہ میں بنک کارڈز کے ذریعہ لین دین کی مروجہ صورت پر بھی کچھ روشنی ڈالی جائے۔ اس سلسلے میں گفتگو کو دو حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے:

ا: بنک کارڈز کا تعارف

ب: بنک کارڈز کی شرعی حیثیت

(۱)

### بنک کارڈز کا تعارف

بنک کی طرف سے اپنے گاہکوں کو بذریعہ کارڈ نقد رقوم وصول کرنے اور خریداری کی سہولت فراہم کرنے کی شکلوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱: اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا کارڈ (Debit Card)

۲: چارج کارڈ (Charge Card)

۳: قرض کا کارڈ (Credit Card)

ان تینوں شکلوں کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا کارڈ (Debit Card)

ا: یہ کارڈ بنک صرف ایسے لوگوں کو دیتا ہے، جن کا بنک میں اکاؤنٹ ہو۔

ب: بنک ایسے لوگوں کو اپنے کھاتوں میں موجود رقم کی حد تک رقم نکلوانے اور کارڈ

کے ذریعہ متعینہ تجارتی اداروں سے خریداری کا حق دیتا ہے۔

ج: بینک عام طور پر اپنے گاہکوں سے اس کارڈ کے استعمال کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔  
د: جن تجارتی اداروں سے بینک کا گاہک اس کارڈ کے ذریعہ خریداری کرتا ہے،  
بینک فوری طور پر اپنے گاہک کے کھاتہ سے ان کے کھاتوں میں رقم منتقل کر دیتا ہے۔

ہ: بینک ان تجارتی اداروں کو ادائیگی کرتے وقت کٹوتی کرتا ہے۔

## ۲۔ چارج کارڈ (Charge Card)

ا: اس کارڈ کے حصول کی خاطر بینک میں اکاؤنٹ کا ہونا شرط نہیں۔

ب: اس کارڈ والے کو بینک ایک معینہ حد تک متعینہ تجارتی اداروں سے خریداری کرنے کا اختیار دیتا ہے۔

ج: متعلقہ تجارتی اداروں کی جانب سے کارڈ والے کی خریداری کے بلوں کی وصولی پر بینک ان کی ادائیگی فوری طور پر کر دیتا ہے۔ ان بلوں پر کارڈ والے کے دستخط ہوتے ہیں۔

د: بینک تجارتی اداروں سے بلوں پر ایک مخصوص شرح سے کٹوتی کرتا ہے۔

ہ: بینک کارڈ والے کو یہ سہولت دیتا ہے، کہ وہ ایک معینہ مدت تک بلوں کی رقم اضافہ کے بغیر بینک کو ادا کر دے۔

و: مقررہ مدت تک ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں بینک کارڈ والے سے مخصوص شرح سے سود وصول کرتا ہے۔

## ۳۔ قرض کا کارڈ (Credit Card)

اس کارڈ کی اکثر خصوصیات وہی ہیں، جو چارج کارڈ (Charge Card)

کی ہیں۔ البتہ دونوں میں فرق یہ ہے، کہ اس کارڈ کے ذریعہ خریداری کرنے والے سے، بینک بل کی ادائیگی ہی کے دن سے، ادا شدہ رقم پر، مخصوص شرح سے سود وصول کرتا ہے۔

(ب)

### بینک کارڈز کا شرعی حکم

تینوں اقسام کے کارڈوں کی شرعی حیثیت کی تفصیل توفیق الہی سے ذیل میں پیش کی جا رہی ہے:

۱۔ اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے والے کارڈ (Debit Card) کی شرعی حیثیت اس صورت میں کارڈ والا بینک میں اپنے کھاتہ میں موجود رقم کی حدود میں رہتے ہوئے خریداری کرتا ہے۔ بینک اس کے کھاتہ سے اس کی خریداری کے بقدر رقم تجارتی ادارے کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتا ہے۔ بینک اپنی طرف سے تجارتی ادارے کو کچھ نہیں دیتا۔ اس صورت میں بینک اور کارڈ والے کے درمیان قرض کا کوئی معاملہ نہیں ہوتا اور نہ ہی بینک اس سے کچھ لیتا ہے۔ بینک تجارتی اداروں کو ادائیگی کرتے وقت جو کٹوتی یا کمیشن وصول کرتا ہے، اس کا بھی سود سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اس سارے معاملہ میں قرض ہی نہیں، تو سود کیسے ہوگا؟ البتہ اس سلسلے میں یہ بات ضروری ہے، کہ کارڈ والے کا اکاؤنٹ کرنٹ ہو اور مکمل طور پر سودی لین دین سے پاک ہو۔

۲۔ چارج کارڈ کا شرعی حکم:

اس کارڈ کو استعمال کرنے والا مقررہ مدت گزرنے کے بعد بینک کی طرف سے تجارتی اداروں کو ادا کردہ رقم پر سود ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے اور جس معاملہ میں سود آجائے، اس کی حرمت اور قباحت میں شک و شبہ کی ادنیٰ گنجائش بھی باقی نہیں رہتی۔ قرآن و سنت کی متعدد نصوص میں سود کی حرمت اور سنگینی کو بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں ایسی ہی پانچ آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیے:

ا: سودی لین دین کا ایمان کے منافی ہونا:

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ ❶

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سود میں سے جو باقی ہے، چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔“

علامہ الحارثی تحریر کرتے ہیں:

”فَبَيَّنَ أَنَّ الرِّبَا وَالْإِيمَانَ لَا يَجْتَمِعَانِ.“ ❷

”(اس آیت میں) اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، کہ بلاشبہ سود اور ایمان جمع نہیں ہوتے۔“

ب: سود نہ چھوڑنے والوں کے لیے اللہ اور رسول ﷺ کا اعلان جنگ: مذکورہ بالا آیت شریفہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ ❸

”اور اگر تم نے [باقی ماندہ سود] نہ چھوڑا، تو اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی طرف سے بڑی جنگ کا اعلان سن لو۔“

امام مالک فرماتے ہیں:

”لَمْ أَرَأَشْرَّ مِنَ الرِّبَا لِأَنَّ اللَّهَ آذَنَ فِيهِ بِالْحَرْبِ.“ ❹

”میں نے سود سے بُری کوئی [چیز] نہیں دیکھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بنا پر اعلان جنگ کیا ہے۔“

ج: ایک درہم سود کھانے کا چھتیس مرتبہ زنا سے زیادہ سنگین ہونا:

❷ منقول از تفسیر القاسمی ۳/۲۷۳.

❹ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبی ۳/۳۶۴.

❸ سورة البقرة / الآية ۲۷۸.

❹ سورة البقرة / الآية ۲۷۹.

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”دِرْهَمٌ رِبَاءً يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَيْنَةً.“<sup>①</sup>

”آدمی کا ایک درہم سود جانتے بوجھتے کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سنگین ہے۔“

و: سب سے ہلکے سود کا ماں کے ساتھ نکاح کرنے کی مانند ہونا:

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا ، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ.“<sup>②</sup>

”سود کی ستر اقسام ہیں، ان میں سے سب سے ہلکی قسم یہ ہے، کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے۔“

ہ: سود کا انجام تنگ دستی:

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

① المسند، رقم الحدیث ۲۱۹۵۷، ۲۸۸/۳۶۔ حافظ بیہقی اور حافظ منذری نے تحریر کیا ہے، کہ اس کے روایت کرنے والے صحیح کے راویان ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱۱۷/۴؛ والترغیب والترہیب ۷/۳؛ و صحیح الترغیب والترہیب ۲/۳۷۶؛ البتہ حافظ ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع احادیث میں شمار کیا ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے ان کی تردید کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: القول المسدد فی الذب عن مسند الإمام أحمد ص ۵۱-۵۳۔

② صحیح سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، رقم الحدیث ۱۸۴۴۔ ۲۷/۲، ۲۲۷۴۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/۲۷)۔

”مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرَّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قَلْبَةٍ.“<sup>۱</sup>

”کوئی شخص بھی سود سے زیادہ [مال جمع] نہیں کرتا، بلکہ اس کا انجام تنگ دستی ہوتا ہے۔“

کیا ان آیات و احادیث سے آگاہی کے بعد سچے ایمان والا شخص کسی بھی سودی معاملہ کے قریب پھٹک سکتا ہے؟  
ایک سوال اور اس کا جواب:

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ اگر کارڈ والا مقررہ مدت کے اندر ہی بنک کو واجب الذمہ رقم ادا کر دے اور بنک ادا کردہ رقم سے زائد کچھ نہ لے، تو پھر اس کارڈ کے استعمال کا شرعی حکم کیا ہوگا؟  
درج ذیل تین باتوں کو پیش نظر رکھنے سے سوال کا صحیح جواب سمجھنے میں توفیق الہی سے آسانی کی توقع ہے:

۱: بعض بنک ایسے کارڈ کے دینے، اس کی تجدید اور گم شدگی کی صورت میں نئے کارڈ کے جاری کرنے پر فیس وصول کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے، کہ کارڈ لینے والا ان باتوں کا معاوضہ کیوں ادا کرتا ہے؟

جواب واضح ہے، تاکہ وہ اپنی ادھار خریداری کے لیے بنک سے قرض حاصل کر سکے۔ اس طرح بنک، کارڈ والے سے اصل قرض کے علاوہ فیس کے نام سے اضافہ وصول کرتا ہے۔ اور شریعت اسلامی کا واضح حکم ہے، کہ قرض کی بنا پر، قرض دینے والا،

① صحیح سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، رقم الحدیث ۱۸۴۸۔  
۲۸/۲، ۲۲۷۹۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲۸/۲؛  
نیز ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۳۷۸/۲)۔ سود کی حرمت اور عین کے متعلق مزید تفصیل  
کے لیے ملاحظہ ہو: رالم اسطور کی کتاب: التذییر الوقیة من الربا فی الإسلام ص ۳۳-۵۹۔



مقروض سے قرض کے علاوہ جو کچھ بھی لیتا ہے وہ سود ہے۔<sup>۱</sup> اور جب یہ سود ہے، تو اس کا لینا دینا حرام ہوگا۔ اور سود کا نام فیس رکھنے سے وہ حلال تو نہیں ہو سکتا۔ خنزیر کو بکری کہنے سے، وہ حلال تو نہیں ہو سکتا۔

ب: بینک تجارتی ادارے کو کارڈ والے کی خرید کردہ اشیاء کے بلوں کی مکمل رقم ادا نہیں کرتا، بلکہ مخصوص شرح سے کٹوتی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر وہ کارڈ والے سے سو روپے وصول کرتا ہے، تو تجارتی ادارے کو ۹۸ روپے دیتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے، کہ بینک ہر سو روپوں میں سے دو روپے کس بنا پر وصول کرتا ہے؟ سبب واضح ہے، کہ بینک تجارتی ادارے کو آج ۹۸ روپے دے کر کارڈ والے سے ایک ماہ بعد سو روپے وصول کرتا ہے۔ دو روپے درحقیقت اٹھانوںے روپے ایک ماہ کی مدت کے لیے دینے کا معاوضہ ہے اور رقم دے کر، دی ہوئی مدت کے بدلہ میں حاصل کردہ اضافی رقم ہی کا نام سود ہے۔

بعض تجارتی ادارے کارڈ والے سے خریدے ہوئے سامان کی حقیقی قیمت سے کچھ زیادہ رقم کے بل پر دستخط کرواتے ہیں۔ مثال کے طور پر اٹھانوںے روپے کا سامان دے کر سو روپے کے بل پر دستخط کرواتے ہیں۔ اس طرح تجارتی ادارہ تو اپنا پورا حق وصول کرتا ہے، البتہ کارڈ والا اٹھانوںے روپے کا سامان لے کر بینک کو سو روپے دینے کا پابند ہوتا ہے۔ اس کے اس اضافہ کو برداشت کرنے کا سبب یہ ہے، کہ بینک اس کی طرف سے یہ رقم تجارتی ادارہ کو فوراً ادا کرتا ہے اور وہ بینک کو کچھ مدت کے بعد ادا کرتا ہے۔ اور مدت کے مقابلہ میں اسی اضافہ کا نام سود ہے۔

ج: چارج کارڈ کے ذریعہ ادھار خریداری کی رقم کی بینک کو مقررہ مدت میں واپسی ناممکن تو نہیں، البتہ مشکل ضرور ہے۔ ابتدا میں مقررہ مدت کے اندر ادائیگی

① اس سلسلے میں تفصیل اس کتاب کے صفحات ۱۸۳-۱۸۷ میں ملاحظہ فرمائیے۔

کرنے والے کتنے ہی لوگ کچھ ہی عرصہ بعد ہڑی سے اتر جاتے ہیں اور ادائیگی میں تاخیر کرنے کی بنا پر سود ادا کرتے ہیں۔ اس طرح اس قسم کے کارڈ کے استعمال کے مذکورہ بالا دونوں اسباب کے ساتھ ایک تیسری بات یہ بھی ہے، کہ یہ عام طور پر کارڈ والے کو صریح سودی معاملہ تک پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس قسم کے کارڈ کے ناجائز ہونے کے لیے پہلے دو سبب بہت کافی ہیں۔ اور اگر وہ دو سبب بفرض محال نہ بھی ہوں، تو ایک مسلمان کو اس کارڈ کے استعمال سے دُور کرنے کے لیے تہا تیسرا سبب بھی کچھ کم اہم نہیں۔

### ۳۔ قرض کارڈ (Credit Card) کا شرعی حکم

چارج کارڈ کے شرعی حکم کے حوالے سے بیان کردہ پہلی دونوں باتیں (..... اور..... ب) قرض کارڈ میں کلی طور پر موجود ہیں۔ تیسری خرابی (ج) جس سے چارج کارڈ میں بچنا مشکل تھا، اس کارڈ کے استعمال میں یقینی طور پر موجود ہے، کیونکہ اس کے استعمال کرنے والا خریداری کے دن ہی سے لیے ہوئے قرض پر سود دینے کا پابند ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ کارڈ اول تا آخر بلا شک و شبہ حرام کے زمرہ میں داخل ہے۔

### ضروری تنبیہ:

چارج کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کے متعلق گفتگو کرتے وقت اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیے، کہ عقل و دانش اور صحیح معاشی حکمت عملی کا تقاضا یہ ہے، کہ انسان اپنی چادر کے بقدر پاؤں پھیلائے۔ اپنے وسائل سے تجاوز کرنے والا وقتی طور پر تو اپنی خواہش کو پوری کر لیتا ہے، لیکن وہ اپنے آپ کو بے چینی اور پریشان حالی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔ علاوہ ازیں شرعی طور پر عام حالات میں سووی لین دین سے پاک قرض لینا ایک ناپسندیدہ کام ہے، اس سلسلے میں درج ذیل باتیں گزشتہ صفحات میں بیان کی جا چکی ہیں:

- ا: نبی کریم ﷺ نماز میں کثرت سے قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہتے۔
- ب: قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کا طلب کرنا آنحضرت ﷺ کی ایسی دعاؤں میں شامل تھا، جنہیں آپ ﷺ چھوڑا نہیں کرتے تھے۔ [یعنی مستقل مانگتے تھے]
- ج: آنحضرت ﷺ نے قرض کو جانوں کو خوف زدہ کرنے والا قرار دیا۔
- د: آنحضرت ﷺ نے قرض لینے کو خودکشی کرنا قرار دیا۔
- ہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرض کی ابتدا غم اور انتہا ناداری بتلائی۔
- و: بعض سلف نے بیان کیا، کہ قرض کی وجہ سے لاحق ہونے والے غم کی بنا پر ضائع ہونے والی عقل واپس نہیں پلٹتی۔

ز: بعض علماء نے قرض کو عیب قرار دیا، کہ وہ رات کو پریشانی، دن کو ذلت، اور جانوں کو ڈرانے بلکہ کمزور کرنے کا سبب ہے۔<sup>①</sup>

مزید برآں علمائے اُمت نے احادیث شریفہ کی روشنی میں قرض لینے کے لیے کچھ شرائط کی موجودگی کو ضروری قرار دیا ہے، جن میں سے ایک یہ ہے، کہ قرض لینے کا معقول اور جائز سبب موجود ہو۔<sup>②</sup>

چارج کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کا فلسفہ مذکورہ بالا سب باتوں کے کلی طور پر برعکس ہے۔ کارڈ جاری کرنے والے بنک کا مطمح نظر یہ ہوتا ہے، کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان کے تیار کردہ قرض کے سنہری پنجرے میں خوب اچھی طرح پھنس جائیں، تاکہ وہ لمبی مدت تک ان کا خون چوستے رہیں اور کارڈوں والے [نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن] کی

① اس بارے میں تفصیل اس کتاب کے صفحات ۳۰ تا ۳۵ میں ملاحظہ فرمائیے۔

② اس بارے میں تفصیل اس کتاب کے صفحات ۳۷ تا ۵۲ میں ملاحظہ فرمائیے۔

عبرت ناک تصویر پیش کرتے رہیں، کہ نہ تو انہیں اس سنہری پنجرے کے اندر رہتے ہوئے سکون میسر آئے اور نہ ہی اس سے باہر نکلنا کچھ آسان ہو۔

## ایک واقعہ

روزمرہ زندگی میں کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ برباد لوگوں کے کتنے واقعات دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں۔ ۲۷ جنوری ۲۰۰۸ء کے نوائے وقت سنڈے ایڈیشن میں ایک فیچر بعنوان [کریڈٹ کارڈ زنی کروڑ پتی کو بھکاری بنا دیا] شائع ہوا، جس کا خلاصہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ٹیلی ویژن کا ہر دل عزیز پیش کار صحافی ایڈیٹل اپنے بارے میں کہتا ہے: ”ہماری زندگی بڑے مزے اور بے فکری میں گزر رہی تھی۔ میں نے تقریباً پوری دنیا کا سفر کیا ہے۔“ وہ اور اس کا کنبہ نہایت خوش حال زندگی گزار رہے تھے۔ اور ان کے ہود کے علاقے میں واقع گھر کی مالیت پانچ لاکھ پونڈ تھی۔ پچل اس بات کا اعتراف کرتا ہے، کہ: ”اس کی بربادی میں شراب نوشی کا بھی عمل دخل ہے، لیکن بنیادی وجہ کریڈٹ کارڈ پر آسانی سے قرضہ حاصل کرنے کی سہولت تھی۔ نوکری سے جواب ملنے کے بعد اس کا تمام تر انحصار کریڈٹ کارڈوں پر ہی تھا، جس کی وجہ سے اس کی ہر چیز قرضے میں ڈوب گئی۔“

میرے اوپر ایک ایسا وقت آ گیا، کہ میرے پاس ۲۵ کریڈٹ کارڈز تھے۔ میرے ماضی کے حالات اور آمدنی کو مد نظر رکھتے ہوئے، مجھے نئے کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آ رہی تھی اور میں ایک کارڈ کا قرضہ دوسرے کارڈ سے ادا کرنے کا عادی ہو چکا تھا۔ جب بینک میں میری تنخواہ کا چیک جانا بند ہو

گیا، تو تمام قرض خواہوں نے ایک دم میرے گھر پر یلغار کر دی۔ سولہ ہزار پونڈ کا قرضہ ایک کارڈ پر تھا۔ ہالینکس اور برکلے بینکوں کے کارڈوں پر تیس ہزار پونڈ واجب الادا تھے۔ ایک کمپنی نے مجھے نوٹس بھیجا، کہ میں ان کے قرضے میں سے صرف دو ہزار پونڈ ادا کروں، لیکن میرے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی، دو ہزار کہاں سے ادا کرتا۔ مالی پریشانیوں کے نتیجے میں گھر میں تناؤ اور بیوی سے لڑائی جھگڑا رہنے لگا۔ آخر دو سال قبل ۲۵ سالہ ازدواجی زندگی طلاق پر ختم ہو گئی۔ جب ہماری علیحدگی ہوئی، تو تمام قرضہ میرے ہی نام پر تھا۔ نتیجتاً مجھے اپنا مکان فروخت کرنا پڑا۔ [سابقہ] بیوی نے اپنے بیٹے کے ساتھ ایک فلیٹ میں رہائش اختیار کر لی اور مجھے پہلی رات قریبی پارک کے بیچ پر سو کر گزارنا پڑی۔

اگلا ایک سال اس نے مختلف دوستوں کے گھروں میں صوفوں پر سوتے ہوئے گزارا، لیکن دوستوں پر ہمیشہ بوجھ نہیں بننا چاہتا تھا، گزشتہ نو ماہ سے وہ انتہائی تلخ زندگی گزار رہا ہے۔ اس کا ”نیا گھر“ پارک کا بیچ ہے۔ اس کے دن کا بڑا حصہ کام کی تلاش یا لائبریری کے چکر لگانے میں گزرتا ہے۔

مچل آخر میں کہتا ہے: ”اب تک کا عام تاثر یہ رہا ہے، کہ بے گھر افراد پیشہ ور بھکاری، کام چور اور ہڈ حرام لوگ ہیں، لیکن اب یہ تاثر درست نہیں رہا۔ اکیسویں صدی میں بے گھر افراد کی اکثریت میرے جیسے سفید پوش لوگوں پر مشتمل ہوگی، کیونکہ بینک اور قرض دینے والے دوسرے ادارے جس طرح آسان شرائط پر لوگوں کو کریڈٹ کارڈوں کے جال میں پھانسنے کی مہم چلا رہے ہیں، اس سے یقیناً میرے جیسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ میں لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کو اس جال میں

پھنسنے سے پہلے انتباہ کرنا چاہتا ہوں، کہ وہ میرے حشر کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔

آپ سوچتے ہوں گے ہر وقت اونچائی پر اڑنے والا ایک شخص اچانک پارک کے ننگے اور ٹھنڈے بیخ پر کیسے آن گرا؟

لیکن آپ یقین کریں یہ بیخ آپ میں سے کسی کا بھی مقدر بن سکتا ہے۔“<sup>۱</sup>



① منقول از روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی باختصار از میاں محمد ابراہیم طاہر ص ۲۲.

## حرف آخر

رب علیم و حکیم کا شکر گزار ہوں، کہ انھوں نے اس اہم موضوع کے بارے میں یہ صفحات ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس میں اگر کچھ خیر ہے، تو محض ان کے فضل و کرم سے ہے اور جو خلل، نقص اور کوتاہی ہے، وہ میری جانب سے ہے۔ انہی سے اس حقیر کوشش کی قبولیت اور اس میں کوتاہیوں کی معافی کی انتہائی عاجزانہ التماس ہے۔ -انہ قریب مجیب۔

### خلاصہ کتاب:

اس میں بیان کردہ گفتگو کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

#### ۱: قرض کا مفہوم:

قرض کے لغوی معنی [کانٹے] یا کسی جگہ سے گزرنے کے ہیں۔ شرعی معنی یہ ہے، کہ کسی کو اپنے مال یا چیز کا اس شرط پر مالک بنانا، کہ وہ اس کے مثل واپس کرے۔ قرض کی وجہ تسمیہ یہ ہے، کہ مال والا اپنے مال کے ایک حصہ کو کاٹ کر دوسرے شخص کو اس کا مالک بناتا ہے۔ قرض کا ایک نام [سلف] بھی ہے، البتہ [سلف] سے بسا اوقات [بیع السلم] مراد ہوتی ہے۔

#### ۲: قرض کی شرعی حیثیت:

قرض لینے کے متعلق متعدد اور بظاہر متعارض روایات ہیں۔ اس بارے میں خلاصہ یہ ہے، کہ عام حالات میں قرض لینا ناپسندیدہ کام ہے، البتہ جب درج ذیل

شرائط:

۱: قرض لینے کا جائز اور معقول سبب

۲: ادائیگی کا پختہ اور سچا ارادہ

۳: مستقبل میں ادائیگی کے امکانات

موجود ہوں، تو پھر قرض لینے میں حرج نہیں۔

۳: قرض کا دائرہ:

قرض کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ نقدی، ماپ اور وزن کی جانے والی چیزیں، حیوانات، غرضیکہ ہر وہ چیز بطور قرض لی جاسکتی ہے، جس کی ہبہ وغیرہ کے ذریعہ ملکیت حاصل ہو سکتی ہو۔

۴: قرض دینے کی ترغیب:

قرآن و سنت کے متعدد عمومی دلائل سے قرض دینے کی ترغیب ثابت ہوتی ہے۔ قرض دینے کے اجر و ثواب کے متعلق احادیث شریفہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱: صدقہ کے نصف ثواب کے برابر ہونا

ب: صدقہ کے ثواب کے برابر ہونا

ج: صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرض کا اٹھارہ گنا ہونا

د: ادائیگی کے مقررہ وقت سے پہلے ہر روز اتنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ہونا

ہ: ادائیگی کے مقررہ وقت کے بعد ہر روز اتنی رقم صدقہ کرنے کے ثواب سے دگنا ثواب ہونا

و: سونایا چاندی کے قرض دینے کا ثواب گردن آزاد کرنے کے ثواب کے برابر ہونا

قرض دینے کے ثواب میں مذکورہ بالا تفاوت قرض دینے والوں کی نیتوں میں



اختلاف، ان کے مقروضوں کے ساتھ معاملہ میں تفاوت اور مقروضوں کی ضروریات کی نوعیت میں باہمی فرق وغیرہ اسباب کی بنا پر ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵: مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین:

اسلامی شریعت میں مقروض کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے قرض خواہوں کو مطالبہ میں ناجائز طریقے اختیار کرنے سے بچنے کا حکم دیا ہے اور قرض کے تقاضے میں آسانی کرنے کے درج ذیل فوائد اور برکات بیان فرما کر اس کی پرزور ترغیب دی ہے:

ا: بہترین مومنوں کی ایک صفت

ب: حصول آسانی کی چابی

ج: رحمت الہیہ کے حصول کا ایک سبب

د: دخول جنت کا ایک سبب

اللہ عزوجل نے تنگ دست مقروض کو مہلت دینے کا حکم اور اس کا قرض معاف کرنے کی ترغیب دی ہے۔ نادار مقروض کے ساتھ آسانی کرنے کے ثمرات و برکات، جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائے ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ا: دعاؤں کی قبولیت

ب: مصیبت سے نجات

ج: روز محشر کی مصیبتوں سے نجات

د: سایہ عرش کا پانا

ہ: سب سے پہلے سایہ عرش پانے والوں میں شمولیت

و: گناہوں کی معافی

ز: جنت میں داخلہ

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم تنگ دست اور نادار مقروضوں سے انتہائی ہمدردانہ اور مشفقانہ رویہ اختیار کرتے۔ اس سلسلے میں کتاب میں بیان کردہ واقعات کا خلاصہ یہ ہے، کہ ایک صحابی نے اپنے مقروض کا آدھا قرض معاف کر دیا۔

دوسرے نے قرض کی مکمل معافی یا ادائیگی میں آسانی، دونوں میں سے ایک کے چناؤ کا اپنے مقروض کو اختیار دیا۔

تیسرے نے اپنے مقروض کو قرض کا اقرار نامہ واپس کرتے ہوئے قرض کی پوری رقم سے دست بردار ہونے کی خبر دی۔

اور چوتھے نے قرض کے اقرار نامہ کو اپنے ہاتھ سے ضائع کر دیا۔ رضی اللہ عنہم وأرضاهم .

۶: ادائیگی قرض کی تلقین:

مقروض کے پاس قرض ایک امانت ہے اور اللہ عزوجل نے امانتوں کا ان کے حق داروں کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ادائیگی قرض کے سچے ارادے اور عمدگی سے ادا کرنے کے فوائد و برکات بیان فرما کر قرض کی واپسی کی زور دار ترغیب دی ہے:

ا: اللہ تعالیٰ کا قرض کو ادا کروادینا۔ اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ نے امت کو بنی اسرائیل کے ایک شخص کے واقعہ کی خبر دی۔

ب: اللہ تعالیٰ کی مدد کا حاصل ہونا

ج: اللہ تعالیٰ کی طرف سے محافظ کا ملنا

د: رزق کا میسر آنا

ہ: ادائیگی میں بہترین ہونے سے بہترین لوگوں میں شامل ہونے کی خوشخبری

و: ادائیگی میں آسانی کرنے والوں سے محبت الہی

ایک اشکال کا حل

افراط زر کی بنا پر قرض میں دی ہوئی رقم کی قوت خرید میں کمی کی تلافی کے لیے قرض خواہ کو اصل سے زیادہ رقم کا مستحق ٹھہرانا ناجائز ہے، کیونکہ یہ اضافہ سود ہے۔ قرض خواہ درج ذیل دو باتوں میں سے ایک اختیار کرے:

ا: رضائے الہی کی خاطر اس کمی کو برداشت کرے۔

ب: قرض ہی نہ دے، کیونکہ عام طور پر قرض کا دینا مستحب اور سود سے بچنا فرض ہے۔

۷: ادائیگی قرض میں اسوہ حسنہ:

نبی کریم ﷺ نے اس سلسلے میں امت کے لیے بہترین نمونہ چھوڑا ہے۔ آپ ﷺ نے قرض کی ادائیگی کے لیے قبل از وقت تیاری کرتے۔ قرض دار کے درشت لہجہ میں تقاضے کو برداشت فرماتے اور ادائیگی کرتے وقت، اپنی خوشی سے، بغیر کسی سابقہ شرط یا اشارہ کے، واجب الذمہ چیز یا رقم سے زیادہ یا بہتر واپس فرماتے۔

۸: ادائیگی قرض کروانے والی دعاؤں کی تعلیم:

ادائیگی قرض کے لیے نبی کریم ﷺ کے شدید اہتمام کو نمایاں کرنے والی ایک بات یہ بھی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ادائیگی قرض کروانے والی دعاؤں کی امت کو تعلیم دیتے۔ اس سلسلے میں تین دعائیں کتاب میں ذکر کی گئی ہیں۔

۹: قرض کی عدم ادائیگی اور تاخیر سے اخلاقی طور پر روکنا:

مقروضوں کو قرض کی عدم ادائیگی اور تاخیر سے اخلاقی طور پر روکنے والی باتوں

میں چند ایک درج ذیل ہیں:

- ا: عدم ادائیگی اور اس میں تاخیر، دونوں کا ظلم ہونا:  
 ب: قرض کی ادائیگی میں بد نیتی پر اللہ تعالیٰ کا برباد کرنا:  
 ج: عدم ادائیگی کے آخرت میں سنگین اثرات:

۱: روز قیامت بطور چور پیشی

۲: اپنی نیکیوں سے محرومی

۳: شہادت کے باوجود قرض کا معاف نہ ہونا

۴: دخول جنت میں رکاوٹ

۱۰: قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات:

ادائیگی قرض کی تلقین و ترغیب کے ساتھ اسلامی شریعت میں اس مقصد کی خاطر قانونی اقدامات بھی کیے گئے ہیں۔ ان اقدامات میں سے کچھ مقروض پر شخصی اثرات والے اور کچھ مالی اثرات والے ہیں۔

قرض کی تاخیر کی صورت میں شخصی اثرات والے قانونی اقدامات میں سے چند

ایک درج ذیل ہیں:

ا: مقروض کا فاسق قرار پانا اور اس کی گواہی کا ناقابل اعتبار ٹھہرایا جانا۔

ب: اس کی عزت کا مباح ہونا۔ موجودہ دور میں شاید یہ بات بھی درست ہو، کہ جدید ذرائع ابلاغ (Media) میں اس کے نادرہ ہونے کا اعلان کیا جائے۔

ج: اس کو قید میں ڈالا جائے۔ تنگ دست مقروض کو عدم ادائیگی کی صورت میں قید میں ڈالنے کے متعلق علماء کی دو آراء ہیں۔ شاید کہ راجح یہ ہے، کہ ایسی صورت میں اس کو قید میں نہ ڈالا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

د: مقروض کے سفر کی بنا پر قرض خواہ کی حق تلفی کے اندیشہ کی صورت میں قرض خواہ اس کو سفر سے رکوانے کا حق رکھتا ہے۔

تاخیر کرنے والے مقروض پر مالی اثرات والے قانونی اقدامات میں سے بعض کا تعلق اس کی زندگی تک ہے، اور بعض کے اثرات اس کی زندگی کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ مقروض کی زندگی میں مالی اثرات والے قانونی تین اقدامات درج ذیل ہیں:

ا: قرض خواہ کا مفلس کے ہاں اپنے موجود مال کا زیادہ مستحق ہونا  
ب: رہن شدہ چیز کی فروختگی

ج: نادہندہ مقروض کی اپنے مال کے حق استعمال سے محرومی

مقروض کی وفات کے بعد مالی اثرات والے دو قانونی اقدامات درج ذیل ہیں:

ا: وصیت پر ادائیگی قرض کے بعد عمل ہونا

ب: تقسیم وراثت کا ادائیگی قرض کے بعد ہونا

۱۱: ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں:

اسلامی شریعت میں قرض کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لیے متعدد تدبیروں میں سے دو درج ذیل ہیں:

ا: ضامن کا تقرر، جو کہ مقروض کی عدم ادائیگی کی صورت میں قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔ ضامن کا تقرر قرض لیتے وقت، قرض لینے کے بعد مقروض کی زندگی میں اور اس کی وفات کے بعد ہو سکتا ہے۔

ب: حوالہ قرض، کہ قرض کو ایک شخص کی ذمہ داری سے دوسرے شخص کی ذمہ داری میں منتقل کر دیا جائے۔

۱۲: نادار مقروض کی اعانت:

مقروض کی کوشش کے باوجود، قرض ادا نہ کر پانے کی صورت میں، قرض خواہ کو حسن معاملہ اور قرض کی کلی یا جزوی معافی کی ترغیب و تلقین کے ساتھ ساتھ، درج ذیل لوگوں کو اس کی اعانت کی تلقین کی گئی ہے:

۱: اسلامی معاشرہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات و خیرات سے قرض کی ادائیگی میں اعانت کرے۔

ب: نادار میت کے اقارب اس کے قرضہ کی ادائیگی کے لیے توجہ کریں۔

ج: نادار شخص کے قرضہ کی ادائیگی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، البتہ اس ذمہ داری کے ثبوت کے لیے درج ذیل تین شرائط کا ہونا ضروری ہے:

۱: قرض لینے کا جائز اور معقول سبب

۲: ادائیگی قرض کے لیے مقروض کی تاحد استطاعت کوشش

۳: بیت المال میں مال کی موجودگی

۱۳: ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دوسراؤں کی شرعی حیثیت:

پہلی تجویز:

مقروض پر جرمانہ عائد کیا جائے، البتہ سود کے شبہ کی بنا پر یہ رقم خیراتی

کاموں میں صرف کی جائے۔

تبصرہ:

۱: سود لینے کی طرح، اس کا دینا بھی حرام ہے۔ حرام کام کرنے کا کسی کو پابند کرنا

کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

۲: قرض کی واپسی کی شرعی تدبیروں پر عمل کا کما حقہ اہتمام کیا جائے، اس سے

ادا ایگی قرض کے امکانات میں توفیق الہی کے ساتھ بہت اضافہ ہوگا۔

۳: اپنی طرف سے نئی سزائیں تجویز کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

دوسری تجویز:

قرض کی ادائیگی میں تاخیر کے بقدر مقروض کو قرض دینے کا پابند کیا جائے۔

تبصرہ:

۱: کتاب و سنت میں۔ میرے محدود علم کے مطابق۔ ایسی سزا کا وجود نہیں۔

۲: اس طرح قرض خواہ، قرض کے علاوہ، ایک اور اضافی فائدہ حاصل کرے گا، جو

سود کے زمرہ میں شامل ہے۔

۱۴: قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگانا:

بسا اوقات قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگا دی جاتی ہے، یا اس کے بعد کسی خاص

نوعیت کا طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے۔ اس کی سات شکلیں درج ذیل ہیں:

۱: قرض کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا جائے۔ ایسا کرنے سے نبی کریم ﷺ

نے منع فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں اس صورت میں عام طور پر مقروض سے خرید و

فروخت کے معاملہ کے پردہ میں قرض سے زیادہ رقم یا چیز لی جاتی ہے۔

ب: قرض کے ساتھ کرایہ کا معاملہ کرنا۔ یہ بھی سابقہ معاملہ کی طرح ناجائز ہے۔

ج: قرض میں دی ہوئی چیز یا رقم سے اعلیٰ یا زیادہ کی واپسی کی شرط عائد کرنا۔ ایسی

شرط عائد کرنا حرام ہے، کیونکہ قرض کے بدلہ میں حاصل ہونے والا فائدہ یا نفع

سود کے زمرہ میں داخل ہے۔

د: مقروض پر قرض دینے کی شرط لگانا۔ ایسا کرنا بھی ناجائز ہے، کیونکہ دئے ہوئے

قرض کا شرعی بدل صرف اس قرض کی واپسی ہے۔ مقروض کی طرف سے قرض

دینے والے کو ایک نیا قرضہ دینے کی شرط، اصل قرض پر اضافہ ہے، جو کہ شرعاً درست نہیں۔

۵: دوسرے شہر میں قرض کی واپسی کی شرط عائد کرنا۔ اگر اس میں صرف مقروض یا مقروض اور قرض خواہ دونوں کا فائدہ ہو، تو اس شرط میں کچھ مضائقہ نہیں اور اگر اس میں صرف قرض خواہ کا فائدہ ہو، تو اس شرط کا لگانا ناجائز ہوگا، کیونکہ قرض خواہ کے لیے اپنے قرض کے مثل کے علاوہ کوئی اور فائدہ بوجہ قرض حاصل کرنا حرام ہے۔

۶: مقروض کا قرض خواہ کو ہدیہ دینا درست نہیں۔ اگر دونوں میں پہلے سے ہدیہ لینے دینے کا دستور تھا، تو اس کے مطابق لینے دینے میں کچھ حرج نہیں، البتہ لئے ہوئے قرض کی بنا پر مقروض کا ہدیہ دینا حرام ہے۔

۷: مقروض سے کسی قسم کی خدمت یا مہمانی لینا درست نہیں۔

### ۱۵: قرض کی زکوٰۃ:

۱: مقروض پر زکوٰۃ:

علمائے امت نے اموال کو اموال ظاہرہ اور باطنہ میں تقسیم کیا ہے۔ اور عام علماء کے نزدیک اموال باطنہ جیسے نقدی، سونا چاندی اور سامان تجارت والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہیں۔

بعض علماء کے نزدیک اموال ظاہرہ (جیسے چوپائے، غلہ، پھل وغیرہ) والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ ہے۔ بعض علماء کی رائے میں اس پر قرض کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ راجح بات یہ ہے، کہ کسی بھی مقروض پر اس کے پاس موجود قرض کی رقم پر زکوٰۃ نہیں، البتہ یہ بات ضروری ہے کہ اس کے مقروض ہونے کا دعویٰ درست ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم



بالصواب۔

ب: قرض دینے والے پر زکوٰۃ:

قرض دینے والے پر قرض کی زکوٰۃ واجب ہونے کے بارے میں علمائے امت کی مختلف آراء ہیں۔ اور شاید ان میں سے راجح یہ ہے، کہ

۱: اگر مقروض اپنے ذمہ قرض کا اعتراف کرے اور اس میں قرض کی واپسی کی استطاعت ہو، تو قرض دینے والا اس قرض کی اپنے دیگر مال کے ساتھ ملا کر، یا تنہا نصاب کو پہنچنے پر ہر سال زکوٰۃ ادا کرے۔

۲: اگر قرض کسی نادار، یا قرض کے اپنے ذمہ ہونے سے انکار کرنے والے یا نال منول کرنے والے شخص پر ہو، تو قرض دینے والا اس قرض کی وصولی والے سال صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۱۶: بنک کارڈ ز اور ان کی شرعی حیثیت:

ان کی تین اقسام:

۱: اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا کارڈ (Debit Card)

۲: چارج کارڈ (Charge Card)

۳: قرض کارڈ (Credit Card)

ب: ان کی شرعی حیثیت:

۱: پہلی قسم کے کارڈ میں نہ تو قرض کا معاملہ ہے، اور نہ ہی اس میں سود ہے۔

۲: دوسری قسم کے کارڈ میں مقررہ مدت کے بعد ادائیگی کی صورت میں سود

دینا پڑتا ہے۔

ب: بنک خریداری کے بلوں کی رقم سے مخصوص شرح پر کٹوتی کر کے

تجارتی اداروں کو رقم ادا کرتا ہے۔ اس کٹوتی کا سبب یہ ہے، کہ  
 بینک بلوں کی فوراً ادائیگی کرتا ہے، اور کارڈ والے سے کچھ مدت  
 بعد رقم وصول کرتا ہے۔ رقم کی وصولی اور ادائیگی میں مدت میں  
 اختلاف کی بنا پر کٹوتی سود کے زمرہ میں شامل ہے۔

ج: اس کارڈ والے عام طور پر مقررہ مدت میں واجب الذمہ رقوم ادا نہیں  
 کر پاتے۔ اس طرح مقررہ مدت کے بعد ادائیگی کی صورت میں، یہ  
 کارڈ سودی لین دین کا سبب بنتا ہے۔

۳: کارڈ کی تیسری قسم میں مذکورہ بالا تینوں خرابیاں حتمی طور پر موجود ہوتی ہیں،  
 اس لیے یہ اول تا آخر ناجائز کے زمرہ میں شامل ہے۔

## اپیل:

اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے راقم السطور اپیل کرتا ہے،

۱: امت کے مال داروں سے، کہ وہ:

۱: ضرورت مند لوگوں کو قرض دیں۔

۲: قرض کی واپسی کے تقاضا میں نرمی اور آسانی اختیار کریں۔

۳: تنگدست اور نادار مقروضوں کو مہلت دیں، ممکن ہو تو ان کے ذمہ قرض کو کلی یا  
 جزوی طور پر معاف کر دیں۔

۴: قرض کے ساتھ کوئی دوسرا معاملہ جیسے خرید و فروخت کا معاملہ، کرایہ پر لین  
 دین کا معاملہ، مقروض سے کسی خدمت کے لینے کا معاملہ نہ کریں، اور نہ ہی قرض  
 کے ساتھ کوئی ایسی شرط عائد کریں، کہ اس کے ذریعہ دئے ہوئے قرض کے  
 علاوہ کوئی اور چیز یا فائدہ مقروض سے حاصل ہو۔

۵: بطور قرض اپنے دیے ہوئے مالوں کی زکوٰۃ خود ادا کریں۔

ب: امت کے عام لوگوں سے، کہ وہ:

۱: قرض لینے سے حتی الامکان احتراز کریں۔

۲: شدید جائز ضرورت کی صورت میں قرض لینے پر ادائیگی قرض کے لیے تاحد استطاعت کوشش کریں اور اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی بتلائی ہوئی دعاؤں کے ذریعہ رب کریم سے خوب التجائیں کریں۔

ج: ضامن حضرات اور قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے والے لوگوں سے، کہ: ضامن عدم ادائیگی کی صورت میں اپنی ذمہ داری پوری کریں اور قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے والے قرض ادا کریں۔

د: اسلامی معاشرہ کے لوگوں سے، کہ وہ:

قرض کی ادائیگی سے عاجز اور نادار مقروضوں کے لیے دست تعاون بڑھائیں۔ زکوٰۃ و صدقات سے ان کی مدد کریں۔

۵: مقروض کے اقارب سے، کہ وہ:

قرض کی ادائیگی کے بغیر فوت ہونے والے قرابت دار شخص کی طرف سے قرض ادا کریں، تاکہ اس کے لیے آخرت میں آسانی ہو۔

و: اسلامی حکومت سے، کہ وہ:

۱: مال دار مقروضوں سے قرض واپس کروانے کے لیے اپنی ذمہ داری پوری کرے:

۱. ان کی باز پرس کرے

۲. انہیں قید کرے

۳. ان کے سفر پر پابندی عائد کرے

۴. انہیں اپنے مال کے استعمال سے روک دے

۵. رہن شدہ چیز کو فروخت کروا کر قرض دینے والے کا حق دلائے۔

۶. مفلس کے ہاں قرض خواہ کا موجود مال اس کو واپس کروائے۔

۷. ضامن کو ادا نگی قرض کا پابند کرے۔ قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے والے کو ادا نگی پر مجبور کرے۔

۸. میت کی وصیت پر عمل اور اس کے ترکہ کی تقسیم سے پہلے اس کے ذمہ قرض کی ادا نگی کروائے۔

۹. بیت المال میں مال کی موجودگی کی صورت میں ایسے نادار اور تنگ دست مقرضوں کا قرض ادا کرے، جنہوں نے معقول اور جائز مقاصد کے لیے قرض لیا ہو اور وہ تا حد استطاعت کوشش کے باوجود قرض ادا نہ کر پائے ہوں۔

ز: اہل علم اور طلبہ سے، کہ وہ:

امت کو قرض کے فضائل و مسائل سے آگاہ کریں اور اس بارے میں ہر گروہ کو اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ براہونے کی مسلسل تلقین کرتے رہیں۔

رب غنی و کریم سے عاجزانہ التجا ہے، کہ ہم سب کو، ہمارے، بہن بھائیوں اور اہل و عیال کو اپنی رحمت سے قرض لینے سے بے نیاز فرمادیں۔ قرض دینے والوں میں شامل فرمادیں اور مقرضوں سے بہترین معاملہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ انہ سميع مجيب .

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ نبینا محمد وعلی آلہ وأصحابہ  
وأتباعہ وبارک و سلم . وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین .



## المراجع و المصادر

- ۱- "أحكام تغيير قيمة العملة النقدية وأثرها في تسديد القرض" مضر نزار العاني ، ط: دار النفائس ، عمان ، الأردن ، الطبعة الثانية ، ۱۴۲۲ھ .
- ۲- "أحكام الجنائز وبدعها" للشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، المكتب الإسلامي ، الطبعة الرابعة ۱۳۰۶ھ .
- ۳- "أحكام القرآن" للإمام أبي بكر الجصاص ، ط: دار الفكر بيروت ، بدون سنة الطبع .
- ۴- "أحكام القرآن" للقاضي ابن العربي ، بتحقيق ا. علي محمد البجاوي ، ط ، دار المعرفة بيروت ، بدون سنة الطبع .
- ۵- "أحكام القرآن" للإمام الكيا الهراس ، بتحقيق ا. موسى محمد علي و د. عزت علي عيد عطية ، ط: دار الكتب الحديثة القاهرة ، بدون سنة الطبع .
- ۶- "إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل" للشيخ الألباني ، ط: المكتب الإسلامي بيروت ، الطبعة الأولى ۱۳۹۹ھ .
- ۷- "إعلام الموقعين عن رب العالمين" للإمام ابن قيم الجوزية ، بتحقيق الشيخ محي الدين عبدالحميد ، ط: دار الفكر بيروت ، الطبعة الثانية ۱۳۹۷ھ .
- ۸- "الإكليل في استنباط التنزيل" للإمام السيوطي ، بتحقيق ا. سيف الدين عبدالقادر الكاتب ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، سنة الطبع ۱۴۰۱ھ .

- ۹۔ ”إنجاح الحاجة (الحاشية على سنن ابن ماجه) للشيخ عبدالغني ، ط: مطبع الفاروقي دهلي ، بدون سنة الطبع .
- ۱۰۔ ”بدائع المنن في جمع و ترتيب مسند الشافعي والسنن“ ، جمع و ترتيب الشيخ أحمد عبدالرحمن البنا ، ط: دار الأنوار بمصر ، الطبعة الأولى ۱۳۶۹ھ .
- ۱۱۔ بذل المجهود في حل أبي داود“ للشيخ خليل أحمد السهارنفوري ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، بدون الطبعة و سنه الطبع .
- ۱۲۔ ”بلوغ الأمان من أسرار الفتح الرباني“ للشيخ أحمد عبدالرحمن البنا ، ط: دار الأنوار بمصر ، الطبعة الأولى ۱۳۶۹ھ .
- ۱۳۔ ”بلوغ المرام من أدلة الأحكام“ للحافظ ابن حجر العسقلاني ، بتحقيق الشيخ محمد حامد الفقي ، ط: دار النهضة ، بدون سنة الطبع .
- ۱۴۔ ”تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی“ للشيخ محمد عبدالرحمن المبارکفوري ، ط: دارالکتب العلمیة بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ .
- ۱۵۔ ”التدابیر الواقیة من الربا“ د، فضل الہی ، ط: مکتبۃ المؤید الریاض ، الطبعة الثانية ۱۴۱۲ھ .
- ۱۶۔ ”الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف“ للحافظ المنذري ، بتحقيق الشيخ محمد مصطفى عمارة ، ط: دار الفكر بيروت ، سنة الطبع ۱۴۰۱ھ .
- ۱۷۔ ”تفسير أبي السعود“ المسمى ب” إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم ، للقاضي أبي السعود ، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت ، بدون سنة الطبع .
- ۱۸۔ ”تفسير القرطبي“ المسمى ب” الجامع لأحكام القرآن“ للإمام القرطبي ،

- ط: داراحیاء التراث العربی بیروت، بدون سنۃ الطبع .
- ۱۹۔ ”التلخیص“ للحافظ الذہبی ، ط: دارالکتب العربی بیروت، بدون سنۃ الطبع . (المطبوع) بذیل ”المستدرک علی الصحیحین“ للإمام (الحاکم) .
- ۲۰۔ ”تہذیب السنن“ (شرح مختصر سنن أبی داود) للإمام ابن القیم ، ط: دارالکتب العلمیۃ بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ، (المطبوع مع عون المعبود) .
- ۲۱۔ ”جامع الترمذی“ للإمام الترمذی ، ط: دارالکتب العلمیۃ بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ، (المطبوع مع تحفة الأحوذی) .
- ۲۲۔ ”ربا القروض وأدلة تحریمه“ للأستاذ الدكتور رفیق المصری ، ط: دارالمکتبی دمشق ، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ .
- ۲۳۔ ”زاد المسیر فی علم التفسیر“ للحافظ ابن الجوزی ، ط: المکتب الإسلامی ، الطبعة الأولى ۱۳۸۴ھ .
- ۲۴۔ ”سبل السلام شرح بلوغ المرام“ للعلامة الصنعانی ، ط: مکتبة العاطف القاهرة ، بدون سنۃ الطبع .
- ۲۵۔ ”سلسلة الأحادیث الصحیحة (المجلد السادس)“ للشیخ الألبانی ، ط: مکتبة المعارف الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ .
- ۲۶۔ سنن أبی داود للإمام أبی داود السجستانی ، ط: دارالکتب العلمیۃ بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ ، (المطبوع مع عون المعبود) .
- ۲۷۔ ”السنن الكبرى“ للإمام البیهقی ، بتحقیق ا. محمد عبدالقادر عطا ، ط: دارالکتب العلمیۃ بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۴ھ .
- ۲۸۔ ”سنن ابن ماجه“ للإمام ابن ماجه القزوينی ، بتحقیق د. محمد مصطفى الأعظمی ، ط: شركة الطباعة العربیة السعودیة ، الطبعة

الثانية ١٤٠٤ هـ.

٢٩- "سنن النسائي" للإمام النسائي ، ط: دار الفكر بيروت ، سنة الطبع ١٣٤٨ هـ ، (المطبوع مع شرح السيوطي و حاشية السندي) .

٣٠- "سير أعلام النبلاء" للحافظ الذهبي ، المطبوع بإشراف الشيخ شعيب الأرنؤوط ، مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٠٢ هـ .

٣١- "شرح صحيح البخاري للإمام ابن بطلال" بتحقيق وتعليق أ. أبي تميم ياسرين إبراهيم ، مكتبة الرشد الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٢٠ هـ .

٣٢- "شرح السنة" للإمام البغوي ، بتحقيق الشيخين شعيب الأرنؤوط وزهير الشاويش ، المكتب الإسلامي ، الطبعة الأولى ١٣٩٠ هـ .

٣٣- "شرح الطيبي على مشكاة المصابيح" للعلامة الطيبي ، بتحقيق د. عبد الحميد هندواوي ، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة ، الطبعة الأولى ١٤١٧ هـ .

٣٤- "الشرح الصغير لأقرب المسالك" للعلامة أبي البركات الدردير ، ط: عيسى البابي الحلبي بمصر ، بدون سنة الطبع .

٣٥- "شرح النووي على صحيح مسلم" للإمام النووي ، ط: دار الفكر بيروت ، سنة الطبع ١٤٠١ هـ .

٣٦- "صحيح البخاري" للإمام أبي عبد الله البخاري ، نشر وتوزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض ، بدون سنة الطبع (المطبوع مع فتح الباري) .

٣٧- "صحيح الترغيب والترهيب" للشيخ الألباني ، ط: مكتبة المعارف الرياض ، الطبعة الثالثة ١٤٠٩ هـ .

٣٨- "صحيح سنن الترمذي" اختيار الشيخ الألباني ، نشر: مكتب التربية لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٠٩ هـ ، بإشراف الشيخ زهير



الشاوش .

- ۳۹۔ ”صحيح سنن أبي داود“ صحح أحاديثه الشيخ الألباني ، ط: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۱هـ ،  
باشراف الشيخ زهير الشاوش .
- ۴۰۔ ”صحيح سنن ابن ماجه“ اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ،  
نشر: المكتب العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى  
۱۴۰۱هـ ، ياشراف الشيخ زهير الشاوش .
- ۴۱۔ ”صحيح مسلم“ للإمام مسلم بن حجاج القشيري ، بتحقيق الشيخ  
محمد فؤاد عبدالباقي ، نشر و توزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية  
والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض ، سنة الطبع ۱۴۰۰هـ .
- ۴۲۔ ”عمدة القاري شرح صحيح البخاري“ للعلامة بدر الدين العيني ،  
ط: دارالفكر بيروت ، بدون سنة الطبع .
- ۴۳۔ ”عون المعبود شرح سنن أبي داود“ للعلامة أبي الطيب العظيم آبادي ،  
ط: دارالكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰هـ .
- ۴۴۔ ”غيث الأمم في التياث الظلم“ لإمام الحرمين أبي المعالي الجويني  
بتحقيق ، د: مصطفى حلمي و د: فؤاد عبدالمنعم أحمد ، ط: دار  
الدعوة الأسكندرية ، سنة الطبع ۱۹۷۹م .
- ۴۵۔ ”الفتاوى الكبرى“ لشيخ الإسلام ابن تيمية ، بتحقيق وتعليق الشيخين  
محمد عبدالقادر عطا و مصطفى عبدالقادر عطا ، ط: دارالكتب  
العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۸هـ .
- ۴۶۔ ”فتح الباري شرح صحيح البخاري“ للحافظ ابن حجر ، نشر و توزيع:  
إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض ، بدون  
سنة الطبع .

- ٤٧- "فقه الزكاة" للأستاذ الدكتور يوسف القرضاوي ، ط: مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة السادسة ١٤٠١هـ .
- ٤٨- "فقه السنة" للشيخ سيد سابق ، ط: دارالكتاب العربي بيروت ، بدون سنة الطبع .
- ٤٩- "القول المسدّد في الذب عن المسند للإمام أحمد" للحافظ ابن حجر ، ط: ادارة ترجمان السنة لاهور ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ٥٠- "الكافي في فقه الإمام أحمد بن حنبل" للعلامة ابن قدامة المقدسي ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الثانية ، ١٣٩٩هـ .
- ٥١- "كتاب الأموال" للإمام أبي عبيد ، بتحقيق الشيخ محمد خليل هراس ، ط: مكتبة الكليات الأزهرية ودارالفكر القاهرة ، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ .
- ٥٢- كتاب التسهيل لعلوم التنزيل" للحافظ أبي القاسم الغرناطي ، بتحقيق الأستاذ زين محمد عبد المنعم اليونسي وإبراهيم عطوه عوض .
- ٥٣- "كشف الأستار عن زوائد البزار" للحافظ الهيثمي ، ط: مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ .
- ٥٤- "لسان العرب المحيط" للعلامة ابن منظور ، إعداد وتصنيف ا. يوسف خياط ، ط: دارلسان العرب ، بدون سنة الطبع .
- ٥٥- "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" للحافظ الهيثمي ، ط: دارالكتاب العربي بيروت ، الطبعة الثالثة ١٤٠٢هـ .
- ٥٦- "المجموع شرح المذهب" للإمام النووي ، ط: مكتبة الإرشاد بجده ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ٥٧- "مجموع فتاوى شيخ الإسلام ابن تيميه" جمع و ترتيب الشيخ عبدالرحمن بن محمد وابنه محمد ، ط: مكتبة المعارف الرباط

المغرب ، بدون سنة الطبع .

۵۸- "المحلى" للإمام ابن حزم ، بتصحيح ا.حسن زيدان طلبه ، الناشر: مكتبة الجمهورية العربية مصر ، سنة الطبع ۱۳۸۹ھ .

۵۹- "المستدرک على الصحيحين" للإمام الحاكم ، ط: دارالكتاب العربي بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

۶۰- "المسند" للإمام أحمد بن حنبل ، ط: دارالمعارف مصر ، الطبعة الثالثة ۱۳۶۸ھ ، أو ط: مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ .

۶۱- "مسند أبي داود الطيالسي" بتحقيق د . محمد عبدالمحسن التركي ، ط: دارهجر القاهرة ، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ .

۶۲- "مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه" للحافظ البوصيري ، بدراسة وتقديم ا. كمال يوسف الحوت ، ط: دارالجنان بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ھ .

۶۳- "المصنف" للإمام ابن أبي شيبه ، بتحقيق الشيخ مختار أحمد الندوي ، ط: الدارالسلفية بومباي الهند ، الطبعة الأولى ۱۴۰۲ھ .

۶۴- "المصنف" للإمام عبدالرزاق الصنعاني ، بتحقيق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي ، ط: المجلس العلمي بجنوب أفريقيا ، الطبعة الأول ۱۳۹۰ھ .

۶۵- "معالم السنن" للإمام أبي سليمان الخطابي ، ط: المكتبة العلمية بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۰۱ھ .

۶۶- "معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع" للعلامة أبي عبيد البكري الأندلسي بتحقيق ا. مصطفى السقا ، ط: عالم الكتب بيروت ، بدون سنة الطبع .

۶۷- "المغنى" للعلامة ابن قدامة ، بتحقيق د. عبدالله بن عبدالمحسن

التركي ود. عبد الفتاح محمد الحلو، ط: هجر القاهرة، الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.

٦٨- "مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج" للشيخ محمد الشربيني الخطيب، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون سنة الطبع.

٦٩- "المفردات في غريب القرآن" للإمام الراغب الاصفهاني، بتحقيق ا. محمد كيلاني، ط: دار المعرفة بيروت، بدون سنة الطبع.

٧٠- "المفهوم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم" للحافظ أبي العباس القرطبي، بتحقيق ا. محي الدين ديب مستور وفقائه، ط: دار ابن كثير ودار الكلم الطيب دمشق، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

٧١- "المنفعة في القرض" للشيخ عبدالله بن محمد العمراني، ط: دار ابن الجوزي الدمام، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

٧٢- "موسوعة فقه الحسن البصري" للدكتور محمد رؤاس قلعه جي، ط: دار النفايس بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

٧٣- "موسوعة فقه علي بن أبي طالب" للدكتور محمد رؤاس قلعه جي، ط: دار النفايس بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

٧٤- "الموطأ للإمام مالك، بتصحيح ا. محمد فؤاد عبدالباقي، ط: دار إحياء التراث العربي، سنة الطبع ١٣٧٠هـ.

٧٥- "النهاية في غريب الحديث والأثر" للإمام ابن الأثير، بتحقيق الأستاذ طاهر أحمد الزاوي ود. محمود محمد الطناحي الناشر: المكتبة الإسلامية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٧٦- "نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار" للعلامة الشوكاني، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

- ۷۷۔ ”ہامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان“ للشيخ شعيب الأرنؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ۔
- ۷۸۔ ”ہامش جامع الأصول“ للشيخ عبدالقادر الأرنؤوط، نشر وتوزيع: مكتبة الحلواني ومطبعة الملاح ومكتبة داراليان، سنة الطبع ۱۳۹۰ھ۔
- ۷۹۔ ”ہامش مسند الامام أحمد بن حنبل“ للشيخ أحمد شاکر، ط: دارالمعارف مصر، الطبعة الثالثة ۱۳۶۸ھ۔
- ۸۰۔ ”ہامش مسند الإمام أحمد بن حنبل“ للشيخ شعيب الأرنؤوط ورفقائه، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ۔
- ۸۱۔ ”ہامش مسند أبي داود الطيالسي“ للدكتور محمد بن عبدالمحسن التركي، ط: دارهجر، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ۔
- ۸۲۔ روزنامہ نوائے وقت سنڈے میگزین، ۲۷ جنوری ۲۰۰۸ء



## مؤلف کی عربی مؤلفات

- ۱۔ فضل آية الكرسي وتفسيرها
- ۲۔ إبراهيم عليه الصلاة والسلام أبا
- ۳۔ حب النبي ﷺ وعلاماته
- ۴۔ وسائل حب النبي ﷺ
- ۵۔ مختصر حب النبي ﷺ وعلاماته
- ۶۔ النبي الكريم ﷺ معلماً
- ۷۔ التقوى: أهميتها وثمراتها واسبابها
- ۸۔ أهمية صلاة الجماعة (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
- ۹۔ الأذكار النافعة
- ۱۰۔ من تصلي عليهم الملائكة ومن تلعنهم
- ۱۱۔ فضل الدعوة الى الله تعالى
- ۱۲۔ ركائز الدعوة إلى الله تعالى
- ۱۳۔ الحرص على هداية الناس (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
- ۱۴۔ السلوك وأثره في الدعوة إلى الله تعالى
- ۱۵۔ من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين (في ضوء الكتاب والسنة)
- ۱۶۔ من صفات الداعية: اللين والرفق
- ۱۷۔ الحسبة: تعريفها ومشروعيتها وجوبها
- ۱۸۔ الحسبة في العصر النبوي وعصر الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم
- ۱۹۔ شبهات حول الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

- ٢٠ - مسؤولية النساء فى الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر (فى ضوء النصوص وسير الصالحين)
- ٢١ - حكم الإنكار فى مسائل الخلاف
- ٢٢ - الاحتساب على الوالدين: مشروعيته ، ودرجاته ، وآدابه
- ٢٣ - الاحتساب على الأطفال
- ٢٤ - قصة بعث أبى بكر جيش أسامة رضى الله عنهما (دراسة دعوية)
- ٢٥ - مفاتيح الرزق (فى ضوء الكتاب والسنة)
- ٢٦ - التدابير الواقية من الزنا فى الفقه الإسلامى
- ٢٧ - التدابير الواقية من الربا فى الإسلام
- ٢٨ - شناعة الكذب وأنواعه
- ٢٩ - لا تيسسوا من روح الله (تحت الطبع)

## مصنف کی اُردو تالیفات

- ۱۔ ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد
- ۲۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں
- ۳۔ نبی کریم ﷺ سے محبت کے اسباب
- ۴۔ نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم
- ۵۔ تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب
- ۶۔ فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے
- ۷۔ ازکارِ نافعہ
- ۸۔ لشکرِ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی
- ۹۔ فضائلِ دعوت
- ۱۰۔ دعوت دین کون دے؟
- ۱۱۔ دعوت دین کس چیز کی طرف دیں؟
- ۱۲۔ نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری
- ۱۳۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت
- ۱۴۔ والدین کا احتساب
- ۱۵۔ بچوں کا احتساب
- ۱۶۔ رزق کی کنجیاں
- ۱۷۔ مسائلِ قربانی
- ۱۸۔ مسائلِ عیدین
- ۱۹۔ جھوٹ کی سنگینی اور اقسام
- ۲۰۔ زنا سے بچاؤ کی تدبیریں (زیر طبع)



## مصنف کے تیار کردہ پوسٹرز

- ۱۔ دعا کی شان و عظمت
- ۲۔ قبولیت دعا کے اسباب
- ۳۔ مرادیں پورا کروانے والی دعا
- ۴۔ پریشانی کو راحت سے بدلنے والی دعا
- ۵۔ اولاد کے لیے چودہ دعائیں
- ۶۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات
- ۷۔ نبی کریم ﷺ کا قرب دلوانے والے اعمال
- ۸۔ رزق کی کنجیاں
- ۹۔ چار مفید اور تین نقصان والے کام

مؤلف کے قلم سے

## دعوتِ دین کس چیز کی طرف دیں؟

کتاب کے عناصر:

۱۔ موضوع دعوت:

ا: سرتاپا پورے دین میں داخل ہونے کا حکم

ب: ایمان کی شاخوں کا ساٹھ سے اوپر ہونا

ج: اُمت کو ہر چیز کی تعلیم نبوی

د: دین کی کچھ باتیں ماننے اور کچھ نہ ماننے کا بُرا انجام

۲۔ دعوتِ دین میں توحید کا مقام

ا: دعوتِ توحید کے لیے سابقہ انبیاء علیہم السلام اور نبی کریم ﷺ کا اہتمام

ب: توحید کے بغیر اعمال کی بربادی

۳۔ دعوتِ دین میں رسالت کا مقام:

ا: طاعتِ رسول کا ہر نبی کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد اور دعوت ہونا

ب: اقرارِ رسالت کے لیے رسول کریم ﷺ کا اہتمام

ج: طاعتِ رسول ﷺ کا قبولیتِ اعمال کی ایک شرط ہونا

۴۔ مخاطب لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا:

ا: سابقہ انبیاء علیہم السلام، نبی کریم ﷺ اور سلف صالحین کا لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا

ب: دعوتِ توحید میں مدہانت نہیں

۵۔ صرف کتاب و سنت کی طرف دعوت دینا:

قرآن و سنت سے دلائل اور علمائے اُمت کے اقوال

# قرض و فضائل و مسائل

اس کتاب میں توفیق الہی سے درج ذیل موضوعات کے متعلق گفتگو کی گئی ہے:

- ① قرض اور اس کی شرعی حیثیت
- ② قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین
- ③ ادائیگی قرض کی تلقین
- ④ قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات
- ⑤ ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں
- ⑥ نادار مقروض کی اعانت
- ⑦ ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دوسراؤں کی شرعی حیثیت
- ⑧ قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگانا
- ⑨ قرض کی زکاۃ
- ⑩ بینک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت